LONDON KE KALAKAR

پیرحسام الدین امیراکدل کشمیر

وی کشمیر ناول ایجنسی

نام ناول

مصنف

قیمت

پروپرائٹر

پیرحسام [illegible] جنٹ امیراکدل کشمیر

دو باتیں

یاد رکھنے اور ان پر عمل کرنے سے آپ بیماری تکلیف و تشویش سے بچیں گے

اول۔ امرت دھارا تقریباً ان کل امراض کا جو عام طور پر گھروں میں۔ بوڑھوں۔ بچوں۔ جوانوں مردوں یا عورتوں کو بلکہ مال مویشی کو ہوتی ہیں۔ حکمی علاج ہے۔ اور لاکھوں استعمال کرنے والوں میں سے

۲۳ ہزار نے

کی یہ رائے ہے کہ امرت دھارا ہر وقت پاس رکھنی چاہئے۔ امرت دھارا کی مشہوری دیکھ کر لوگوں نے جو نقلیں شروع کردی ہیں۔ وہ سخت امراض میں دھوکا دیتی ہیں۔ ہمیشہ اصل کو خرید کر پاس رکھنا چاہئے مفصل حالات کے واسطے رسالہ امرت مفت منگوائیں۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے (عہ) و نمونہ صرف ۸ / ہے۔

دوم۔ امرت دھارا کے موجد کوی ونود وید بھوشن پنڈت ٹھاکر دت شرما وید تین طبی اخباروں کے ایڈیٹر ہیں۔ تین درجن کے قریب مفید عام کتب کے مصنف ہیں۔ اور آپ کی زیر نگرانی شمالی ہندوستان کا سب سے بڑا اوشدھالیہ جس کی عمارت پر ۲ لاکھ روپیہ خرچ آیا ہے چل رہا ہے۔ امرت دھارا کے علاوہ ۳ سو کے قریب دیگر ادویات تیار رہتی ہیں۔ آپ مریضوں کا نہایت غور سے علاج کرتے ہیں۔ جہاں جس دوائی کی ضرورت ہو بھیجی جاتی ہے۔ آپ خفیہ امراض مردان و زنان کے بھی خاص معالج ہیں۔ اور ہزارہا انسان خط و کتابت کے ذریعہ سے علاج کروا کر پھر سے نئی قوت حاصل کر چکے ہیں۔ نمونہ طبی اخبارات دیش اپکارک و وید امرت فہرست طبی کتب فہرست ادویات کارخانہ و رسالہ امراض مخصوصہ مردان ار کا ٹکٹ برائے محصولڈاک آنے پر مفت بھیجے جاتے ہیں۔

المشتہر

مینیجر کارخانہ امرت دھارا اوشدھالیہ۔ امرت دھارا بلڈنگس

امرت دھارا سڑک۔ امرت دھارا ڈاکخانہ نمبر ۳۵۔ لاہور

سلسلہ اوّل

فسانۂ لندن

جلد سوم

پہلا باب — پھر وہی بلیک چیمبر

ماہ اپریل کی ایک معتدل مگر خوشگوار صبح کو ٹھیک دس بجے ایک بوڑھا خوش پوش سینٹ مارٹنس لیگرینڈ کے صدر ڈاکخانہ میں داخل ہوتا نظر آیا۔ اس کی پیشانی چوڑی۔ قیافہ اور بشرہ شریفانہ۔ اور سر کے بال سفید تھے۔ اور وہ سیاہ لباس زیب تن کئے ہوئے تھا۔

اس نے داخلہ سے پہلے گھڑی نکال کر وقت دیکھا۔ پھر آگے بڑھا۔ اور ایک تنگ زینہ سے گذر کر اس دروازہ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ جو آلڈرس گیٹ سٹریٹ کی سمت میں واقع تھا۔

بوڑھے نے اول چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔ پھر جیب سے کنجی نکال کر قفل کھولا۔ اور فوراً بلیک چیمبر میں داخل ہو کر ایک آرام کرسی پر دراز ہو گیا۔ جس کے سامنے ایک بہت بڑی گول میز رکھی ہوئی تھی۔ یہ یاد دلانے کی ضرورت نہیں۔ کہ یہی وہ افسر ہے جس سے ہمارے افسانہ کے ناظرین جلد اول کے انیسویں باب میں تعارف حاصل کر چکے ہیں۔

افسر نے اپنے دائیں بائیں نظر ڈالی۔ اور مطمئن ہو کر مسکرایا۔ اس مسکراہٹ میں کامیابی کی چاشنی ملی ہوئی تھی۔ اس کی چمکدار نیلی آنکھوں سے شرارت کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔ اور چہرہ سے کبر و نخوت کے آثار نمایاں تھے۔ غرض کہ اس کے تیور بتا رہے تھے۔ وہ غیر معمولی طاقت کا مالک ہے۔ اور یہ وہ بوڑھا نہیں۔ جو ابھی ابھی مگین

بصورت بنائے اس عداوت میں داخل ہوا تھا۔

ممکن ہے کہ بُرے کام جذبات بد کا نتیجہ نہ ہوں۔ مگر اس میں شک نہیں کہ متواتر جرم کرتے رہنے سے انسانی جذبات مجرم۔ اور جُرم کے محرک ضرور ہوجاتے ہیں۔ یہی حال اس دیرینہ سال افسر کا ہی۔

اس افسر کا سینہ عجیب وغریب اسرار کا مخزن ہے۔ اگر وہ چاہے تو ملک میں انقلاب پیدا کرنا یا کسی امیر کبیر کو بے عزت کر دینا اس کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ پس ایسے شخص کو غرور ونخوت نہ ہو تو اور کس کو ہو۔ وہ سوسائٹی کا ایک ہر دلعزیز ممبر تھا۔ مگر یہ کون جانتا تھا۔ کہ سوسائٹی کے اعلےٰ ممبروں کے ننگ کا پردہ وہ دم بھر میں چاک کر سکتا ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد دفتر کے اور کارکن یکے بعد دیگرے آئے۔ سب سے آخر میں جو شخص آیا وہ اپنی بغل میں خطوں کا ایک بڑا سا بنڈل لئے ہوئے تھا۔ جس پر مہر لگی ہوئی تھی۔ ان خطوں کا ڈھیر شاہ بلوط کی میز پر رکھدیا گیا۔ اور کارکنوں نے اپنا کام شروع کیا۔

افسر کے ہاتھ میں پہلا جو خط آیا۔ وہ کیسل سکالا کی طرف سے اس ملک کے سفیر متعینہ لندن کے نام تھا۔ اور اس پر لفظ پرایویٹ لکھا تھا۔ اس کا مضمون حسب ذیل تھا:۔

مونٹونی (کیسل سکالا)
۱۵ مارچ ۱۹۲۶ء

جناب عالی۔ اعلےٰ حضرت کے وزیر خارجہ مارکوئس آف گرانو کے اشارہ سے میں حضور والا کو بعض ضروری امور سے مطلع کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔

آپ کے مراسلے جن پر ۱۔ م ۔ ۲ ۔ ل ۲ کے نشانات تھے۔ بروقت وصول ہوگئے۔ وزیر صاحب کو یہ معلوم کرکے افسوس ہوا۔ کہ پرنس البرٹ کیسل سکالا کے موجودہ حکمران کی وفات پر حکومت سے دست بردار ہونے پر رضامند نہیں۔ ہز لارڈ شپ کو حیرت ہے کہ پرنس موصوف نے اس تجویز کو کیوں نہیں پسند کیا۔ حالانکہ اس طرح انہیں بیس ہزار پونڈ کا بیش قرار وظیفہ مل سکتا۔ اور اب بصورت انکار انہیں پائی بھی وصول نہیں ہو سکتی۔

علاوہ ازیں پرنس جانتے ہیں کہ ریاست کی حکومت اُن کے دعووں کو قطعاً تسلیم نہیں کر سکتی۔ اور وہ بالکل تیار ہے۔ کہ موجودہ حکمران کے بعد ایک غیر ملکی شہزادہ کو حکومت سپرد کردے۔ لہذا مناسب نہیں کہ حضور ایک بار پھر معلومہ تجویز پر غور فرمالیں۔ اور از راہ دور اندیشی اسے قبول کریں۔ ورنہ ضد۔ نقصان سے خالی نہ ہوگی۔

اگر پرنس کے دماغ میں یہ سودا سمایا ہوا ہو کہ وہ شمشیر کے زور سے اپنے دعووں کی تائید کرا سکیں گے۔ تو انہیں تنبیہ کی جاتی ہے کہ یہ محض بے نتیجہ طرز عمل ہوگا۔ کیونکہ ہز میجسٹی شاہ انگلینڈ

اور نقد سمجھ کر آپ پاپائے روم شان جمہوری اصول کو جو پرنس ممدوح کے نصب العین ہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور وہ ریاست ہذا کی اس پالیسی کی تائید کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ غیر ملکی شہزادہ اس حکومت کو سنبھالے گے۔ ہز لارڈ شپ نے مجھے یہ بھی ہدایت فرمائی ہے کہ آپ کی توجہ ذیل کے واقعات کی طرف منعطف کراؤں۔

واقعہ یہ ہے کہ ایک انگریز خاتون کوئی ایک ماہ سے دارالحکومت میں آئی ہوئی ہے۔ اس کا نام الزا اسڈنی ہے۔ یہ بے نظیر حسن و جمال کی مالک ہے۔ عمر اس کی ستائیس اٹھائیس سال سے کم نہیں لیکن یہ موتی ابھی سلک ازدواج میں نہیں پرویا گیا۔ اس کی آب و تاب سبحان اللہ کوئی پندرہ سالہ نازنین بھی اس سے آنکھ نہیں ملا سکتی۔ لہذا ہز لارڈ شپ کے نزدیک اس کا یہاں رہنا خطرہ سے خالی نہیں۔ اسکا سبب آئندہ لکھا جائے گا۔

یہ حسین خاتون یہاں کے معزز خاندانوں کے نام بہت سے تعارفی خطوط لائی تھی۔ اس لئے وہ بہت جلد سوسائٹی میں ہر دلعزیز ہو گئی۔ بلکہ اعلٰے طبقہ کی ناک بن گئی۔ ارل آف وارنگٹن کے محل واقع وسط شہر میں وہ مقیم ہے۔ ایک خادمہ اور ایک خانساماں اس کے ساتھ آئے ہیں۔ یہاں یہ مشہور ہے کہ وہ ارل موصوف کی قریبی رشتہ دار ہے۔

آپ تکلیف فرما کر اس لیڈی کے حالات تحقیق کر کے مطلع فرمائیں۔ اور اس امر کو نہایت نازک اور ضروری تصور فرمائیں۔ تاخیر نہ ہو۔

آج کی ڈاک سے مس سڈنی کی ایک چٹھی ایک لیڈی مسز آرلنگٹن کے نام جا رہی ہے۔ مکتوب الیہا ڈوور سٹریٹ لنڈن میں رہتی ہے۔ غالباً یہ معلومات آپ کو تحقیقات میں مدد دیں گی۔

آپ کا خیر خواہ

بیرن روپرٹو

نائب وزیر صیغہ خارجہ کیسلکا ملا

یہ خط پڑھ کر افسر صاحب بولے "الزا اسڈنی۔ یہ عورت وہی معلوم ہوتی ہے جس نے سٹیفنز سے ساز باز کر کے ارل آف وارنگٹن کو لوٹنا چاہا تھا۔ مگر ہمارے محکمہ کی اطلاع سے مجرم گرفتار کر لئے گئے"۔

اس کے جواب میں اس کے قریب بیٹھے ہوئے ماتحت نے تائیداً کہا "جی ہاں ضرور یہ وہی عورت ہے"۔

یہ سنکر افسر بولا۔ "الزا اسڈنی کا خط جو مسز آرلنگٹن کے نام بھیجا گیا ہے۔ اس ڈاک میں ہوگا۔ کیونکہ دونوں خط ایک ہی تاریخ کو روانہ کئے گئے"۔

تھوڑی تلاش کرنے کے بعد یہ خط مل گیا۔ جس کا مضمون حسب ذیل تھا:۔

پیاری ڈائنا

میں نے ایک ماہ پیشتر اپنے مختصر خط میں تمہیں اطلاع دی تھی کہ میں فرانس۔ سوئزرلینڈ۔ اور شمالی اٹلی کے پُرفضا قطعوں کو طے کرنے کے بعد یہاں بخیریت تمام پہنچ گئی۔ چونکہ تمہیں میری سرگذشت معلوم کرنے کا انتظار ہوگا۔ لہذا یہ مفصل عریضہ تحریر کرتی ہوں۔

۱۳ر فروری کو تین بجے دن کے ہماری گاڑی ایک پہاڑ کی چوٹی پر پہنچی۔ یہاں سے ہمیں ایک نہایت دلکش منظر کوسوں تک پھیلا ہوا نظر آتا تھا۔ جہاں تک نگاہ جاتی تھی۔ سبزہ زمردین اور لالہ خودرو کی سرخ چادر بچھی ہوئی نظر آتی تھی۔ اور نکھرے ہوئے آسمان کی نیلگونی اس میں مل کر نگاہ کو اور بھی محو حیرت کئے دیتی تھی۔ بہتی ہوئی ندی کا منظر جو درختوں سے گذر کر سمندر میں جا ملتی تھی اور بھی دلفریب تھا۔ اسی ندی کے دہانے پر شہر مونٹونی کا عظیم الشان منظر نظر آتا تھا۔

پیاری ڈائنا یہاں کے خوشگوار اور معتدل موسم کے مقابلہ میں انگلستان کی سخت سردی کا تذکرہ سردمہری ہے۔ یہاں میں نے کوئی آدھے گھنٹے تک گاڑی رکوا کر پہاڑی اور شہر کے بعید منظر کی جی بھر کر سیر کی۔ سینٹ تھیوڈوسیا کا قدیم گرجا۔ شاہی محلات۔ بندرگاہوں میں جہازوں کی ہماہمی۔ ان میں سے ہر ایک چیز دل کو اپنی طرف کھینچتی تھی۔ لیکن توپوں کی آواز نے بہت جلد اپنی طرف متوجہ کر لیا۔

آج حضور والی ریاست بحری سفر سے تشریف لائے تھے۔ اس تقریب سے بری اور بحری توپخانہ رسم سلامی ادا کر رہا تھا۔ ایک قطار انگریزی جہازوں کی اور دوسری فرانسیسی جہازوں کی تھی۔

جب میری گاڑی شہر میں داخل ہوئی۔ تو قریب سے اس کا منظر دیکھ کر میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ عمارتیں دلکش۔ بازار کشادہ۔ گلیاں فراخ۔ چپہ چپہ پر پائیں باغ۔ سبحان اللہ۔ مگر اس حصہ کا منظر اور بھی دلکش تھا۔ جہاں امرا اور ارکان دولت کے مکان تھے۔ جب ہم اس وسیع چوک پر پہنچے جس کی ایک طرف شاہی محل ہے۔ تو شاہی رسالہ کا ایک دستہ جو شاہی محل کے پہرہ پر تھا۔ اپنی بارگوں کو جا رہا تھا۔ اور کچھ شک نہیں کہ ان کی مجموعی حیثیت نہایت اثر انداز تھی۔ چنانچہ انہیں دیکھ کر میں نے کہا کہ کاش میں بھی مرد ہوتی۔ اور اس فوج میں ملازم ہو سکتی۔

ہم معلق پُل سے گذر کر وزرائے صیغہ جنگ و تجارت کے محلات کے قریب پہنچے۔ اور شہر کے جنوبی حصہ میں داخل ہوئے۔ پہلے میں سمجھی تھی۔ کہ دنیا کا کوئی شہر دولت اور خوبصورتی میں لندن اور پیرس کے مقابل نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہاں پہنچ کر میری آنکھیں کھل گئیں۔ اور مجھے تسلیم کرنا پڑا۔ کہ یہ شہر بھی چھوٹے پیمانہ پر لندن و پیرس سے چشمک زنی کرتا ہے۔

جب میں اس پرفضا کوٹھی میں پہنچی۔ جو لارڈ ڈارنگٹن نے میرے قیام کے لئے تجویز کی تھی تو میں نے نوکروں کو اپنا منتظر پایا۔ کوٹھی میں ہر قسم کا سامان موجود تھا۔ میں نے محسوس کیا

کہ گویا میں اپنے گھر میں آبیٹھی ہوں۔ غرض کہ میں اس فیاض نواب کی کس کس عنایت کا شکریہ ادا کروں۔ میں نے بستر پر جانے سے پہلے نہایت خلوص دل سے ارل آف وارنگٹن اور پیاری ڈائنا کے حق میں خدا سے دعا مانگی۔ کہ وہ انہیں ہمیشہ شاد و بامراد رکھے۔

پیاری ڈائنا میں جو جو تعارفی خطوط لائی تھی۔ میں نے مکتوب الیھم کو پہنچا دیئے۔ اور انہوں نے میری خاطر و تواضع میں ایسا مبالغہ کیا جو احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ شاہی فوج کے افسر جنرل گریشیا۔ اس کی نیک بی بی اور اس کی تین پری وش بیٹیوں نے مجھے اپنی عنایتوں میں محصور کر لیا۔ اور اسی سلسلہ میں ایک ایسا غیر معمولی واقعہ پیش آیا۔ جو غالباً تمہیں چونکا دیگا۔

ایک روز شاہی محلات کے چوک میں عظیم الشان فوجی ریویو ہوا۔ اسوقت سات ہزار فوج جنرل گریشیا کے زیر کمان تھی۔ جنرل صاحب کی بیوی اور بیٹیوں کے ساتھ کھلی گاڑی میں میں بھی سوار تھی۔ عالی شان نظارہ تھا۔ معززین شہر اور اُن کی پری جمال خاتونیں بھی اپنی اپنی شاندار گاڑیوں میں موجود تھیں۔

ہمارے پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد حضور گرینڈ ڈیوک انجلو ثالث تشریف فرما ہوئے۔ جو باوجود ساٹھ سالہ ہونے کے شکیل و وجیہ ہیں۔ اسوقت فیلڈ مارشل کی وردی زیب بدن تھی۔ جب فوج نے سلامی دی۔ اور باجہ نے فوجی راگ شروع کیا۔ تو حضور نے بگلے کے پروں کے طرہ والی ٹوپی سر سے اتار لی۔ پھر معائنہ کرتے ہوئے فوجوں کی قطاروں کے سامنے سے گذرے لیکن اسوقت فوج نے حسب معمول خوشی کا نعرہ نہیں لگایا۔ بلکہ بالکل خاموش رہی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض سیاسی اسباب سے حضور یہاں ایسے ہر دلعزیز نہیں۔

ریویو کے بعد حضور نے معہ حشم و خدم چوک کے چاروں طرف ایک چکر لگایا۔ اور لوگوں کے سلاموں کا جواب بخندہ پیشانی دیتے ہوئے ہماری گاڑی تک آ پہنچے۔ اور جنرل صاحب کی بی بی سے دیر تک گفتگو کرتے رہے۔ اس اثنا میں اُن کی نگاہ مجھ پر پڑ گئی۔ اور انہوں نے فوراً جھک کر جنرل صاحب کی بیوی کے کان میں کچھ کہا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مجھے حضور سے تعارف کی عزت حاصل ہوئی۔

حضور مجھ سے دیر تک گفتگو کرتے رہے۔ ازراہ عنایت ارل آف وارنگٹن کے حالات پوچھے اور فرمایا۔ کہ میں اُن سے خوب واقف ہوں۔ کوئی پاؤ گھنٹے تک گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ گو میں ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں ہی جواب دے سکی۔ کیونکہ تم جانتی ہو۔ کہ میں اطالوی زبان میں محض طفل مکتب ہوں۔ یہ بھی محض اُس کوشش کی بدولت تھا۔ جو میں نے چند روز انگلستان میں کی تھی یہ بات حضور سے بھی مخفی نہ رہی۔ آخر میں حضور نے جنرل صاحب کی بیوی کے کان میں کچھ کہا اور گھوڑے کو ایڑ بتائی۔

جنرل صاحب کی بی بی نے مجھے کہا۔ کہ کل شام کو شاہی محل کے اندر ایک شاندار ناچ کا جلسہ ہونے والا ہے۔ اور حضور نے اُس میں مجھے بھی شریک ہونے کا ایما فرمایا ہے۔ حضور

نے دوسری سرگوشی میں جنرل کی بی بی سے یہی فرمایا تھا۔ تم جانتی ہو کہ شاہی اشارہ ہی قانون سے کم نہیں۔ پھر میری کیا مجال تھی کہ میں عدول حکمی کی جرأت کرتی۔

جلسہ کی شام کو جب میں اپنی پوشاک۔ اور بہترین زیور پہن کر آئینہ کے سامنے کھڑی ہوئی۔ تو میں خود اپنی نظروں میں پہلے سے بہت زیادہ حسین نظر آئی۔ خواہ تم اسے غرور نسوانی ہی کیوں نہ سمجھو۔

جلسہ توقع سے زیادہ شاندار تھا گویا پریستان اُتر آیا تھا۔ اٹلی کے حسن کے سامنے حسینان انگلستان پانی بھرتے ہیں۔ یہ شہر اپنی آغوش میں بہترین حُسن کے نمونے رکھتا ہے۔ وزیر خارجہ کی بیگم اس جلسہ کی ملکہ قرار دی گئی۔ حضور نے پہلا ناچ انہیں کے ساتھ کیا پیاری ڈائنا شاید تمہیں اس بات پر ہنسی آئے۔ لیکن اٹلی کے لئے یہ بات غیر معمولی نہیں۔ یہاں جوان بوڑھے سبھی ناچتے ہیں۔

میں پہلا ناچ جنرل گرشیا کے ایک ممبر کے ساتھ ناچی۔ دوسرا امیرن ردیرٹو نائب وزیر محکمہ خارجہ کے ساتھ۔ تیسرے اور چوتھے ناچ میں تکان کی وجہ سے میں شریک نہ ہو سکی۔ لیکن آخری ناچ میں مجھے حکماً ناچنا پڑا۔ کیونکہ حضور کی خواہش کو ایک مسافر عورت میں ٹال دینے کی طاقت کہاں تھی۔ اسوقت معلوم ہوا کہ حضور انگریزی زبان نہایت روانی سے بولتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ میں اس شہر میں ابھی دیر تک ٹھیروں گا۔ لیکن اگر جنرل صاحب کی بی بی تمہیں شاہی محل کے جلسوں میں اپنے ہمراہ نہ لائی تو میں اُس سے سخت ناراض ہو جاؤں گا۔ غرض کہ حضور نے ایسی ایسی عنایتوں کا تاز یانہ تھا کہ میں گھبرا گئی۔ اور مجھے ان کے شکریہ کے لئے کافی الفاظ نہ مل سکے۔

اگلے روز حضور کا ایک خاص ملازم میرے مکان پر آیا۔ اور بہترین پھل پھولوں کی ڈالی میرے سامنے پیش کر کے کہنے لگا۔ کہ حضور نے امید ظاہر کی ہے۔ کہ آپ یہ تحفہ قبول فرمائینگی حضور نے ازراہ کرم میرا مزاج بھی پوچھ بھیجا تھا۔ میں نے حضور کا بہت بہت شکریہ ادا کیا لیکن ملازم کے چلے جانے کے بعد جب میں پائین باغ میں سیر کر رہی تھی تو رہ رہ کر میرے دل میں یہ سوال پیدا ہو رہا تھا۔ کہ آخر ان شاہانہ عنایات کا سبب کیا ہے۔

چند روز بعد شاہی ملازم پھر میرے یہاں آیا۔ اور اطالوی زبان کی عمدہ عمدہ چند تصانیف میرے لئے لایا۔ ان کے سرورق پر ریاست کے شاہی نشانات بنے ہونے کے علاوہ حسب ذیل الفاظ تحریر تھے۔ "ناچیز تحفہ از جانب اینجلو ثالث بخدمت مس الزا سٹلی"۔

یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس شاہی عنایت نے پھر میرے دل میں وہی سوال پیدا کر دیا کہ آخر اس کا مطلب کیا ہے۔

اس سے اگلے روز شاہی محل میں پھر جلسہ ہوا۔ اور جنرل کی بیوی کے ساتھ میں بھی مدعو

کی گئی۔ حضور ہم سب لوگوں سے عام گفتگو کرنے کے بعد مجھ سے مخاطب ہوئے کہ چلئے تمہیں اپنا تصویر خانہ دکھالاؤں۔ یہ کہہ کر آپ مجھے ہاتھ پکڑ کر تصویر خانہ میں لے گئے۔ یہاں پر تین نمونے موجود تھے۔ اعلےٰ درجہ کی تصاویر اور دلکش بت اور مجسمے انسانی کاریگری کا بہترین نمونہ پیش کر رہے تھے۔ حضور نے اس شغل میں ضرورت سے زیادہ وقت صرف فرمایا۔ اُن کی طرف گفتگو کچھ اس قسم کی تھی۔ کہ مجھے اس سے عشق کی بو آتی تھی۔ واپس آئے۔ تو ایک کوچ پر بیٹھ گئے۔ اور مجھے بھی کرسی پر بٹھایا۔ اور دیر تک بات چیت کرتے رہے۔

میرے خاندانی حالات پوچھے۔ والدین کی زندگی کے متعلق سوال کیا۔ اور یہ بھی دریافت فرمایا۔ کہ ارل آف وارنگٹن کے ساتھ میری کیا عزیزداری ہے۔ آخر میں یہ پوچھا۔ کہ میری شادی اب تک کیوں نہ ہوئی؟

آخری سوال کے جواب میں میں نے شرما کر کہا کہ حضور ابھی تک مجھے کوئی ایسا شخص نہیں ملا۔ کہ جس سے میں اپنی زندگی وابستہ کرسکوں۔

اس کے جواب میں حضور نے اُن پابندیوں کا تذکرہ کیا۔ جو بادشاہوں کو سلک ازدواج میں منسلک ہونے کے لئے لازم ہیں لیکن عوام اُن کے مقابلہ میں آزاد ہیں۔ آخر میں ٹھنڈی سانس لیکر کہا۔ کہ بادشاہوں کی ایسی قسمت کہاں کہ وہ ہمیشہ محبت کے کھیل میں کامیاب ہوں۔ یا اپنی خواہشوں کی تکمیل کرسکیں۔

اس کے بعد حضور اُٹھ کر دوسرے لوگوں سے ملنے چلنے چلے گئے۔ لیکن اب میں سب کی توجہ کا مرکز بن رہی تھی۔ ہر شخص مجھے رشک کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اور جنرل صاحب کا خاندان مجھ پر اور بھی مہربان نظر آتا تھا۔ اس کی کیا وجہ ہے یہ سوال پھر میرے دل میں پیدا ہوا۔ اور اُس کا جواب بھی۔ لیکن اس میں ایک نئی قسم کی دیوانگی پائی جاتی تھی۔ بھلا خاک کو عالم پاک سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔

شاہی تحفوں کی بھرمار ہوتی رہی۔ لیکن ہر پھول پھل یا کتابیں ہوتی تھیں۔ اسلئے یہ تحفے خاص معنی رکھتے تھے۔ اور مجھے محل کے جشنوں میں متواتر شریک ہونا پڑتا تھا۔ اور حضور مجھ پر خاص طور پر نظر عنایت رکھتے تھے۔ مگر کل اُنھوں نے جو کچھ فرمایا۔ اس نے مجھے چونکا دیا۔ اور پیاری ڈرانا وہ الفاظ تمہیں بھی چونکادیں گے۔ حضور نے میرا ہاتھ جوش سے دبا کر کہا کہ کاش میں شاہی خاندان میں پیدا نہ ہوتا۔

اب اس سے زیادہ اور کیا لکھوں۔ لیکن آیندہ کے واقعات کی تمہیں متواتر اطلاع بھیجتی رہوں گی۔ فقط

تمہاری نہایت شکرگذار

الزا اسڈنی

دوسرا باب — بے فکرے دوست

آغاز موسم بہار کی ایک خوشنما دوپہر کو کونٹ الڑوئی اخبار کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ اور اس کی حسین بیوی اور ناز آفرین بیٹی قریب بیٹھی ہوئی کشیدہ کاڑھ رہی تھیں۔ اخبار پڑھتے پڑھتے کونٹ چونک پڑا۔ اور پھر زیادہ توجہ سے مصروف مطالعہ ہوا۔

اس کی بیوی متاثر ہوئے بغیر نہ رہی، چنانچہ اس نے پوچھا "پیارے وطن کی کیا خبریں ہیں؟"

کونٹ نے جواب دیا "غالباً تم بھولی نہ ہوگی۔ کہ چند روز ہوئے ارل آف وارنگٹن نے مس الزا سڈنی کے لئے مجھ سے چند معرفی خطوط لئے تھے"

کونٹس نے کہا "ہاں مجھے یاد ہے آپ اسی مس کا ذکر کرتے ہیں نا۔ جو اس شریر النفس کی ستمرانی سے بچنے کے لئے کیسل سکالا جا رہی تھی۔ جس نے اسابیلا کے لئے پیغام دیا تھا"

کونٹ نے اس کا اثبات میں جواب دیا۔ اور کہنے لگا "مس سڈنی ارل موصوف کی رشتہ دار ہے۔ اور اس اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا چرچا وہاں عام ہے"

کونٹس نے پوچھا "اخبار میں کیا لکھا ہے؟"

کونٹ نے گزٹ سے حسب ذیل عبارت پڑھنی شروع کی:۔

مونٹونی کے آسمان حسن پر ایک نیا آفتاب جلوہ افروز ہوا ہے۔ یعنی ارل آف وارنگٹن کی قریبی رشتہ دار مس الزا سڈنی یہاں تشریف فرما ہیں۔ ارل موصوف وہی انگریز امیر ہیں۔ جنہوں نے آج سے تین سال پیشتر ایک پر فضا کوٹھی خریدی تھی۔ مس موصوف اس میں فروکش ہیں۔ گو انہیں یہاں آئے مہینے سے زیادہ عرصہ نہیں گذرا۔ تاہم ان کے اخلاق اور حسن دلکش نے لوگوں کے دلوں کو تسخیر کر لیا ہے۔ حتیٰ کہ افواہ ہے۔ ریاست کا سب سے بڑا شخص مس الزا سڈنی کے حسن ظاہری و باطنی سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہا۔

کونٹس نے قطع کلام کر کے کہا "سب سے بڑا شخص!" پھر سوچ کر کہا "وہ گرینڈ ڈیوک تو نہیں ہو سکتا"

کونٹ نے جواب میں کہا "کیوں نہیں ہو سکتا۔ الفاظ سے صاف یہی ہے۔ ڈیوک کے سوا سب سے بڑا اور کون ہے؟" مگر آخر میں کونٹ نے یہ رائے ظاہر کی۔ کہ یہ ایک معمولی افواہ ہے جو بالعموم شہروں میں اڑا کرتی ہے۔

کونٹس نے اپنے شوہر کے کلام کی تائید کرتے ہوئے کہا" ممکن ہے کسی اڈیٹر اخبار کی جولانی طبع کا نتیجہ ہو۔ لیکن اگر اس کی کچھ اصلیت ہو۔ تو اس کے یہ معنے ہونگے۔ کہ یہ کرشمہ آپ کے تعارفی خطوط کا ہے"

کونٹ نے بے صبری سے کہا" تم ہمیشہ دور کی کوڑی لایا کرتی ہو"

اس کے جواب میں کونٹس نے گرما گرم فقرہ چست کیا کہ" آپ بھی تو خیالی پلاؤ پکایا کرتے ہیں۔ آپ غور کرنے کے بجائے محض سطحی اندازہ کر لیا کرتے ہیں۔ ذرا سوچئے تو گرین وڈ والے معاملہ کو"

کونٹ نے اعتراف کیا کہ" میں نے اسے شریف انسان سمجھنے میں واقعی غلطی کی"

یہ سُنکر کونٹس نے کہا" اور آپ نے بلاتحقیق حالات رچرڈ مارکھم کو غیر شریف سمجھ لیا"

یہ سنکر کونٹ نے کسیقدر تلخ لہجہ میں کہا" پھر وہی مارکھم۔ خدا جانے تم بار بار کیوں اُس کا نام لیتی ہو؟"

کونٹس نے جواباً کہا" محض اس لئے کہ آپ نے اس کے معاملہ میں غیر معمولی عجلت سے کام لیا"

کونٹ نے زور سے کہا" کیا اس نے خود اقرار نہیں کیا۔ کہ میں نیوگیٹ جیلخانہ میں سزا کاٹ چکا ہوں"

یہ سُنکر اسابیلا بالکل سُن ہو گئی۔

کونٹس نے جواب میں کہا" نیوگیٹ میں تو مسٹر آرمسٹرانگ بھی رہ چکے ہیں۔ لیکن آپ اُن کی بے انتہا عزت کرتے ہیں۔ ان کا خط آنے سے آپ بے انتہا مسرور ہوئے"

یہ سُنکر کونٹ نے جواب دیا" بیشک اس بزرگ کی خیریت معلوم کر کے مجھے بے انتہا خوشی ہوئی۔ لیکن تم جانتی ہو۔ وہ پولیٹیکل سلسلہ میں نیوگیٹ کے اندر رہے۔ اور پولیٹیکل قیدی معزز سمجھا جاتا ہے"

کونٹس نے جواب دیا" ممکن ہے مسٹر مارکھم مجرم نہ ہوں۔ بلکہ بدقسمتی کا شکار ہوئے ہوں بہر حال انہیں اپنی صفائی پیش کرنے کا موقعہ ضرور ملنا چاہئے تھا۔ آپ نے اس بیچارہ کے ساتھ بے انصافی کی"

کونٹ نے ذرا ترشی سے کہا" تمہیں دوسروں کو الزام دینا خوب آتا ہے۔ مگر اپنی بات

بھول گئیں۔ کہ شو لییر گلڈارسٹن کے باپ نے جعلی سکے بنانے کی علت میں پھانسی پائی۔ مگر وہ بے گناہ تھا۔ اس کے باوجود اس کی رشتہ داری کی وجہ سے تمہیں شرم آتی تھی۔ اور جب تمہیں یہ معلوم ہوا کہ وہ تمہارا رشتہ دار نہ تھا۔ تو تمہیں بے حد خوشی ہوئی تھی۔ حالانکہ وہ بالکل بے گناہ تھا"

کونٹس نے اعتراف کیا کہ" واقعی یہی بات تھی۔ لیکن اب میں اپنی غلطی کو محسوس کرتی ہوں۔ اور اس فیاضی۔ فراخ حوصلگی اور ہمدردی سے کام لیتی ہوں جس کی ہدایت ہمارا مقدس مذہب کرتا ہے"

کونٹ نے جواب دیا" مگر مارکھم کے جرم کی کیا تاویل ہو سکتی ہے۔ کیا ہمارے مکان میں نقب زنی کا ارادہ نہیں کیا گیا؟"

یہ سنکر اسابیلا جلدی سے بول اُٹھی۔ ابا جان چاہے اُن سے کوئی اور جرم ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ مگر یہ حرکت اُن سے ہرگز سرزد نہیں ہوئی۔ میں خداوند مسیح کی قسم کھانے کو تیار ہوں"

کونٹ ابرو پر شکن ڈال کر بولے" یک نہ شد دو شد۔ ماں کی طرح بیٹی بھی اُس کی طرفدار ہوگئی۔ اسابیلا کیا تم بھول گئیں۔ کہ میں نے چوروں کے آنے سے ذرا دیر پہلے مارکھم کو دیکھا تھا۔ کہ وہ باغ کی دیوار سے کسی سے باتیں کر رہا تھا"

اسابیلا نے جواب دیا" ابا جان بسا اوقات غلط فہمی سے ایک شخص از روئے شہادت ملزم سمجھا جاتا ہے۔ مگر مستقبل اُسے بے گناہ ثابت کر دیتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ اول مسٹر مارکھم کو چند بدمعاشوں نے اپنے جال میں پھنسایا ہو۔ اور پھر خود علیحدہ ہو کر اُسے مصیبت میں پھنسا دیا ہو۔ اور نیوگیٹ کی قید کا یہی مطلب ہو۔ تو کیا ایسی صورت میں وہ ہمدردی کے مستحق نہیں؟ ضرور ہیں۔ کیونکہ فانی انسان کا فانی قانون ہی اُنکی مصیبت کا باعث ہوا ہے۔ اگر ایک بدمعاش پشیمان ہو کر اپنے مجرم ہونے اور مارکھم کے بے گناہ ہونے کا اقرار نامہ لکھدے۔ تو پھر بھی مسٹر مارکھم کو آپ قصوروار ہی سمجھے جائیں گے نہیں نہیں مجھے آپ کی نیک طبیعت سے ایسی ناانصافی کی امید نہیں"

کونٹ نے قطعی لہجہ میں جواب دیا" اول تو یہ ناممکن ہے۔ دوم نقب زنی کے واقعہ کی کیا تاویل اور توجیہ ہو سکتی ہے۔ تم اس گفتگو کو ختم کرو۔ اور پھر کبھی نہ چھیڑو"

کونٹ کے ان فقروں نے اسابیلا کے دل پر مایوسی کی بجلی گرائی ۔ اور اُس کی آنکھوں میں طوفانِ اشک آگیا ۔ کونٹ نے اخبار دیکھنا شروع کر دیا ۔ لیکن اس اثنا میں خادم نے آکر سر چیری بولنس اور کپتان ڈیپر کے آنے کی اطلاع دی ۔ اور دو منٹ بعد وہ ذات شریف آموجود ہوئے ۔ اور کپتان نے آتے ہی کہا " آخر یار لوگ یہاں آہی پہنچے کسی نے خوب کہا ہے کہ جہاں دلچسپی کا مرکز ہو انسان اور حیوان سب جمع ہوجاتے ہیں "

یہ سُنکر بولنس جلدی سے بول اُٹھا " انسان تو میں ہوں ۔ مگر حیوان کون ہے کیا تم ؟ "

کپتان نے کھسیانہ ہوکر کہا " اہا ، آپکو مذاق کی سوجھی ۔ چیونٹی کے بھی پر نکلے "

بولنس نے گفتگو کا سلسلہ بدل کر کہا " مس اسابیلا ، دشمنوں کا مزاج کیسا ہے ۔ بخدا میں آپکو غمگین نہیں دیکھ سکتا "

کونٹ نے سنجیدگی سے جواب دیا " معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی کوئی خبر آپ لوگوں کی زندہ دلی کو کم نہیں کر سکتی "

کپتان نے زبردستی شکل بگاڑ کر کہا " جان کی قسم سخت رنجیدہ ہوا ۔ کیونکہ رات کے کھیل میں چھ سو پونڈ کی رقم ہار چکا ہوں ۔ بخدا حماقت ہوئی ۔ اور سخت حماقت ۔ اگر اسے حماقت نہ کہو تو لیجئے اس ہنٹر سے میری کھال اُدھیڑ ڈالیئے "

بولنس نے کپتان کے کلام کی تائید کی ۔ اور کہا " اس کے ساتھ ہی میں بھی دس پونڈ ہار گیا "

یہ سُنکر کپتان نے کہا " اور تمہاری اماں جان نے تمہاری اس غیر حاضری کا سخت نوٹس لیا "

سر چیری جل ہی تو گیا اور بھُن کر بولا " یہ کیا واہیات بکتے ہو ۔ کیا خدانخواستہ مجھے تم سے کم آزادی حاصل ہے ۔ پھر اس شیخی کا کیا مطلب ؟ "

کپتان بولا " یار بگڑتے کیوں ہو ۔ آخر میں نے تم سے کہا ہی کیا ۔ اچھا کونٹ صاحب سُنئے ۔ کل ہم دونوں نے کرپاٹرا کے ہوٹل میں کھانا کھایا ۔ کچھوے کا شوربہ نہایت ہی چکنا اور ہرن کے کباب نہایت ہی لذیذ تھے ۔ اور برف میں لگا ہوا پنچ تو سبحان اللہ اور لطف یہ کہ دام بھی کچھ زیادہ نہیں پڑے ۔ عین اسوقت جب ہم کلیرٹ پی رہے تھے ۔ اور چیری

آہستہ آہستہ مجھ سے کہہ رہا تھا۔ کہ میں اسے محض اس وجہ سے پیتا ہوں کہ یہ فیشن میں داخل ہے۔ ورنہ مجھے اس سے نفرت ہے۔ ۔ ۔"

اس پر سر جیری نے ڈپٹ کر کہا" تم بڑے ہی نالائق ہو"

کپتان بولا" پھر وہی دخل در معقولات۔ تمہیں کتنی بار سمجھایا گیا کہ کسی کی بات کاٹ دینا تہذیب کے خلاف ہے۔ مگر تم گدھے کے گدھے ہی رہے۔ خیر جب ہم پی رہے تھے۔ تو دو جنٹلمین وہاں آئے۔ یہ تھوڑی دیر تو آپس میں سرگوشیاں کرتے رہے۔ بعد ازاں ایک ان میں سے اُٹھا۔ اور سر جیری سے بغلگیر ہو کر بولا" یار سمتھ اتنی مدت کہاں رہے۔ بخدا یہ گھڑی بھی کیسی مبارک گھڑی ہے کہ آج تم سے ملاقات ہوئی۔ یہ سُنکر سر جیری زمین ہی میں تو گڑ گیا"

اس پر سر جیری بگڑ کر بولا" یہ کیا بک بک لگائی ہے"

کپتان ڈیپرا پنے کلام کے سلسلہ کو قایم کر کے کہنے لگا" انکار سے کیا حاصل۔ تمہاری آنکھیں گواہی دے رہی ہیں۔ خیر میں نے اس اجنبی کو ہوشیار کر کے کہا۔ جناب ان کا نام سمتھ نہیں ہے آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہ سُنکر وہ جنٹلمین معافی مانگنے لگا۔ اور بولا۔ ان کی شکل میرے نہایت عزیز دوست سمتھ سے ملتی ہے۔ اس بات نے مجھے دھوکے میں ڈالا۔ اس پر خوب ہی قہقہے پڑے۔ اب ان لوگوں نے شراب منگوائی۔ اور ہماری اتنی تواضع کی۔ کہ ہم سب واقعی دوست اور ہم پیالہ بن گئے۔ دیر تک دور جاری رہا۔ حتیٰ کہ جیری بیہوش ہو گیا۔ لیکن میرے ہوش و حواس ایسے ہی درست تھے۔ جیسے کسی ہائیکورٹ جج کے فیصلہ لکھتے وقت ۔ ۔ ۔"

سر جیری تنک کر بولا" غلط بالکل غلط۔ اگر ایسا ہوتا تو تم کیچڑ میں نہ لوٹ جاتے"

کپتان صاحب نے ان الفاظ میں صفائی پیش کی" تمہارا خیال غلط ہے۔ کیچڑ میں تو میں اس وجہ سے گر پڑا۔ کہ میرا پاؤں پھسل گیا۔ خیر یہاں سے وہ اجنبی ہمیں ایک قمار خانے میں لے اڑے ۔ ۔ ۔"

کونٹ نے قطع کلام کر کے کہا" اور اس کھیل میں تم سے بازی لے گئے ؟"

کپتان صاحب نے جواب دیا" بیشک یہی ہوا۔ میری جیب سے چھ سو پونڈ۔ اور سر جیری سے ۲۰ پونڈ وصول کئے"

کونٹ بولا "اب تو تم سمجھ گئے ہو گے۔ کہ یہ تمہارے نئے اور اجنبی دوست کال جواری تھے۔ انہوں نے ناتجربہ کار نوجوان دیکھ کر تمہیں تاڑا۔ اپنی زد پر لگایا۔ اور قمارخانہ میں لے جاکر لوٹ لیا"

کپتان بگڑ کر بولا "سرچیری کی نسبت تو شاید یہ خیال صحیح ہو۔ مگر خود میری یعنی ملکہ معظمہ کی فوج کے ایک معزز افسر کی نسبت وہ ہرگز ایسا خیال نہیں کر سکتے تھے۔ میں جان کی قسم کھاتا ہوں"

سرچیری جھنجلا کر بولا "اگر تم مجھے نادان چھوکرا سمجھتے ہو۔ تو سمجھا کرو۔ لیکن یہ تمہاری خام خیالی ہے۔ میں تم سے بہت زیادہ ہوشیار ہوں"

کپتان بولا "کونٹ صاحب معاف کیجئے۔ جناب نے ان جنٹلمینوں کے کیرکٹر کی نسبت غلط رائے قائم کی۔ بلاشبہ وہ بہت معزز تھے۔ یہ دیکھئے اُن کے کارڈ ہمارے پاس موجود ہیں" ان کارڈوں میں سے ایک پر سرروپرٹ ہاربرد۔ اور دوسرے پر آنریبل مسٹر چیسٹر لکھا ہوا تھا۔

حسین اسابیلا کے کان کھڑے ہو گئے۔ اور معاً اُس کی زبان سے یہ دونوں نام نکلے۔ کپتان صاحب بولے "جی ہاں وہی۔ ان کے شریف ہونے میں تو شک نہیں۔ مگر ہماری قسمت نے دغا دی۔ یہ قسمت ہی کہیں اندھیرے اُجالے مل جائے۔ تو خوب ہی مرمت کروں"

اگر اس وقت کوئی حسین اسابیلا کے چہرہ کو دیکھتا۔ تو اس پر خوشی اور رنج کے مشترکہ جذبات نظر آتے۔ چہرہ گلابی ہو گیا تھا۔ مگر آنکھوں کے دونوں جام لبریز تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اسابیلا اپنے جذبات چھپانے کے لئے اُٹھ کر دوسرے کمرہ میں چلی گئی۔

کپتان صاحب کا طوطی زبان بولتا رہا۔ چنانچہ آپ نے کونٹ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "آپ نے سرچیری کے پرندے کا لطیفہ نہیں سنا۔ بخدا آپ ہنستے ہنستے لوٹن کبوتر بن جائینگے ایک روز مسٹر ڈاسن سے ہماری ملاقات ہوئی۔ پرندوں کا ذکر چھڑ گیا۔ چیری نے اشتیاق ظاہر کیا۔ تو مسٹر ڈاسن نے کہا۔ اگر آپ قبول فرمائیں۔ تو ایک نہایت عجیب وغریب پرندہ آپ کی نذر کروں۔ کل ہی یہ پرندہ میں نے سناڈکنس۔ چڑیمار سے خریدا ہے۔ مگر ابھی تک وہاں سے نہیں لایا ہوں۔ اس کی دوکان کیسل سٹریٹ میں ہے۔ آپ وہاں جایئے۔

مگر ایک بڑے سے بڑا پنجرہ لے جائیے۔ اور اس سے کہئے میر البقبقبولا دے دیجئے۔ یہ نام سُنکر سر چیری مارے خوشی کے ناچنے لگا۔ اور مسٹر ڈاسن کا بار بار شکریہ ادا کرکے دریافت کیا پنجرہ کتنا بڑا ہونا چاہیے۔ ڈاسن نے کہا کہ بڑے سے بڑا۔ سر چیری کو چین کہاں۔ علی الصباح ایک بڑا سا پنجرہ لے کر دوکان پر پہنچا۔ سناڈکنس اول اول تو بقبقبولا کا نام سُنکر گھبرایا۔ خوب بے نقط سنائیں۔ مگر سر چیری کی تمام داستان سنانے پر وہ اصل معاملہ کو تاڑ گیا۔ کہ اس شخص کو احمق بنایا گیا ہے پس اس نے لہجہ بدل کر کہا۔ ہاں ہاں یاد آیا۔ پرسوں مسٹر ڈاسن یہاں آئے تھے۔ اور بیعانہ دے گئے۔ آپ دام دیکر بقبقبولا لے جا سکتے ہیں یہاں کیا دیر تھی۔ سر چیری نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اور دو پونڈ دوکاندار کی نذر کئے۔ اور پرندہ کو پنجرہ میں بند کرکے اپنے گھر لے آئے۔ اب ادھر کا قصہ سُنئے۔ آپ کی والدہ مکرمہ نے پوچھا۔ بیٹا یہ کیا لائے۔ آپ نے نہایت فخر سے فرمایا۔ اماں جان یہ بقبقبولا ہے۔ ابھی ابھی خرید کر لارہا ہوں۔ ماں بیچاری نے پوچھا کہ کیا کہا۔ اُس نے پھر نام لیا۔ مگر اس معزز خاتون نے اُسے غور سے دیکھ کر کہا۔ نادان لڑکے۔ بی بل بوتہ۔ کیا بکتا ہے۔ کمبخت یہ تو اُلّو ہے

یہ کہہ کر کپتان نے زور سے قہقہہ لگایا!

اسابیلا اس سے پہلے واپس آچکی تھی۔ کپتان کے اس لطیفہ نے اس کے دل کا کنول نہ کھلایا۔ جس پر کپتان صاحب کو نہ صرف تعجب بلکہ افسوس بھی ہوا۔ لیکن دو منٹ بعد بول اُٹھے "اچھا ایک بات اور سُنئے آپ سب صاحبان کو اس میں دلچسپی ہوگی"۔

یہ سُنکر سر چیری نے لقمہ دیا "تم ضرور رچرڈ مارکھم والی بات سناؤ گے"۔

یہ وہی مضمون تھا۔ جسے کونٹ نے ان لوگوں کے آنے سے پیشتر ختم کیا تھا۔ اسلئے یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کہ وہ دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ مگر اس کے برعکس کونٹس اور اسابیلا کے کان کھڑے ہوگئے تھے۔

کپتان صاحب بولے "بیشک میں رچرڈ مارکھم ہی کے متعلق کچھ کہنے والا ہوں۔ پرسوں دونوں گھوڑوں پر سوار مارکھم کے گھر کے پاس سے گذرے۔ ہم نے زیتون کے درخت دیکھے۔ اور ایک حسین خاتون کو بھی دیکھا۔ جو سوائے اسابیلا کے دنیا میں سب سے زیادہ خوبصورت تھی"!

کونٹ نے سوال کیا "کیا اُن کی شادی ہوگئی"؟

کپتان نے نفی میں جواب دیا اور کہا نہیں نہیں وہ اُن کی بیوی نہ تھی۔ بلکہ یہ کنواری لڑکی ہے۔ جب ہم وہاں سے گذرے تو خانساماں نے اُسے مس کہہ کر پکارا تھا۔"

کونٹ نے کسی قدر ترش رو ہو کر کہا "خیر ہمیں اس سے کیا سروکار۔ مجھے تو یہ بھی ناگوار ہے کہ کوئی ہمارے سامنے مسٹر مارکھم کا نام لے۔" آخر میں اس نے اسابیلا سے خطاب کیا "بیٹی کیا پیانو نہ بجاؤ گی۔ کوئی عمدہ سا گیت ہی سناؤ۔"

اسابیلا نے اس کا جواب زبان خاموشی سے دیا۔ اور وہاں سے اُٹھ کر چل دی۔

تیسرا باب

ملاقات

اسابیلا وہاں سے اُٹھ کر اپنے کمرہ میں پہنچی۔ مگر ایک منٹ کے بعد ہی ٹوپی اوڑھ کر وہ باغ کو چل دی تاکہ اپنے اضطراب جوش کو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سے فرو کرے۔

وہ چہل قدمی کر رہی تھی۔ مگر اس کا دماغ خیالات کی جولان گاہ بنا ہوا تھا۔ اس اثنا میں اس نے کپتان اور اس کے دوستوں کی آواز سنی۔ وہ ادھر آ رہے تھے۔ مگر یہ ان کی گفتگو سے بیزار تھی۔ لہذا وہ باغ کے دروازہ کیطرف چلی۔ وہ اتفاق سے کھلا ہوا تھا۔ چنانچہ اسابیلا باہر نکل کر سرسبز کھیتوں کی طرف چل دی۔ اور کسی خاص قصد کے بغیر آگے کو بڑھتی چلی گئی۔ اسابیلا کے نازک قدم میں اتنا تو بار نہ تھا۔ کہ وہ سبزہ کو پامال کر سکتی۔ مگر کچھ شک نہیں کہ بار غم نے اس کے دل کو بے انتہا بوجھل بنا دیا تھا۔ اور رہ رہ کر اس کا جی بھر آتا تھا۔

جب تقریباً آدھ گھنٹہ اس اضطراب میں گزر گیا۔ تو دفعتاً اُسے کسی کے آہ کرنے کی آواز آئی۔ پیچھے پھر کر دیکھا۔ تو کوئی شخص دونوں ہاتھوں سے منہ چھپائے ہوئے آہ کر رہا تھا۔ کبھی کبھی اُس کے منہ سے الفاظ بھی نکلتے تھے۔ مگر اُن کا مفہوم سمجھ میں نہ آتا تھا۔ وہ پلٹنے والی تھی۔ کہ اس غمگین کے منہ سے اسابیلا کا نام نکلا! جس نے اس نازنین کو چونکا دیا۔ یہ شخص رچرڈ مارکھم کے سوا کوئی اور نہ تھا۔ جو نہایت اضطراب کے لہجہ میں کہہ رہا تھا کہ "پیاری اسابیلا تیرے فراق نے یہاں تک نوبت پہنچا دی"۔ اُس نے سر اُٹھایا۔ تو پیاری اسابیلا کو کھڑے پایا۔ وہ فوراً بے اختیار چلایا "اسابیلا . . پیاری اسابیلا وہ کون فرشتہ تھا۔ جو تمہیں میرے پاس کھینچ لایا"۔

اسابیلا نے جواب دیا "شاید میں آپ کے خیالات میں مخل ہوئی - لیکن اتفاق کی بات ہے . . . ."

رچرڈ جلدی سے بول اُٹھا "نہیں نہیں میں اس کو اتفاق نہیں مان سکتا - بلکہ میں کہونگا - یہ محض تائید خداوندی ہی - کہ اس منحوس رات کے بعد آج مجھے تمہارا دیدار نصیب ہوا"

اسابیلا نے جواب دیا "وہ رات فی الحقیقت نہایت منحوس تھی"

ان الفاظ کے معنے رچرڈ نے یہ سمجھے - کہ اسابیلا اُسے ذلیل اور مذکورہ بالا رات کے الزامات صحیح سمجھتی ہے - پس یہ کہنے کی ضرورت نہیں - کہ بیچارہ رچرڈ کے دل پر بجلی سی گر پڑی چند منٹ کی معنی خیز خاموشی کے بعد رچرڈ بولا "کیا مس اسابیلا بھی مجھے مجرم سمجھتی ہو؟"

اسابیلا نے فوراً جواب دیا "نہیں ہرگز نہیں - مسٹر مارکھم میں ان الزامات کو ایک منٹ کے لئے بھی صحیح سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہوں"

یہ سُنکر رچرڈ کو کیف راطمینان ہوا - چنانچہ اُس نے شکریہ ادا کرکے کہا "اس منحوس رات سے لے کر اگر کوئی آرزو میرے دل میں رہی - یا میں نے خدا سے کوئی دعا کی تو وہ یہی تھی - کہ مجھے کم از کم ایک بار تو اس کا موقع ملے - کہ میں اپنے رنج و غم کا حال تمہیں سناؤں اور ان منحوس الزاموں کی صفائی پیش کروں - اور یا تو تمہارا اطمینان کر سکوں - یا یہ خیال کرکے کہ تم مجھے ذلیل سمجھتی ہو - خود اپنی نظروں سے گر جاؤں"

اسابیلا نے بے چین ہو کر کہا "آہ میں آپ کی باتیں کیسے سنوں - میرا ایک منٹ بھی ٹھیرنا دشوار ہے - میرے والد ناراض . . ."

رچرڈ نے قطع کلام کرکے کہا "آہ مجھے کیا حق ہے کہ میں آپ کو روکوں - آپ پر والدین کی اطاعت فرض ہے - لیکن اگر اتفاقی طور پر آپ کو میری بے گناہی معلوم ہو جائے - کہ مجھے اسوقت میں چند بدمعاشوں نے پھنسایا - تو آپ اُسوقت میری آج کی اس التجا کو یاد کیجئے"

یہ سُنکر اسابیلا نے گردن جھکالی - اور کہا "آپ کو میرے سامنے صفائی پیش کرنے کی ضرورت نہیں"

رچرڈ بے چین ہو کر بولا "آہ یہ میرا دیوانہ پن تھا کہ آپ میری عرض سُنیں گی - میں اپنی

اس جرأت کے لئے معافی چاہتا ہوں۔ مگر آہ میرے دل نے مجھے دھوکا دیا کہ آپکے دل کو بھی اپنی مانند سمجھا۔ اور یہ خیال کیا کہ وہ ہمدردی کے جذبات سے لبریز ہوگا۔ مگرافسوس یہ خیال غلط نکلا۔ ہاں ہاں یہ کب ممکن ہے کہ ایک امیر کبیر کی پیاری بیٹی ایک رہا شدہ قیدی کی طرف توجہ کرے۔ آہ! میں نے ایک پُرامید خواب دیکھا۔ اور اُس نے مجھے بڑے بڑے سبز باغ دکھائے۔ میں اس خیال سے خوش تھا۔ کہ کم از کم ایک شخص مجھے بے گناہ سمجھتا ہے اس شخص کی ہمدردی میرے خانۂ اُمید کی شمع بن رہی تھی۔ مگر آہ! یہ دھوکا تھا۔۔ محض دھوکا! اے خدا تو نے یہ خواب مجھے کیوں دکھایا۔ مس صاحب آپ نے سچ فرمایا۔ کہ مجھے اپنی صفائی پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔"

اسابیلا نے جواب دیا" میرا مطلب یہ نہ تھا۔ کہ میں آپ کا قصہ سُننا نہیں چاہتی۔ بلکہ مدعا یہ تھا کہ۔۔۔"

رچرڈ قطع کلام کرکے بول اُٹھا" یہ مدعا تھا کہ اس قصہ کا کوئی مفید نتیجہ نہ نکلے گا۔"

اسابیلا بولی" خدا کے لئے میرے دل کو تیر ملامت سے زخمی نہ کیجئے۔ آپ کا طرز بے جا ہے۔"

رچرڈ نے اس کے آخری فقرہ کو استفہامیہ لہجہ میں دُہرایا۔ اور سوال کیا" کیونکر؟"

اس کے جواب میں اسابیلا بولی" کم از کم میں تو اس ملامت کی مستحق نہیں۔"

یہ سُنکر رچرڈ چونک پڑا کہ" امید نے پھر مجھے دھوکا دیا۔ مگر کیا آپ اس اجمال کی تفصیل نہ کریں گی۔"

اسابیلا نے فوراً جواب دیا" مسٹر مارکھم۔ جن الزامات کا آپ نشانہ بنے ہوئے ہیں ان کو میں نے کبھی ایک منٹ کے لئے بھی سچا نہیں سمجھا!"

رچرڈ خوشی سے دیوانہ ہوکر بولا" کیا یہ سچ ہے۔ یا میرے کان مجھے دھوکا دے رہے ہیں؟ مس صاحب آپ نے جو فرمایا۔ ایک بار پھر کہئے۔ کیا آپ واقعی مجھے مجرم نہیں۔ بلکہ زمانہ کا ستایا ہوا سمجھتے ہیں؟"

اسابیلا نے فوراً جواب دیا" بے شک میں آپ کو ہمیشہ بے گناہ سمجھتی رہی۔ اگرچہ اس کی تائید ایک ثبوت سے بھی ہوئی!"

رچرڈ نے ثبوت کے معنے پوچھے تو اسابیلا نے جواب دیا" تالبٹ کا حلفی بیان اس

بات کا ثبوت ہے۔ کہ انہیں بدمعاشوں کے پاجی پن نے آپ کو مصیبت میں پھنسایا"۔

رچرڈ کا دل فرط خوشی سے بیقرار ہو گیا۔ پر وہ دل کو سنبھال کر بولا "اے عالم الغیب خدا تو میرے دل کا حال خوب جانتا ہے میری زبان سے تیرا شکر یہ ادا نہیں ہو سکتا"۔

اب وہ اسابیلا کی جانب مخاطب ہوا" اسابیلا۔ پیاری اسابیلا میں نے تمہاری نیک طبعی پر شک کیا۔ خدا کے لئے مجھے معاف کر دو"۔

اسابیلا بولی" معافی کی آپ نے ایک ہی کہی۔ آخر کوئی قصور بھی تو ہو"۔

رچرڈ نے سوال کیا۔" تو پیاری تمہیں اس منحوس واقعہ کی حقیقت معلوم ہے؟"

اسابیلا نے جواب دیا" بے شک معلوم ہے۔ گردش زمانہ۔ اور شومی قسمت نے تمہیں سخت مصیبت میں پھنسایا"۔

رچرڈ نے پیار کی نظر ڈال کر کہا" پیاری تم عورت ہو یا فرشتہ؟"

اسابیلا ناز سے بولی" آپ تو مجھے خواہ مخواہ آسمان پر چڑھاتے ہیں۔ میں نے کیا ہی کیا صرف ایک سچی بات کہدی، اور ..."

اسابیلا کچھ کہتے کہتے جھجک گئی۔ رچرڈ تاڑ گیا۔ اور بولا" پیاری دل کا حال صاف کہڈالو کوئی بات چھپاؤ نہیں"۔

اسابیلا نے نگاہ ناز جھکا کر کہا" جذب دل نے جو کچھ کہا اس کی تعمیل کی۔ پیارے اس منحوس رات کو ٹالبٹ کا اقرار نامہ وہیں پڑا رہ گیا تھا"۔

رچرڈ تعجب اور خوشی سے بولا" اوہ! میں تو سمجھا تھا کہ وہ کاغذ گم ہو گیا"۔

اسابیلا بولی" یہ دستاویز میری خادمہ نے مجھے صبح کو لا کر دی۔ میں نے اسے پڑھا۔ اور بار بار پڑھا۔ اور روزمرہ اسے بلاناغہ پڑھتی ہوں۔ اس کا ایک ایک لفظ میرے دل پر نقش ہو چکا ہے۔ مگر اب میں اُسے تمہارے پاس بھیجدونگی"۔

رچرڈ جلدی سے بولا" کہیں ایسا غضب نہ کرنا۔ اگر تمہارے دل میں میرے لئے ایک ذرہ بھر بھی محبت ہے۔ تو میری اس نشانی کو اپنے پاس رہنے دو۔ تاکہ کبھی کبھی تمہیں میری بے گناہی کا خیال آتا رہے"۔

اسابیلا نے جواب دیا" اگر تمہاری خوشی یہی ہے تو یہی سہی۔ لیکن نہ سمجھو کہ میں ہی تمہیں بے خطا سمجھتی ہوں بلکہ میری اماں جان کو بھی یہی یقین ہے"۔

رچرڈ خوش ہوکر بولا" پیاری اسابیلا پھر تو اُمید کا سلسلہ منقطع نہ کرنا چاہیے"۔
اسابیلا نے غمگین لہجہ میں کہا "مگر ابا جان ابھی تک بدظن ہیں۔ ہم دونوں نے کئی بار اس غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ ابھی گھنٹہ بھر ہوا۔ ہم تینوں اس بارہ میں گفتگو کر رہے تھے۔ ابا جان اَور باتوں میں تو نیک۔ اور منصف مزاج ہیں۔ مگر اس بارہ میں انھوں نے اپنے دل کو بہت ہی سخت کر رکھا ہے"۔
رچرڈ نے مطمئن لہجہ میں جواب دیا "اب مجھے مایوسی نہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ میری بے گناہی کا ثبوت تم کو مل گیا۔ اور رکاوٹیں بھی رفتہ رفتہ دور ہو جائیں گی"۔
اسابیلا بولی "یہی نہیں۔ بلکہ ایک اَور واقعہ سے بھی آپ کی بے گناہی کی تصدیق ہو گئی یعنی کل ٹالبٹ کے ساتھیوں سر روپرٹ ہاربرو اور مسٹر چیپل نے کپتان ڈیپر اور سر جیری کو ایک قمار خانہ میں بالکل لوٹ لیا"۔
رچرڈ نے جواب دیا "دنیا میں کونسا پاجی پن ہے جسے ان بدمعاشوں نے نہ کیا ہو"۔
اسابیلا کسی قدر بے چین ہو کر بولی "کپتان نے ایک بات اَور بھی کہی تھی۔ اور اُس کا تعلق آپ کی ذات سے ہے"۔
رچرڈ نے پوچھا "وہ کیا بات ہے؟"
اسابیلا نے جواب دیا "ایسی خاص بات تو نہیں۔ اور شاید یہ مناسب بھی نہ ہوگا... کیونکہ مجھے پورا یقین ہے کہ..."
رچرڈ نے بے چین ہو کر کہا "پیاری اسابیلا جو کچھ کہنا ہو خدا کے لئے صاف کہو۔ آہ۔ کیا پھر کسی نے ریشہ دوانی کی ہے؟ بولو۔ پیاری جلد بولو"۔
اسابیلا کہنے لگی "پیارے رچرڈ یہ میری ہی غلطی تھی۔ کہ میں نے ایک ایسی بات کی طرف اشارہ کیا۔ جس کی اصلیت شاید کچھ نہ ہو۔ لیکن میں سچ کہتی ہوں۔ کہ جس وقت میں نے یہ بات سنی تھی تو میرے دل پر نہایت سخت چوٹ لگی"۔
رچرڈ بولا "پیاری سچ بتاؤ۔ وہ ایسی کونسی بات تھی۔ میرے اور تمہارے درمیان تو کسی بات کا پردہ نہ رہنا چاہیے"۔
اسابیلا نے شرما کر جواب دیا "پیارے میں تمہاری توہین کرنا نہیں چاہتی"۔
رچرڈ بولا "توہین! پیاری اسابیلا کیسی باتیں کرتی ہو۔ تمہارا تو مجھے گالیاں دینا بھی بری

عزت افزائی ہے۔"

اسابیلا نے استفہامیہ طرز پر کہا "اگر کسی پر شبہ کیا جائے تو کیا اُس کی توہین نہ ہو گی؟"

رچرڈ بھرا کر بولا "معلوم ہوا۔ کہ کپتان نے کوئی جھوٹا قصہ گھڑا ہے۔ پیاری اب مجھے زیادہ بے چین نہ کرو۔ خدا کے لئے صاف صاف کہو۔ اگر کوئی غلط فہمی ہو۔ تو اس کے رفع کرنے کی کوشش کروں۔"

اسابیلا نے جواب دیا "غلط فہمی تو نہیں۔ البتہ تھوڑی سی دیر کے لئے میں بے چین ضرور ہو گئی تھی۔ مگر اب مطمئن ہوں۔ اور اگر آپ مجبور ہی کرتے ہیں تو کہنے کو تیار ہوں۔ خواہ اس کی وجہ میرا شک اور جوش رقابت ہی کیوں نہ ہو۔"

رچرڈ نے خوش ہو کر جواب دیا "اگر تمہاری شکایت محض رقابت ہی کے باعث ہے تو مجھے اس سے خوشی ہو گی۔ کیونکہ جوش رقابت کو محض محبت ہی پیدا کر سکتی ہے۔"

اسابیلا بولی "اچھا تو سنئے کپتان کا بیان ہے کہ انہوں نے تمہارے مکان کے قریب ایک حسین اور نازک اندام لیڈی دیکھی۔"

رچرڈ نے جواب دیا "یہ صحیح ہے۔ اُس نے مس منرو کو دیکھا ہو گا۔ مسٹر منرو میرے وہی سر پرست ہیں۔ جن کی تجارت کی بدولت میری دولت تباہ ہو گئی۔ مگر وہ اب بالکل برباد ہو گئے۔ لیکن خدا جانتا ہے میں نے انہیں کبھی ملامت نہ کی۔ بلکہ جب اُن باپ بیٹی کی حالت میں نے بہت خراب دیکھی۔ تو انہیں اپنے ہاں ہی بلوالیا۔ اگرچہ میری حالت بھی کچھ ایسی اچھی نہ تھی۔"

اسابیلا خوش ہو کر بولی "پیارے رچرڈ بس اب کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں۔ تمہارا دل شرافت اور فیاضی کا مخزن ہے۔ اب میں آئندہ تم پر شبہ کرکے کبھی گنہگار نہ ہونگی۔"

رچرڈ نے کہا "پیاری کیا میں یقین کر لوں کہ تمہیں مجھ سے محبت ہے۔ اور تم میرے سوا کسی اور کو دل نہیں دو گی؟"

اسابیلا نے ناز سے جواب دیا "معلوم ہوا۔ کہ تم مجھ سے اپنی محبت کا حلف اٹھوانا چاہتے ہو۔ خیر ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ لیکن آپ کے اس سوال کا جواب آپ کا دل ہی بہتر دے سکتا ہے۔ ان معاملوں میں زبان کو زیادہ دخل نہیں۔"

رچرڈ جامہ میں پھولا نہ سما کر بولا "پیاری اسابیلا تم سچ کہتی ہو۔ تم نے میری روح

کو اسقدر خوش کر دیا۔ کہ مجھے اپنی پھوٹی ہوئی تقدیر پر بھی ناز ہے۔ مگر پیاری یہ تو کہو کہ اب ہماری ملاقات پھر کب ہوگی؟"

اسابیلا بولی "پیارے مجھے بار بار یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کہ میری محبت لازوال ہے اور نہ یہ کہنے کی کہ اس دل پر سوائے رچرڈ کے اور کوئی قبضہ نہیں کر سکتا۔ لیکن بایں ہمہ والدین کی طاعت بھی میں اپنا فرض سمجھتی ہوں۔ کیونکہ میں جانتی ہوں۔ جس عورت نے کنوارپن میں والدین کی اطاعت نہیں کی۔ وہ شادی کے بعد شوہر کی کیونکر اطاعت کر سکتی ہے۔ پس میں اپنے باپ کی خلاف مرضی آپ سے نہیں مل سکتی۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی شرافت مجھے کسی ایسے امر پر مجبور نہ کریگی۔ جس سے میں خود اپنی نظروں سے گر جاؤں۔ پس میرے پیارے رچرڈ ملنے کے لئے زیادہ اصرار نہ کرو۔ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ ہماری امید کا باغ لہلہائے گا۔ ابھی ہم کم عمر ہیں۔ اور انتظار کی سختی برداشت کر سکتے ہیں۔ مجھے پورا یقین ہے۔ کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔"

رچرڈ اپنی پیاری کی اس شریفانہ تقریر سے بہت متاثر ہوا۔ اور خوش ہو کر بولا "اسابیلا تمہارا دل نہایت گہرا اور شرافت کا مخزن ہے۔ میں اب تمہارے حکم کی تعمیل کروں گا۔ اور یاس کی تاریکی کو تمہارے چراغ محبت سے روشن کرونگا۔"

اسابیلا بولی "اچھا پیارے خدا حافظ۔ مگر ایک بات تو رہ ہی گئی۔ اس منحوس رات کو جس بدمعاش نے تم کو الزام لگایا تھا وہ ۔ ۔ ۔"

رچرڈ نے جلدی سے جواب دیا "میں خیال کرتا ہوں۔ کہ وہ مر چکا ہے۔ جب پولیس اسکی گرفتاری کو آئی تو اُس نے مکان کو بارود سے اُڑا دیا۔ اور خود بھی معہ اپنے دوستوں اور بڑھیا ماں کے اُسی میں جل مرا۔"

اسابیلا کا دل کانپ گیا۔ وہ بولی "اُف مجرموں اور بدمعاشوں کا کتنا عبرت انگیز انجام ہوتا ہے۔ اب خدا سے دعا ہے کہ وہ تمہارا کسی ایسے سیاہ کار سے پالا نہ ڈالے۔ اچھا پیارے خدا حافظ"

رچرڈ نے بھی رخصتی بوسہ دیتے ہوئے اپنی پیاری کو خدا حافظ کہا۔

چوتھا باب مشکلات کا بادل

کامل تین ماہ گذر گئے۔ اور آخر جولائی میں ٹاملنسن مہاجن کی مالی مشکلات پہلے سے بہت زیادہ بڑھ گئیں۔ مگر وہ اور اس کا خزانچی ہائیکل باوجود متواتر مشورہ کرنیکے کامیابی کی کوئی سبیل نہ نکال سکے۔ بنک کی حالت جوں جوں نازک ہوتی گئی۔ ہائیکل کے مزاج کی سختی اور اسکا غصہ ترقی کرتا گیا۔ اور اب وہ ہلاس بہت زیادہ مقدار میں استعمال کیا کرتا تھا۔

ایک دن ٹاملنسن۔ بنک میں وقت سے ایک گھنٹہ پہلے پہنچا۔ بنک کے روزنامچے وغیرہ اسکے پاس تھے جنہیں وہ رات کو جانچ کے لئے اپنے گھر لے گیا تھا۔ اور اس کے سویرے آنے کی یہی وجہ تھی کہ بنک کے ملازم اس بات سے واقف نہ ہوں۔ تاہم ہائیکل اُس سے پہلے بنک میں موجود تھا مہاجن اپنے بوڑھے خزانچی سے مخاطب ہوکر کہنے لگا "ہمارے کاروبار کی گاڑی اب زیادہ عرصہ تک نہیں چل سکتی۔ مسٹر گرین وڈ تھوڑی دیر میں آئیگا۔ بس اب اگر کچھ اُمید ہے تو اس شخص سے ..."

اس کے جواب میں ہائیکل خشکی سے بولا "اچھی اُمید ہے۔ کیا آپ بھول گئے۔ کہ جب آپ کونٹ الٹروی کی ضمانت دے چکے تو اس نے کس طرح آنکھیں پھیر لیں۔ اور ایک کوڑی تک نہ دی"۔

ساہوکار نے مایوس ہوکر کہا "پھر کریں تو کیا کریں۔ دنیا کے لوگوں سے نباہنی ہی پڑتی ہے۔ میری ضمانت کی میعاد ختم ہوچکی ہے۔ چنانچہ کونٹ کا خط آچکا ہے۔ کہ ہفتہ کے روز بارہ بجے وہ اپنی رقم لینے کے لئے بنک میں آئیں گے"۔

ہائیکل نے ہلاس کی چٹکی لی اور پھر بولا "بس اب کچھ نہیں بن سکتا۔ سوائے اس کے کہ اب تم دیوالیوں کی عدالت کو جاؤ۔ اور میں محتاج خانہ آباد کروں"۔

مہاجن نے ہمدردی کے لہجہ میں کہا "نہیں نہیں پیارے رفیق محتاج خانہ کا منحوس نام نہ لو"۔

ہائیکل نے آبدیدہ ہوکر کہا "آخر کار یہی ہوتا ہے"۔ یہ کہتے کہتے اس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ اور وہ راز آشکار ہوگیا۔ جسے اس نے عرصہ سے اپنے سینہ کے صندوق میں چھپایا ہوا تھا۔

ساہوکار کچھ ہو مگر وہ بالکل ہی گیا گذرا اور شقی القلب نہ تھا۔ اس لئے گو وہ ہائیکل کی نمک

حلالی اور وفاداری سے خوب واقف تھا۔ یہی وجہ تھی کہ محتاج خانہ کے ذکر نے اس کے دل پر اثر کیا۔ اور اُس نے اپنے خیر خواہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر محبت سے کہا "مائیکل تم بالکل مفلس نہیں ہو سکتے۔ تم مجرد ہو۔ کفایت شعار ہو۔ اور مدت سے چھ سو پونڈ سالانہ تنخواہ لیتے رہے ہو۔ تم نے کچھ رقم ضرور پس انداز کی ہوگی"۔

یہ سُنکر مائیکل نے ایک رجسٹر نکالا۔ اور اُسے کھول کر اندراج دکھا کر کہا "نو سال سے ملازم ہوں مگر اب تک کل رقم پانسو چالیس پونڈ وصول کی ہے"۔

یہ سُنکر ٹاملنسن چونک پڑا "ہیں! کیا تم صرف ساٹھ پونڈ سالانہ ہی لیتے رہے؟"

خزانچی نے ہلاس کی چٹکی لے کر کہا "مگر بنک کی حالت اس کی بھی متحمل نہ تھی"۔

مہاجن ٹھنڈی سانس لے کر بولا "آہ۔ میری تقدیر میں صدمے پر صدمے لکھے ہیں۔ اور افتاد ہی کیا کم تھی۔ کہ تمہارے افلاس کا صدمہ بھی اُٹھاتا۔ آہ۔ آہ میری محبت نے تمہیں بھی برباد کر دیا"۔

خزانچی بولا "میرا درد لا دوا ہے۔ اس کے ذکر میں وقت ضائع نہ کیجیے۔ ہاں فرمائیے۔ اب آپ کیا کریں گے؟"

ٹاملنسن نے جواب دیا "میرے دوست یہ کہو کہ ہم دونوں کو کیا کرنا چاہیے۔ جب تک ایک روٹی اور ایک گلاس پانی مجھے میسر ہو تم آدھے کے شریک ہو"۔

خزانچی نے ایک لمبی سانس کھینچکر کہا "اس ذکر کو چھوڑیے۔ میں تو قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں۔ آج مرا کل دوسرا دن۔ ایک روٹی۔ اور ہلاس کی ایک چٹکی بھی مجھے زندہ رکھ سکتی ہے لیکن غم ہے تو یہ کہ اب آپ کیا کریں گے۔ تمام عمر عیش میں گذاری۔ اب افلاس و نکبت کا مقابلہ کیسے کروگے؟"

ٹاملنسن چونک کر بولا "ایں۔ کیا یہ کاروبار بالکل ہی بگڑ چکی؟ مگر دوست کیا کسی طریق سے یہ مصیبت ٹل نہیں سکتی!"

بوڑھے مائیکل نے جواب دیا "میں تو ناخن تک کا زور لگا چکا۔ آپ ہی کچھ سوچئے۔ آپ کے والد بزرگوار تو پہلے ہی کورا جواب دے چکے ہیں"۔

مہاجن اپنے بوڑھے دوست کی تائید کر کے بولا "بے شک وہ پھوٹی کوڑی بھی نہیں دے سکتے اُس طرف سے کامل مایوسی ہے"۔

خزانچی نے سوال کیا" اور مسٹر گرین وڈ؟"
اس اثنا میں گرین وڈ آموجود ہوئے۔ اور ٹاملنسن کے منہ سے نکلا" لو وہ آرہے ہیں"۔
یہ دیکھ کر مائیکل اپنے رجسٹر لے کر باہر نکل گیا۔
مسٹر گرین وڈ نے معمولی سلام و دعا کے بعد باب گفتگو کا آغاز ذیل کے الفاظ سے کیا" واہ وا!
آج کی صبح خوش نصیبوں کی تقادیر کی مانند کس قدر خوبصورت ہے۔ ہر شخص کے چہرہ سے خوشی
کا پسینہ ٹپکا پڑتا ہے"۔
یہ سُنکر ٹاملنسن جل ہی تو گیا۔ بگڑ کر بولا" یہ کیا گفتگو ہے؟ یہ کیا مسخرا پن ہے۔ میں تو رنج و
غم کے پہاڑ سے دبا ہوا ہوں اور تم خوشی کا راگ الاپ رہے ہو"۔
مسٹر گرین وڈ نے مسکرا کر جواب دیا" ان الفاظ سے آپ کی دل آزاری مقصود نہ تھی۔ یہ
جملے محض اتفاقاً میری زبان سے نکلے۔ خیر معافی چاہتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ میں اس انتظار میں تھا
کہ تم مجھ سے معاملہ کی گفتگو کرو"۔
مہاجن نے کسی قدر سنجیدہ ہو کر کہا" یار جب سے تم پارلیمینٹ کے ممبر بن گئے ہو اُسوقت سے
کچھ کے کچھ ہو گئے ہو۔ خیر اب بتاؤ کہ کیا تم نے میری تجویز پر غور کیا؟"
اس کا جواب گرین وڈ نے نفی میں نہ دیا۔ اور مہاجن کے دوسرے سوال پر کہا" میں نے
فیصلہ یہ کیا ہے کہ میں تمہاری تجویز پر راضی نہیں ہوں"۔
مہاجن بولا" آہ! مجھے پہلے ہی سے یہ اندیشہ تھا۔ افسوس اب سوائے بنک بند کر دینے
اور دیوالہ کی درخواست دینے کے اس درد کا کوئی علاج نہیں"۔
گرین وڈ فوراً بول اُٹھا" جب عدالت تمہارے دیوالہ کی تصدیق کر دیگی تو میں کافی روپیہ سے
تمہیں مدد دونگا۔ تم دوبارہ کاروبار جاری کر سکو گے"۔
ٹاملنسن نے سختی سے کہا" اس وعدہ کا اعتبار کسے؟"
گرین وڈ نے بے پروائی سے کہا" تو پھر جو تمہارے دل میں آئے کرو"۔
مہاجن بولا" آخر مجھے بھروسہ کیونکر ہو۔ میں نے تمہاری ضمانت کونٹ الٹر ولی کو دی اور
تمہیں پندرہ ہزار پونڈ کے بار سے سبکدوش کر دیا۔ اسوقت تم نے میری مدد کا حتمی وعدہ کیا تھا
لیکن انجام معلوم ہے"۔
گرین وڈ نے جھک کر کہا" مگر کیا اسکے عوض میں نے تمہیں ایک ایسے بوجھ کے نیچے سے

نہیں نکال دیا جو تمہارا اُسوقت دیوالہ نکالنے والا تھا"۔

مہاجن نے جواب دیا "یہ تو سچ ہے مگر فائدہ میں تو تم ہی رہے ہو۔ یعنی تم نے بارہ ہزار پونڈ کمائے۔ اب میں مجبور ہوں کہ یہ تمام تفصیل دیوالیہ عدالت میں بیان کردوں"۔

گرین وڈ مہاجن کی منشا کے مطابق اس دھمکی سے ڈر گیا۔ اور بولا "اگر ایسا کرو گے تو تمہیں اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ البتہ میں ضرور بدنام ہو جاؤں گا"۔

مہاجن ہنس کر کہنے لگا "جب تم باوجود مالدار ہونے کے میری مصیبتوں کی پروا نہیں کرتے۔ تو مجھے تمہاری بدنامی کا کیا خیال ہو سکتا ہے"۔

گرین وڈ نے جواب دیا "کئی وجوہ ہیں کہ تمہیں اس کا خیال کرنا چاہئے۔ اول یہ کہ تم مدت سے جانتے ہو کہ بنک کی حالت اچھی نہیں۔ مگر تم اس کی اصلی حالت کو چھپاتے رہے۔ کیا یہ امر ایسا نہیں کہ وہ تمہارے معاملہ داروں کو برہم کردے۔ اور تمہیں صداقت نامہ نہ مل سکے۔ دوم ضرورت ہے کہ کوئی معتبر تاجر تمہاری ضمانت دے۔ ورنہ بنک کا باقی سرمایہ اور تمہاری جائداد بھی تلف ہو جائیگی۔ اور تمہیں گذارہ کے لئے ایک کوڑی بھی نہ مل سکے گی۔ سوم یہ ناممکن ہے کہ تم بقایا رقموں کا ایسا نقشہ پیش کر سکو جسے عدالت منظور کر سکے"۔

مہاجن نے تسلیم کیا "تم سچ کہتے ہو۔ واقعی میری حالت نہایت نازک ہے"۔

گرین وڈ نے جواب دیا "نازک ضرور ہے مگر اسقدر نہیں جسقدر تم ڈر رہے ہو۔ اگر تم میرے کہنے پر چلو تو میں تمہیں مدد دینے کے لئے تیار ہوں"۔

مہاجن کی زبان سے فوراً نکلا "مسٹر گرین وڈ اگر تم واقعی میرے خیر خواہ ہو تو مایوسی کی حالت میں جو نازیبا کلمات میری زبان سے نکل گئے معاف کردو"۔

گرین وڈ نے نرمی سے جواب دیا "اس بات کا ذکر ہی نہ کرو۔ میں تمہارے دل کی حالت کو خوب جانتا ہوں۔ خیر میری تجویز سنو۔ اور یہ ایسی ہے کہ تمہاری دیانت اور عزت پر دھبہ نہ آئے گا۔ اور دنیا تمہیں محض تقدیر کا شکار سمجھے گی۔ یعنی سانپ بھی مرجائے گا اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے گی"۔

مہاجن جلدی سے بول اُٹھا "واہ اگر یہ ہو جائے۔ تو پھر اور کیا چاہئے۔ مگر اب زیادہ تذبذب میں نہ رکھئے"۔

گرین وڈ نے کہا "اپنے خزانچی کو بھی بلالو۔ میرا منصوبہ اس کی صلاح کے بغیر کامیاب

نہیں ہو سکتا"

جب مائیکل آ چکا تو گرین وڈ بولا "میری تجویز یہ ہے کہ تم مجھے کھاتہ دار بناؤ - اور مجھے چالیس ہزار پونڈ کی وصولی کی رسید دیدو - بنک کے صندوقوں میں نقدی - نوٹ - ہنڈیاں قبالے پچاس ہزار پونڈ کے چھوڑ کر شام کو بنک بند کرو - مگر جب صبح کو آؤ تو بنک میں نقب لگی ہوئی پاؤ - نقدی کے ساتھ کاغذات بھی گم ہوں - اب ظاہر ہے کہ دنیا آسانی سے یقین کرلیگی کہ چوری ہی کی وجہ سے بنک بند کیا گیا"

ساہوکار نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا "آہ یہ ناممکن ہے میری قلعی کھلے بغیر نہ رہے گی اچھا مائیکل تمہاری کیا رائے ہے؟"

بوڑھا خزانچی چند منٹ خاموش رہا - مگر ہاں اس کی ہچکیاں لے لے کر دماغ کی تواضع کرتا رہا - آخر کار سوال کرنے پر وہ بولا "ہو سکتا ہے ضرور ہو سکتا ہے - اور ضرور ہونا چاہیے بس اسی طرح بنک کی عزت بچ سکتی ہے - اور میں اس کی عزت کو اپنی جان دے کر بھی بچا لوں گا"

گرین وڈ خوش ہو کر بولا "یہ فیصلہ قابل تعریف ہے"

ٹاملنسن بولا "آہ خطرناک تجویز! اگر یہ بے آبروئی سے بچا سکتی ہے"

گرین وڈ نے پوچھا "تو تم اس پر رضامند ہو؟"

مہاجن نے جواب دیا "اگر رضامند بھی ہو جاؤں تو بنک میں نقب لگانے کون آئیگا؟"

گرین وڈ تن کر بولا "سب کچھ ہو سکتا ہے اور جو چاہو کر سکتے ہو - بنک کے پیچھے والے صحن دار مکان کی دیواروں سے چوروں کا اندر داخل ہونا اور کھڑکیاں توڑ کر روپیہ لے جانا امکانی صورتیں ہیں - اب اس سے زیادہ آسان تدبیر اور کیا ہو سکتی ہے؟"

یہ سُنکر بوڑھا بولا "سب کچھ ہو جائیگا - میں سب کچھ کر لوں گا - میں سمجھ گیا کہ کیا کرنا چاہیے - مسٹر گرین وڈ آپ کی اس تدبیر نے بنک کی عزت بچا لی - بخدا میں اسے اولاد کے برابر عزیز رکھتا ہوں - میں تمہارا تہ دل سے ممنون ہوں"

گرین وڈ نے جواب دیا "میں نے آپ لوگوں کو ایک نکتہ بتا دیا ہے - اس پر عمل کرنا آپ کا کام ہے" یہ کہہ کر وہ چل دیا - اور راستہ میں خیالی پلاؤ پکاتا گیا -

"اب یہ دیوالیہ مہاجن بالکل میرے رحم پر ہے - اب یہ کونٹ الٹروئی کے پندرہ ہزار

پونڈ کا راز ہرگز فاش نہیں کر سکتا۔ اگر اس کا عام طریق پر دیوالہ نکلتا تو یقینی بات تھی۔ کہ کوئی ہوشیار وکیل اس سے سب کچھ اقبال کرا لیتا۔ لیکن اب اس کی قیامت تک کے لئے دہان دوزی ہو گئی۔"

ادھر مہاجن اور خزانچی نے باتیں شروع کیں۔ خزانچی نے پوچھا "آپ کو مجھ پر کامل بھروسا ہے نا!"

ٹاملسن نے جواب دیا "اس سوال کے پوچھنے کی ضرورت کیا ہے؟"

اس کا جواب یہ ملا "آپ اپنے آپ کو میرے حوالہ کرنے کو تیار ہیں؟"

مہاجن بولا "بے شک بلا شرط"

یہ سُنکر خزانچی بولا "تو آج شام کو آپ حسب معمول اپنے گھر جائیں۔ اور یہ تمام انتظام مجھ پر چھوڑ دیں۔ جو کچھ کرنا ہے۔ میں نے سوچ لیا ہے مگر آپ نہ پوچھیئے۔ کل ..."

خزانچی اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکا۔ اور ہلاس کی ڈبیا نکال کر چٹکیاں بھر بھر کر ناک میں ٹھونسنے لگا۔

مہاجن نے کہا "مسٹر مائیکل اگر نا امیدی کی حالت میں مجھے کسی کی ہمدردی پر بھروسا ہے تو وہ تم ہی ہو۔"

بوڑھے خزانچی نے تعظیماً اپنے آقا کے سامنے سر جھکایا اور یہ گفتگو ختم ہو گئی۔

پانچواں باب

گردش تقدیر

مذکورہ بالا گفتگو کے دو دن بعد کونٹ الٹروئی اپنی بیوی اور بیٹی کے پاس بیٹھے ہوئے ناشتہ کر رہے تھے۔ ناشتہ ختم ہو گیا۔ تو معمول سے کچھ دیر بعد اخبار آیا۔ اور کونٹ اس میں سے دار العوام کے گذشتہ اجلاس کی روئداد پڑھنے لگا۔ کیونکہ اُسے سیاسی معاملات سے خاصی دلچسپی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ سر اٹھا کر بولا "اس شخص کی عالی دماغی میں شک نہیں۔ گرین وڈ رات تم نے وہ تقریر کی۔ کہ تمہارے مخالف بھی لوہا مان گئے ہونگے۔ مگر افسوس کہ تم ایک بے اصول بدمعاش ہو۔"

یہ سنکر اس کی بیوی بولی "میں حیران ہوں دنیا میں ایسے بے اصول بدمعاش تو

کامیاب ہو جاتے ہیں ۔ مگر با اصول نیک آدمی رہ جاتے ہیں ۔ نہ صرف لوگ ان کیطرف بدگمانی رکھتے ہیں بلکہ وہ مظلوم اور مصیبتوں میں گرفتار نظر آتے ہیں "

اس کا جواب اسابیلا نے یہ دیا " گو آخر کار فتح نیکی ہی کی ہوتی ہے اور بدی شکست کھاتی ہے ۔ غلط فہمی کا پردہ آخر کار اُٹھکر رہتا ہے اور نیکیوں کی سچی عزت ہوتی ہے "

اسوقت اسابیلا رچرڈ مارکھم کے خیال میں محو تھی ۔ اسوقت کیا ۔ وہ تو ہر وقت اُسی کے تصور کی پرستش کرتی تھی ۔

اب کونٹ کے بولنے کی باری تھی " پیاری بیٹی ۔ جو اخلاقی نکتہ تم نے اخذ کیا ۔ اس کی مثالیں دنیا میں شاید ہی مل سکیں ۔ ہاں ناٹک کی دنیا اس سے بھری پڑی ہے ۔ بایں ہمہ تمہارا خیال صحیح ہے ۔ اور اسقدر قابل یقین جسقدر خدائے تعالیٰ کی ذات ۔ بے شک بدمعاش آدمی ہمیشہ بدمعاشی میں کامیاب نہیں ہو سکتا ۔ اور نیک آدمی آخر تک مظلوم نہیں رہ سکتا "

یہ سُنکر اسابیلا نے تسکین کا ایک سانس لیا ۔

کونٹ کی بیوی بولی " آپ بجا فرماتے ہیں ۔ اگر ایسا نہ ہو ۔ تو ہماری امیدوں کا دروازہ بالکل ہی بند ہو جائے ۔ ایک دن آئیگا ۔ کہ کیسل سکالا کے امرا و وزراء اور رعایا جان جائینگے ۔ کہ اُن کا حقیقی خیرخواہ کون ہے "

اسابیلا بولی " جو شخص کسی کے حسن ظن کا امیدوار ہو ۔ اگر وہی شر کی نظر سے اُسے دیکھا ۔ تو پھر اس کا ٹھکانا کہاں "

کونٹ نے اخبار پڑھنا شروع کیا لیکن چند منٹ بعد چونک پڑا ۔ اور ایک ٹھنڈی سانس لی ۔ ماں بیٹیاں اس کا منہ تکتی رہ گئیں ۔ آخر کونٹس کے بار بار پوچھنے پر وہ اخبار کو پھینک کر بولا ۔ " خاتمہ ۔ تمام امیدوں کا خاتمہ ! غلط ہے کہ نیک فتح یاب ہوتا ۔ اور بد اپنی بدکرداریوں کی سزا پاتا ہے "

کونٹس بولی " آپ سخت بے چین ہیں ۔ خدا کے لئے صاف صاف فرمائیے کہ ہوا کیا ؟ "

اس کے جواب میں کونٹ نے کہا " ٹاملنسن بنکر نے دیوالہ نکال دیا ۔ اور میں برباد ہو گیا ہوں "

اسابیلا بولی " شاید خبر کا کچھ اور مطلب ہو ۔ اور آپ جلدی میں کچھ کا کچھ سمجھے ہوں "

کونٹس نے اخبار اُٹھاکر اُسے پڑھنا شروع کیا ۔ لکھا تھا :-

بنک میں چوری

کاروبار بند

کل یہ افواہ مشہور ہوئی۔ کہ لندن کی مشہور مہاجنی کوٹھی میں جو ٹاملنسن کے بنک کے نام سے مشہور ہے بھاری چوری ہوگئی۔ افسوس کہ تحقیقات سے یہ واقعہ ثابت ہوا۔ ہمارے نامہ نگار نے موقع پر پہنچکر سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

بنک کے سامنے لوگوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ بنک کے دروازے بند تھے۔ اور نوٹس لگا ہوا تھا کہ ٹاملنسن مجبور ہوکر اپنے بنک کو بند کرتا ہے۔ جس کی افسوسناک وجہ یہ ہے کہ بنک کا خزانچی۔ تقریباً ایک لاکھ پونڈ لے کر روپوش ہوگیا۔ تفصیلی حالات کا جلد اعلان کیا جائیگا۔

بنک کے معاملہ داروں کا جو بنک کے سامنے موجود تھے بُرا حال دیکھا گیا۔ بہتوں نے اپنا سر پیٹ لیا۔ ایک بیوہ نے جس کا گذارہ ہی سود پر تھا۔ جب آکر یہ حال دیکھا۔ تو بالکل حواس باختہ ہوکر فرش پر گر پڑی۔ اور اُس کی زندگی کی اُمید نہیں۔

بنک کا خزانچی مائیکل ایک بوڑھا شخص تھا۔ اور اب تک اُسے دیانت کا پتلا پایا گیا۔ دس سال سے وہ برابر کام کر رہا تھا۔ اور کبھی اُس پر شبہ نہیں کیا گیا۔ لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ وہ عرصہ سے روپیہ کو خورد برد کر رہا تھا۔ جمعرات کی شام کو بنک کے مالک مسٹر ٹاملنسن حسب معمول بنک کو خزانچی کے سپرد کرکے اپنے مکان کو گئے۔ اور ہدایت کرگئے کہ حسابات دیکھ کر شام کو بنک بند کیا جائے۔ مگر دوسرے روز یعنی کل ۹ بجے جب بنک کا ایک اور ملازم مسٹر سانڈرسن وہاں آیا۔ تو اس نے بنک کو مقفل پایا۔ تھوڑی دیر میں اور ملازم بھی آگئے۔ اور یہ سب کے سب متفکر ہوگئے۔ تاہم کسی کو خزانچی کی بے ایمانی کا خیال نہ ہوا۔ سب کا خیال یہی تھا۔ کہ یہ بوڑھا ضرور کسی مصیبت ناگہانی میں گرفتار ہوا ہے۔

خزانچی بنک ہی کے ایک کمرہ میں رہتا تھا۔ عین اسوقت بنک کی ملازمہ عورت آئی۔ یہی خزانچی کے لئے کھانا وغیرہ لاتی تھی۔ اُس نے بیان کیا۔ کہ میں صبح سے اب تک بنک کے اندر نہیں گئی۔ اب سوائے اس کے چارہ کار نہ تھا کہ پولیس کو بلایا جائے۔ اور بنک کا دروازہ توڑا جائے۔ فوراً اس تجویز پر عمل ہوا۔ مسٹر سانڈرسن اور پولیس کانسٹبل اندر پہنچے۔ خزانچی کا بستر بالکل خالی تھا۔ گویا رات کو اس پر کوئی سویا ہی نہیں۔ علاوہ ازیں صندوق کھلے پڑے تھے۔ روپیہ پیسہ ندارد تھا۔ بنک کے دیگر ملازم نے بھی اندر آکر یہ حسرتناک نظارہ دیکھا۔ ٹاملنسن ساہوکار کو بلایا گیا۔ وہ ٹھیک دس بجے یہاں پہنچا۔ اور بنک کی خوب دیکھ بھال کی تو معلوم ہوا۔ کہ نقد کے علاوہ بنک نوٹ اور کفالت نامے بھی گم ہیں۔ یہانتک کہ روزنامچہ کا بھی پتہ نہیں۔ اور کسی ایسے کاغذ کا بھی پتہ نہیں۔ جس سے بنک کی اصلی حالت معلوم ہوسکے۔ یہ دیکھ کر ٹاملنسن مہاجن کو ایسا صدمہ ہوا کہ اس کے ہوش وحواس نے جواب دیدیا۔ افسوس!

مزید خبر

خزانچی کی گرفتاری کے لئے تین ہزار پونڈ کا انعام مشتہر کیا گیا ہے۔ اس کا حلیہ جو تمام بڑے بڑے شہروں اور بندرگاہوں میں بھیجدیا گیا ہے۔ اس اخبار میں بھی اشتہاری صفحات پر درج ہے۔

ہمارے نامہ نگار کا بیان ہے کہ ٹاملنسن مہاجن کی صحت درست ہوتی جاتی ہے۔ گروہ گم شدہ کفالت ناموں کے متعلق کچھ نہ معلوم کرسکا۔ کیونکہ بوجہ اعتبار کے اس نے تمام معاملہ خزانچی ہی پر چھوڑ رکھا تھا۔ تحقیقات سے صرف اس قدر پتہ لگتا ہے کہ یہ تمسک یورپ کی بڑی بڑی مہاجنی کوٹھیوں سے تعلق رکھتے تھے۔

ہمیں یہ سنکر افسوس ہوا کہ گذشتہ ہفتہ مسٹر گرین وڈ ممبر پارلیمنٹ نے بھی ایک معقول رقم بنک میں جمع کی تھی۔ موجودہ کاغذات سے معلوم ہوتا ہے کہ کم وبیش پچاس ہزار پونڈ کی نقدی اور نوٹ خزانچی اڑا لے گیا۔ اور گم شدہ کفالت ناموں کی مقدار بھی چالیس ہزار پونڈ سے کم نہ تھی۔ ہمیں امید ہے کہ مفرور ملزم بہت جلد گرفتار ہو کر کیفر کردار کو پہنچے گا۔ یہ ناممکن ہے کہ وہ ایسی رقم کثیر لے کر سفر کرے اور پولیس کی نظر سے بچ جائے۔

تازہ ترین حالات

گذشتہ شب ٹاملنسن کے بنک کی اصلی مالی حالت معلوم کرنے کے لیے بڑے بڑے قرضخواہوں کا ایک جلسہ ہوا۔ صدر مجلس مسٹر گرین وڈ تھے۔ اس مجلس نے فیصلہ کیا۔ کہ مسٹر ٹاملنسن کو بنک کی نگرانی سے سبکدوش کیا جائے۔ لیکن اس کے معنے یہ نہیں کہ اُن کا دامن بددیانتی کی نجاست سے آلودہ ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ بالکل بے قصور ہیں اور اس لیے ہر شخص کو اُن کے ساتھ ہمدردی ہے۔

کونٹس نے اس مضمون کو ختم کیا تو اس کا شوہر بولا" مجھے تو اس میں گرین وڈ کی ہی کوئی چالاکی معلوم ہوتی ہے۔ خزانچی کا اسقدر روپیہ لے کر نکل جانا ناممکن ہے۔ مجھے تو چوری کی واردات محض افسانہ معلوم ہوتی ہے"

اس کے جواب میں کونٹ کی بیوی بولی" مہاجن جھوٹا ہو یا سچا۔ ہمیں اس سے کیا فائدہ ہماری رقم برباد ہونی تھی سو ہوگئی"

کونٹ نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا" اس غربت میں ہماری حالت کیسی نازک ہے آہ مفلسی! اور پردیس کی مفلسی نہ ٹلنے والی بلا ہے۔ اگر میں اپنے کسی دوست ارل آف ڈگلس یا لارڈ ٹری مارڈن سے امداد لوں تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ یہ لوگ میری اصلی حالت سے واقف ہیں لیکن یہ امر میری عزت کے خلاف ہے۔ اس لئے میں کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنا نہیں چاہتا"

کونٹس بولی" خیر ایک جانب سے تو اطمینان ہے"

اس کے جواب میں کونٹ بولا" میں تمہارا اشارہ سمجھ گیا لیکن میں روپیہ کے عوض میں ہرگز ہرگز اپنے حقوق سے دست بردار نہ ہونگا۔ ہم تینوں کو چاہیے۔ کہ اس مصیبت کو صبرو استقلال کے ساتھ برداشت کریں"

یہ سُنکر اسابیلا بولی" ابا جان - آپ نے مجھے اعلےٰ درجہ کی تعلیم دلائی ہے۔ اس لیئے میں آسانی سے فکر معاش کر سکتی ہوں"۔

کونٹ بولا" پیاری بیٹی اگرچہ مصیبت آگئی ہے تاہم میں ایسا گیا گذرا بھی نہیں کہ اپنی بیٹی کے رتبہ کو نظر انداز کردوں - خدا تعالےٰ سب کا کارساز ہے"۔

کونٹ کی بیوی بولی" پیاری اسابیلا ہم دونوں تمھاری ذات پر ناز کرتے ہیں"۔

یہی باہمی محبت تھی کہ ایسی مصیبت کے وقت بھی ان لوگوں کے زخمی دلوں پر مرہم رکھ رہی تھی۔

چھٹا باب
بدنصیب ایلن

ایلن مسز گرین وڈ کے گناہ کو اب تک اپنے پیٹ میں چھپائے ہوئے تھی۔ لیکن اب اس راز کا چھپانا اُس کی طاقت سے باہر تھا۔ روز بروز اس کی حالت نازک ہوتی جاتی تھی۔ اس کا باپ اور رچرڈ ڈاکٹر کے بلانے پر زور دیتے رہتے تھے مگر وہ ٹال دیتی تھی۔ کہ میں یونہی اچھی ہوجاؤنگی۔ بعض دفعہ وہ ہشاش بشاش نظر آتی۔ لیکن یہ تکلف محض علاج سے بچنے کی ایک تدبیر تھی۔ جس کا نتیجہ اس کی صحت کے حق میں اور برا تھا۔ کیونکہ اس سے اس کی روح کو صدمہ پہنچتا تھا۔

رچرڈ نے بار بار اُس کے دل کا حال نہایت ہمدردی سے پوچھا۔ مگر وہ کہتی تو کیا کہتی۔ تبدیل آب و ہوا کا بھی مشورہ دیا۔ مگر اسکا جواب بھی نفی میں ملا۔ غرض کہ سات ماہ کی مدت اُس نے طرح طرح کی مصیبتوں میں ٹال دی۔ لیکن اب اس کے اختیار کی بات نہ رہی تھی۔ وہ جولائی تک اپنے مستقبل طرز عمل کا فیصلہ نہ کرسکی۔ بعض دفعہ وہ سوچتی تھی کہ گرین وڈ کے پاس جائے۔ اور اس کے پاؤں پڑے۔ مگر جب اُسے پچھلی ملاقات یاد آتی تھی۔ تو اس کا دل کانپ اٹھتا تھا۔ اور وہ یہی سمجھتی تھی۔ کہ اُس شخص کا دل ہرگز نرم نہ ہوگا۔ گرین وڈ کے ساتھ اُس کی داشتہ بن کر رہنے سے اُس کی روح کانپ اٹھتی تھی۔ اور اس نے اپنے دل سے پختہ ارادہ کر لیا تھا۔ کہ جان دیدونگی۔ مگر ایسی حالت گوارا نہ کرونگی۔

بعض دفعہ وہ انتقام پر تُل جاتی تھی۔ مگر وہ اس خیال سے رُک جاتی۔ کہ وہ اس بچہ

کا باپ ہے - جو میرے پیٹ میں ہے۔ اکثر وہ سوچتی تھی - کہ باپ کے قدموں پر سر رکھ کر یہ افسانہ
کہدوں - مگر اس کی جرأت نہ ہوتی تھی - الغرض اسے اگر کوئی سہارا تھا - تو پردہ غیب سے
ناگہانی امداد کا جس کے بھروسے وہ زندہ تھی - اس نے کئی بار قریب کے تالاب میں ڈوب
کر خودکشی کا بھی ارادہ کیا - مگر غیبی فرشتے نے اُسے گناہ سے باز رکھا۔
یہ سب کچھ تھا - مگر راز افشا ہونے کا وقت بالکل قریب آگیا تھا - اور بظاہر حالات
وہ ایک دو دن کے بعد ہی بچہ کی ماں بننے والی تھی۔
اس گھر کے ملازموں میں ڈنگھم - خانساماں کے علاوہ ایک لڑکا ہالفورڈ اور ایک بیوہ
خادمہ میرین تھی - جس کی عمر چالیس پچاس سال کے درمیان تھی - یہ نہایت نیک دل محنتی
اور وفادار تھی - ایک روز رات کو ۹ بجے کے قریب میرین ایلین کے کمرہ کے دروازہ پر آئی - آہستہ
سے دستک دی - اور اندر آکر دروازہ کو بند کر دیا - پھر بیٹھ کر بولی " بی بی گھبراؤ نہیں - کوئی
فکر کی بات نہیں ہے "
ایلین نے چونک کر پوچھا " میرین خیریت تو ہے ؟ اباجان کا مزاج کیسا ہے ؟ "
میرین نے جواب دیا " ان کا مزاج اچھا ہے - اور سب طرح خیریت ہے - میں اسوقت
صرف آپکا مزاج دریافت کرنے آئی ہوں - کیونکہ مجھ سے آپ کا غم نہیں دیکھا جاتا "
ایلین افشائے راز کے خوف سے اس کا منہ تکنے لگی - میرین بولی " بی بی گھبراؤ نہیں - یہ
خادمہ مصیبت کے وقت آپ کے کام آسکتی ہے - آپ کا مزاج روز بروز خراب ہوتا جاتا ہے
اگرچہ آپ کی حقیقی بیماری سے کوئی واقف نہیں - تاہم یہ خادمہ سب کچھ جانتی ہے - عورت
ہی عورت کو خوب سمجھ سکتی ہے "
یہ سنکر ایلین گھبرا گئی - مگر دل کی بے چینی کو چھپا کر بولی " میرین یہ کیا کہہ رہی ہو ؟ تم نے
تو مجھے ڈرا دیا - تم سمجھنے میں غلطی کر رہی ہو - تم ... "
وہ اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکی - اور بے چین ہو کر زار زار رونے لگی۔
میرین نے اس کو تسلی دی اور کہا " بخدا مجھ سے تمہاری مصیبت دیکھی نہیں جاتی
تم مجھ پر بھروسہ کرو - میں تمہاری شکر گذار ہوں - کہ پچھلے دنوں میری بیماری میں تم نے میری
تیمارداری کی تھی - میں کئی روز سے حاضر ہونیکا ارادہ کر رہی تھی - مگر بے ادبی کے خیال سے
رک جاتی تھی - لیکن آج کی حالت پہلے سے زیادہ بدتر دیکھ کر مجھ سے صبر نہ ہو سکا -

بی بی اگر میں نے غلطی کی۔ تو معافی کی خواستگار ہوں۔ مگر میں دیکھ رہی ہوں۔ کہ اسوقت آپ کو ایک ہمدرد کی ضرورت ہے۔ اگر آپ مجھ پر بھروسا کریں۔ تو میں ہر ایک خدمت کے لئے حاضر ہوں۔"

ایلین نے ذرا سنبھل کر جواب دیا" میں تمہاری اس مہربانی کی شکرگذار ہوں۔ لیکن میری بیماری عارضی ہے چند روز میں صحت ہو جائیگی۔"

میرین نے افسوس کے لہجہ میں کہا" میں آپ کی بیماری کے راز سے واقف ہوں لیکن آپ سے مجھے جسقدر ہمدردی ہے وہ عالم الغیب ہی بہتر جانتا ہے۔"

ایلین اس کا منہ تکنے لگی۔

میرین بولی" بی بی افسوس اب یہ راز زیادہ عرصہ تک پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ اس لئے آپ جلدی کچھ فکر کریں۔ ایسا نہ ہو اپنے ساتھ اس معصوم بچہ کی جان بھی گنواؤ۔"

ایلین نے تجاہل عارفانہ سے کہا" یہ تم نے کیا کہا؟"

میرین نے جواب دیا" اب اس کے چھپانے کی کیا ضرورت ہے۔ کہ آپ عنقریب ایک بچہ کی ماں بننے والی ہیں۔"

ایلین سے اب ضبط نہ ہو سکا۔ ٹھنڈی سانس بھر کر بولی" اے خدا مجھے موت دے کہ ایسی ذلت ورسوائی سے بچ جاؤں۔"

میرین نے اُسے تسلی دی اور کہا" بیوی صبر کرو۔ میں آپ کی حالت پر غور کر رہی ہوں۔ ابھی ابھی ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے جو آپ کو ذلت و رسوائی سے بچا سکتی ہے۔"

ایلین نے آبدیدہ ہو کر کہا" بہن میرین خدا ہی تمہاری نیکی کا بدلہ دے گا۔ کہ تم میرے زخمی دل پر مرہم رکھ رہی ہو۔"

میرین بولی" میں کس قابل ہوں۔ میں اس دل میں تھوڑا سا درد رکھتی ہوں۔ اور آپ کے ساتھ ہمدردی اور محبت ہے۔"

ایلین بولی" پیاری بہن تم تو سراپا نیکی ہو۔ میرے حق میں رحمت کا فرشتہ ہو۔ ہاں وہ تجویز کیا ہے؟"

میرین نے جواب دیا" بی بی میری ایک شادی شدہ بہن یہاں سے چند میل کے فاصلہ پر رہتی ہے۔ میرا بہنوئی باغبان ہے۔ گو وہ غریب ہیں۔ لیکن وہاں آپکو ہر طرح کا آرام ملے گا۔ اور ہر شخص آپکی خدمت کریگا کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔"

یہ سنکر ایلین بولی " مگر میں بغیر اجازت کے یہاں سے جا کس طرح سکتی ہوں - اگر یونہی بلا اطلاع چلی دوں - تو خدا جانے میرے باپ کی کیا حالت ہو "-

میرین نے تھوڑی دیر بعد کہا " تو اس کا علاج یہ ہے کہ اپنے والد کے قدموں پر گر کر اُن سے تمام حال کہدو "-

یہ سنکر ایلین کانپ اُٹھی اور بولی " یہ ناممکن ہے "-

میرین نے پھر ذہن پر بوجھ ڈالکر کہا " اچھا مسٹر مارکھم سے یہ راز کہدو - لو تم کچھ نہ کہو میں کہہ دیتی ہوں "-

ایلین آہ سرد بھر کر بولی " آہ یہ کیسے ممکن ہے - میں اُن سے عمر بھر چار آنکھیں کرنے کے قابل نہ رہونگی "-

میرین بولی " اور جو شخص آپ کے بچہ کا باپ ہے ؟ "

ایلین نے مایوسی کا اظہار کر کے جواب دیا " آہ اُس کا نام نہ لو - اُس نے تو بالکل مایوس کر دیا ہے "-

میرین نے کہا " کچھ نہ کچھ تو ہمیں کرنا ہی ہوگا - بی بی اپنی جان کو اور اپنے بچہ کی ننھی جان کو خطرہ سے بچانا فرض ہے - مگر آپ نے ابھی تک اس کی کوئی تدبیر نہیں کی "-

ایلین بولی " میرین تمہاری شکر گذار ہوں - کہ تم نے مجھے میرا ایک فرض یاد دلایا - آہ مجھے کوئی حق حاصل نہیں ہے - کہ میں اس معصوم بچہ کو آغوش اجل میں دیدوں - یہ میرے گناہ کا نتیجہ ہے - اچھا بہن میرین تم نے کل اسوقت پھر آنا - اس وقت تک میں اپنے متعلق کوئی فیصلہ کر لونگی "-

خادمہ چلی گئی - اور غریب ایلین پھر بدستور خیالات کے سمندر میں غوطے کھانے لگی - بڑی دیر کے بعد اُس کی آنکھ جھپکی - مگر رات بھر خوفناک خواب ہی دیکھتی رہی -

وہ علی الصباح اُٹھی - تو رچرڈ کو فرانس جانے کے لئے کمربستہ پایا - اس کی وجہ دریافت کی - تو مارکھم نے ایک خط اُس کے ہاتھ میں دے کر کہا " یہ خط میرے ایک سچے دوست کا ہے - جس کی تعمیل مجھ پر فوراً لازم ہے "-

چٹھی کا مضمون حسب ذیل تھا -

مشفقی - مجھے ایک اتفاقیہ حادثہ پیش آیا ہے جس سے شاید جانبر نہ ہو سکوں - اگر آپ چند

روز کے لیئے اپنے مکان سے علیحدہ ہو سکتے ہیں۔ تو بلا تاخیر میرے پاس آ جائیے۔ کہ میں اپنے بنیادی معاملات کا فیصلہ کر لوں۔ جس کے لیئے مجھے ایک دوست کی مدد کی ضرورت ہے۔

بولون (فرانس)
۲۴ رجولائی سنہ ۱۸۳۰ء

ٹامس آرم سٹرانگ

ایلین یہ چٹھی ختم کرنے کے بعد وہ پھر آرم سٹرانگ کی تعریف کرنے لگا۔ آخر میں بولا۔ کہ اُس شخص نے قید سے نکلنے کے بعد مجھے دنیا کے لوگوں کے سامنے آنے کی جرأت دلائی۔ اسکے علاوہ اسی مہربان نے میری ملاقات اُس خاندان سے کرائی جس کے ساتھ میری امیدیں ۔ ۔ ۔"

یہ کہتے کہتے وہ رک گیا۔ اور پیاری اسابیلا کے تصور میں اُسے تن بدن کا ہوش نہ رہا۔

بہت دیر بعد وہ آپے میں آیا۔ تو گاڑی آ چکی تھی۔ اور وہ فوراً اس پر بیٹھ کر روانہ ہو گیا۔ وفادار ڈنگھم نے اپنے انداز خاص میں اُسے دھوکہ بازوں سے ہوشیار رہنے کی نصیحت کی۔

ساتواں باب — میرین کی امداد

ایلین شام کو معمول سے پہلے اپنے کمرہ میں داخل ہوئی۔ تھوڑی دیر میں نیک دل میرین بھی آ پہنچی۔ ایلین بولی "خوب آئیں۔ آج تو صبح ہی سے میری بُری حالت ہے۔ اگر اسوقت تم نہ آجاتیں تو میرا بچنا ناممکن تھا۔"

میرین نے جواب دیا "بے شک اسوقت آپ کی حالت اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ آپ کو آرام کی سخت ضرورت ہے۔"

ایلین بیقرار ہو کر بولی "آرام اپنی قسمت میں کہاں۔ نہ لیٹ کر پڑی رہیں تو آنکھ کا لگنا ناممکن ہے۔ آہ کوئی کلیجہ پکڑے لیتا ہے سخت تکلیف میں مبتلا ہوں۔"

میرین بولی "خدا اپنا فضل کرے گا۔ لیکن اگر آج ہی بچہ ۔ ۔ ۔"

ایلین نے جواب دیا "ابھی تو وہ وقت نہیں آیا۔ لیکن میں سخت بے چین ہوں۔ درد و کرب میں دم بدم زیادتی ہی ہوتی جاتی ہے۔"

میرین نے جواب دیا "یہ تو وہی خاص درد ہے۔ مگر اب کیا کیا جائے؟"

ایلین بیتاب ہو کر بولی "میرین۔ خدا کے لئے میری عزت اور جان بچاؤ۔"

میرین بولی "آہ میری سمجھ میں نہیں آتا اسوقت کیا تدبیر کروں۔"

ایلین اور بھی بے چین ہو کر بولی "ہائے تم تو میرے دل کو بالکل مایوس کئے دیتی ہو۔ خدا کے لئے میرے واسطے کچھ کرو۔ آہ مجھے اپنا خیال نہیں۔ بلکہ ابا جان کا ہے۔ وہ پہلے ہی کیا کم صدمہ اٹھا چکے ہیں۔ مگر یہ حادثہ انہیں زندہ نہ رہنے دے گا۔ آہ میرین تم رو رہی ہو۔ میرے حال زار پر آنسو بہا رہی ہو۔ خدا تمہیں جزائے خیر دے"

میرین بولی "بی بی میں خدمت کو حاضر ہوں لیکن مشکل یہ ہے کہ وقت ہاتھ سے نکل گیا۔ اور کچھ کرنے دھرنے کا موقع بالکل نہیں رہا"

ایلین بے چین ہو کر چلائی "میرین میری اچھی میرین۔ مجھ پر رحم کرو۔ میرے بڈھے باپ پر رحم کرو۔ ہائے یہ درد مجھے مارے ڈالتا ہے"

میرین بولی "بیوی مجھے حکم دیجئے۔ میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کو حاضر ہوں"

ایلین نے کڑھ کر جواب دیا "ہائے میرے تو ہوش ٹھکانے نہیں۔ کاش ظالم مردوں کو معلوم ہوتا کہ ان کی ہوس پرستی غریب عورتوں کو کیسی کیسی مصیبتوں میں مبتلا کرتی ہے۔ میرین خدا کے لئے میری جان بچاؤ"

میرین ایک دو منٹ تک غور کرتی رہی۔ پھر سر اٹھا کر بولی "۔ قریب ہی ایک نوجوان ڈاکٹر رہتا ہے۔ ابھی ابھی اس کی شادی ہوئی ہے۔ کام بھی ابھی جاری کیا ہے۔ غریب آدمی ہے۔ کہو تو اسے لے آؤں؟"

ایلین نے جواب دیا "جو تمہیں مناسب معلوم ہو وہی کرو۔ مگر اس راز کو چھپائے رکھو"

میرین بولی "آپکو بچہ بھی اپنے آپ سے جدا کرنا پڑے گا"

ایلین نے اسکا کچھ جواب نہ دیا میرین بولی "میں نے ڈاکٹر کے لانیکا فیصلہ کر لیا ہے۔ کیا آپ کوئی آدھے گھنٹے کے لئے اکیلی رہ سکیں گی؟"

ایلین نے مایوسانہ لہجہ میں جواب دیا "تم جب ڈاکٹر کو بلانے جاؤ گی تو مجبوراً اکیلا رہنا ہی پڑے گا۔ لیکن میرا راز ڈاکٹر کو بھی معلوم نہ ہو"

میرین نے کہا "یہ لیمپ کے گل کر دینے سے ممکن ہے"

چنانچہ وہ لیمپ گل کر کے وہاں سے روانہ ہوئی۔ اور سیدھی اپنے گھر پہنچی۔ صندوقچی کھولا۔ اس میں سے نقدی نکالی۔ یہی چالیس پونڈ اس کی تمام عمر کی کمائی تھی۔ اسے لیکر اور سیاہ لباس اور سیاہ نقاب پہنکر ڈاکٹر کے مکان کو روانہ ہوئی۔

کم و بیش ایک گھنٹہ بعد میرین معہ ڈاکٹر کے واپس آئی۔ مگر ڈاکٹر کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ عین دروازہ پر پہنچکر ڈاکٹر سے کہا "تمہارا ہاتھ کانپ کیوں رہا ہے؟"
ڈاکٹر نے جواب دیا "کوئی میں ننھا بچہ ہوں کہ میرا ہاتھ کانپے۔ مگر میرین ایک بات تو سنو۔۔۔"

میرین نے کہا "کہو۔ وقت بہت نازک ہے۔"
ڈاکٹر بولا "آج کے کام کے صلہ میں تو تم نے چالیس پونڈ دیئے۔ لیکن اگر بچہ زندہ رہا تو اس کی پرورش اور تربیت کے اخراجات کہاں سے آئیں گے؟"
میرین نے فوراً جواب دیا "والدین کی محبت انہیں بچہ کی طرف سے بے پروا نہیں کر سکتی بس یہی خیال کر لیجئے۔"
ڈاکٹر کا اس جواب سے اطمینان ہو گیا۔ بلکہ وہ میرین کا شکریہ ادا کرنے لگا کہ "اگر تم میری امداد کے لئے نہ آجاتیں۔ تو صبح ہی کو مجھے اپنا مطب بند کرنا پڑتا۔"
میرین بولی "آپ کو اپنا حلفی وعدہ یاد ہے نا کہ جہاں ہم جا رہے ہیں۔ اسکا سراغ لگانے کی کوشش نہ کرنا۔"
ڈاکٹر نے کہا "ہاں میں اپنی عزت کی قسم کھاتا ہوں۔"
اب یہ دونوں املین کے کمرہ میں جا پہنچے۔ میرین بھی وضع حمل میں ڈاکٹر کو مدد دیتی رہی آخرکار ایک جیتا جاگتا بچہ پیدا ہوا۔
بچہ کی پیدائش نے جو اثر املین کے قلب پر کیا۔ اور پھر اُسکی جدائی کے خیال نے جو بے چینی پیدا کی۔ وہ معرض تحریر میں نہیں آسکتی۔
آدھ گھنٹہ بعد ڈاکٹر اور میرین واپس آگئے۔ بچہ کو میرین لئے ہوئے تھی۔ وہ ڈاکٹر کی انگلی پکڑے ہوئے اس کے گھر تک لے گئی۔ اور بچہ اُسے دیکر واپس آئی۔
اسے دیکھ کر املین بولی "میرین آج تم نے جو احسان مجھ پر کیا ہے۔ اس کا شکریہ مجھ سے عمر بھر ادا نہ ہو سکے گا۔"
میرین بولی "اس ذکر کو جانے دیجئے۔ اب آپ بے فکر ہو کر آرام کیجئے۔ صبح میں بہانہ کر دونگی کہ آپکی طبیعت زیادہ ناساز ہو گئی ہے اور آپ بستر سے نہیں اٹھ سکتیں۔"
املین کی زبان سے بے ساختہ لفظ ڈاکٹر نکلا۔ میرین اس کے دل کی بات سمجھ گئی۔

چنانچہ وہ بولی "ڈاکٹر کی طرف سے کچھ فکر نہ کرو۔ میں اُسے آنکھوں پر پٹی باندھ کر لائی تھی جو آخر تک بندھی رہی۔ چنانچہ اُس نے نہ جگہ دیکھی نہ کسی کی صورت۔ میں بھی نقاب پوش تھی"۔

یہ سُنکر ایلین کا اطمینان ہوگیا۔ اور اُس نے ڈاکٹر کی فیس کے متعلق سوال کیا۔ جس کا میرین نے یہ جواب دیا کہ "چالیس پونڈ میرے بچے ہوئے تھے وہی کام آئے"۔

ایلین نے جوش سے کہا "تم بڑی نیک ہو۔ آہ اس سے بڑی قربانی کیا ہو سکتی ہے مگر میں تمہیں ایک ایک کے بدلے چار چار دونگی"۔

میرین بولی "آپ اس بات کا فکر نہ کریں اور آرام کریں۔ میں آج رات آپ کے سرہانے بیٹھ کر گذاردونگی"۔

ایلین کے منہ سے نکلا "اور میرا بچہ؟"

میرین نے کہا "وہ بخیریت ہے اور اُس کو اچھی طرح سے پرورش کیا جائے گا۔ مگر اب آپ سو رہیئے"۔

یہ بدنصیب عورت آج مدتوں بعد آرام سے سوئی۔ مگر خواب میں بار بار اپنے بچہ کو دیکھا۔

وفادار خادمہ نے یہ رات آنکھوں میں کاٹی۔

صبح ہوئی تو ایلین بیدار ہو کر میرین کے منع کرتے کرتے بستر سے اٹھ بیٹھی اور ایک خط لکھ کر اور بند کر کے خادمہ کے حوالہ کر کے کہا "بہن میرین۔ اب میں تمہیں ایک اور تکلیف دینا چاہتی ہوں۔ تم نے جس راز داری اور وفاداری سے میری خدمت کی ہے میری زبان اس کے بیان سے قاصر ہے۔ اور اب تم سے اخفائے راز کے متعلق کچھ کہنا بے سود معلوم ہوتا ہے۔ تاہم تم مجھ سے وعدہ کرو۔ کہ اس خط کے مکتوب الیہ کا نام کبھی کسی کو نہ بتاؤگی"۔

میرین نے کہا۔ "آپ کے ہر حکم کی تعمیل آنکھوں سے کرونگی۔ آپ ہر طرح سے اطمینان رکھیں آپ کا راز میرے سینہ کے صندوق میں بند رہیگا۔ اُسے ہوا تک نہ لگنے پائے گی"۔

ایلین نے خط اس کے ہاتھ میں دیکر شکریہ کے لہجہ میں کہا "اس خط کو جلد ہی سے جلد ہی اس کے پاس پہنچا دو۔ اگر مسٹر مارکھم یا میرے باپ کو اس کا پتہ لگ جائیگا۔ تو بس غضب ہی ہو جائیگا"۔

میرین نے لفافہ پر گرین وڈ کا نام پڑھکر حیرت سے کہا "اوہو یہ تو وہی شخص ہے جس نے آپکے والد اور مسٹر بارگھم کو لوٹا"۔

ایلین بیقرار ہو کر بولی "یہ سچ ہے۔ مگر وہی اس بچہ کا باپ ہے۔ اور وہ میرے دل کا..."

یہ کہتے ہوئے وہ رُک گئی۔ پھر بولی "تم اس بات کے چھپانے کا وعدہ کرتی ہو نا؟"

خادمہ نے اس کا اطمینان کر دیا۔ ایلین نے کہا "اب تم یہ خط لے جاؤ۔ مگر پہلے اباجان سے کہو کہ میری طبیعت خراب ہے۔ لیکن اگر وہ ڈاکٹر کو بلائیں تو روک دو"۔

میرین یہ کہکر روانہ ہوئی کہ "میں اس کا انتظام کئے جاتی ہوں"۔

آٹھواں باب مسٹر گرین وڈ کا دفتر

مسٹر گرین وڈ کا کمرہ اپنی آراستگی اور ترتیب کے لحاظ سے صاحب دفتر کے اعلےٰ سلیقہ اور قابلیت کا ثبوت دیتا تھا۔ کمرہ کے سامان سے تجارتی اور کاروباری ضابطہ کی پابندی کا پتہ چلتا تھا۔ کمرہ کی متعدد میزوں پر جو کاغذات فیتوں میں بندھے ہوئے رکھے تھے۔ ان پر قانون نرخ غلہ۔ قانون محتاجین۔ انتخاب ممبران دارالعوام اور اسی قسم کی چٹیں لگی ہوئی تھیں۔ علاوہ ازیں ایک میز پر کثیر تعداد میں خطوط۔ دوسری پر اخبار ور سائل رکھے ہوئے تھے۔ لکھنے کی میز بھی خاص سلیقہ سے آراستہ تھی۔ جن کی تفصیل ہم ایک پچھلے باب میں کر چکے ہیں۔

گرین وڈ آرام کرسی پر لیٹا ہوا۔ اخبار پڑھ رہا تھا۔ اس اخبار میں وہ تقریر بھی درج تھی۔ جو اُس نے رات دارالعوام کے اجلاس میں کی تھی۔ تین بج چکے تھے۔ اسوقت سر روبرٹ آکر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور کہنے لگا "میں اس بل کیواسطے آیا ہوں۔ گذشتہ مارچ میں چار ماہ اُس کی میعاد بڑھائی گئی تھی۔ مگر اب وہ ختم ہونے کو ہے"۔

گرین وڈ نے کہا "ہاں میعاد ختم ہو چکی۔ فرمائیے اب آپ کیا چاہتے ہیں؟"

سر روبرٹ نے جواب دیا "میں سر دست یہ رقم ادا کرنیکے قابل نہیں"۔

گرین وڈ نے کہا "سب نہ سہی تو کچھ حصہ ہی ادا کر دیجئے۔ اور باقی کی ادائگی کی میعاد بڑھا لیجئے"۔

سر روپرٹ نے کسی قدر بے تکلفی سے کہا" یار قسم ہے۔ میرے پاس پھوٹی کوڑی نہیں بخدا میری مالی حالت نہایت کمزور ہے"

گرین وڈ بولا" مگر میں نے تو یہ سنا ہے کہ تم نے اور چیچسٹر نے قمار بازی میں بہت سا روپیہ جیتا ہے"

سر روپرٹ نے جلدی سے جواب دیا" یہ بالکل غلط خبر ہے۔ ہاں تھوڑا بہت روپیہ ہاتھ آیا تھا۔ تو وہ خرچ ہوگیا۔ جیب میں تو ایک پنس بھی باقی نہیں"

گرین وڈ بے اعتنائی سے بولا" خیر مجھے اس معاملہ سے کیا غرض۔ اس تمسک کی رقم شروع میں ڈیڑھ ہزار پونڈ تھی۔۔۔"

سر روپرٹ جلدی سے بول اٹھا" مگر مجھے وصول تو صرف ایک ہزار ہی ہوا"

گرین وڈ نے جواب دیا" یہ مجھے یاد نہیں ہاں تو شروع میں تمسک کی رقم ڈیڑھ ہزار پونڈ تھی۔ مگر تم یہ ادا نہ کر سکے اور میعاد بڑھانے کی خواہش کی۔۔۔"

سر روپرٹ قطع کلام کر کے بول اٹھا" اور اس شرط پر کہ رقم بڑھا کر ایک ہزار چھ سو پونڈ کا تمسک لکھ دیا جائے"

گرین وڈ نے اپنا معمولی فقرہ دہرایا" یہ مجھے یاد نہیں۔ اب آپ پھر میعاد بڑھانا چاہتے ہیں۔ آخر یہ سلسلہ کب تک چلا جائے گا۔ مجھے روپیہ فوراً ملنا چاہیئے"

سر روپرٹ بولا" مگر مسٹر گرین وڈ۔ تمسک کی تحریر کے وقت یہ بات آپ کو معلوم تھی کہ روپیہ ذرا دیر سے ادا ہوگا"

گرین وڈ جلدی سے بول اٹھا" یہ مجھے یاد نہیں۔ خیر اب چھ سو پونڈ دیدیجئے۔ اور ہزار پونڈ کا نیا تمسک لکھ دیجئے۔ آپ کی خاطر سے میں سود معاف کر دوں گا"

سر روپرٹ نے بگڑ کر جواب دیا" یار تم بھی عجیب آدمی ہو۔ میں تمہیں چھ سو پونڈ کہاں سے لا کر دوں۔ کیا میرے گھر میں ٹکسال بنی ہوئی ہے؟"

گرین وڈ نے خشکی سے جواب دیا" مجھے اس سے کیا غرض۔ اپنے امیر غریب ہونے کا حال تم خود جانو۔ لیکن میں نے تمہیں روپیہ ایک امیر اور ایک امیر الامرا کا داماد سمجھ کر دیا تھا مگر اب زیادہ انتظار کی گنجائش نہیں۔ مجھے روپیہ جلدی ہی ملنا چاہیے۔ اور چونکہ غالباً آپ یہ نہیں چاہتے کہ لارڈ ڈیمارٹون کو اس امر کی اطلاع ہو کہ جو تمسک انہوں نے آپ کو

محض مستعار دیا تھا۔ اُس کی رقم ابھی ادا نہیں ہوئی۔ اسلئے۔ ..."
سر رو پرٹ یہ سنکر اتنا گھبرا گیا۔ کہ گرین وڈ کو اُس کا فقرہ بھی پورا نہ کرنے دیا۔ چنانچہ اُس نے اپنی مخالفت کے الفاظ سوالیہ لہجہ میں دُہرائے "کیا کہا؟ مستعار دیا تھا؟"
گرین وڈ نے چمک کر کہا "اگر مستعار نہیں دیا تھا۔ تو کیا وہ تمہارے مقروض تھے؟"
سر رو پرٹ گھبرا کر بولا "آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا آپ اس معاملہ کی نوعیت کو بھول گئے؟"
گرین وڈ اطمینان کے لہجہ میں جواب دیا "ممکن ہے کہ کوئی چھوٹی موٹی بات میں بھول گیا ہوں۔ لیکن اس بات میں تو شک نہیں۔ کہ لارڈ ٹریارڈن کا دستخطی تمسک جو تین ہزار چھ سو پونڈ میرے پاس موجود ہے۔ جن کی پشت پر آپ کی ذمہ واری کے دستخط ہیں"
سر رو پرٹ کسی قدر پریشانی سے بولا "مگر کیا آپ یہ بھول گئے۔ کہ اُس تمسک پر لارڈ موصوف کے دستخط نہیں"۔
گرین وڈ نے حیران ہو کر استفہامیہ لہجہ میں کہا "کیا کہا لارڈ ٹریارڈن کے دستخط نہیں"
سر رو پرٹ نے جواب دیا "بے شک نہیں۔ اور یہ آپ ہی کے کہنے سے ہوا۔"
گرین وڈ چمک کر بولا "حضرت ہوش میں آئیے۔ بھلا کہنے سننے والا میں کون تھا؟"
یہ سُنکر سر رو پرٹ کا دل جل ہی تو گیا۔ اور دل ہی دل میں گرین وڈ کو گالیاں دیکر کہنے لگا "اگر میرا بس چلے تو ایسے بدذات کو ایسی جگہ ماروں۔ جہاں سو سو کوس تک پانی نہ ہو"
پھر وہ اپنے جوش غضب کو دبا کر بولا "دوست اس کاغذ کی میعاد چار ماہ اور بڑھا دو۔ اسکے بعد بلا عذر رقم ادا کر دی جائیگی"
مگر اس کے دلی جذبات گرین وڈ سے پوشیدہ نہ رہے۔ چنانچہ وہ سب کچھ تاڑ کر بولا "اجی میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اب یا تو چھ سو پونڈ نقد ادا کیجیئے۔ اور ہزار کا تمسک لکھ دیجئے۔ ورنہ کل اس کی رقم لارڈ ٹریارڈن سے وصول کر لی جائے گی"۔
سر رو پرٹ بیقرار ہو کر بولا "آہ کیا تم مجھے بالکل ہی برباد کرنا چاہتے ہو؟"
گرین وڈ نے بڑے اطمینان سے جواب دیا "میں نہیں جانتا کہ اس میں بربادی کی کونسی بات ہے؟"
سر رو پرٹ نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا "آہ تم۔ مجھے بالکل ہی پاگل بنا دو گے۔"

گرین وڈ مسکرا کر بولا" آپ کے پاگل ہونے کا مجھے صدمہ ہوگا۔ لیکن اگر آدمی قرض لیکر اس طرح پاگل بن جایا کریں۔ تو آدھی دنیا پاگل خانہ میں جائے"۔

سر روپرٹ بولا" خدا کے لئے اس مذاق کو جانے دو کیا تم چاہتے ہو۔ کہ میں غریب الوطن ہو جاؤں ؟"

گرین وڈ بولا" بخدا یہ بات تو خواب میں بھی میرے خیال میں نہ آئی تھی۔ حضرت انصاف اس معاملہ کا فیصلہ چاہتا ہے۔ اور بس"۔

روپرٹ بولا" مگر حساب کیسے چکاؤں۔ ایک منٹ کی اطلاع پر اتنی کثیر رقم کہاں سے لاؤں ؟"

گرین وڈ نے جواب دیا" ایک منٹ کی اطلاع کیسی! کیا چار ماہ کی میعاد تھوڑی ہوتی ہے ؟"

اس کے جواب میں سر روپرٹ نے کہا" مگر میرا خیال تھا۔ کہ روپیہ کی ادائگی تک اسکی میعاد بڑھتی رہے گی۔ اور روپیہ دیتے وقت آپ نے یہی فرمایا تھا"۔

گرین وڈ نے اپنے معمولی الفاظ دُہرائے" مجھے یاد نہیں"

سر روپرٹ۔ جوش سے بولا" خدا کی قسم آپنے صاف صریح الفاظ میں کہا تھا۔ کہ جب تک میرے پاس یہ رقم نہ ہو گی۔ اسوقت تک برابر میعاد بڑھائی جاتی رہے گی"۔

گرین وڈ نے کہا" یہ مجھے یاد نہیں"۔

سر روپرٹ نے بے چینی کے انداز سے کہا" ہائے میں کس مصیبت میں پھنس گیا۔ طلبی ہے چھ سو پونڈ کی۔ مگر میرے پاس اس سے آدھی رقم بھی نہیں"۔

گرین وڈ خشکی سے جواب دیا" یہی بات آج سے سات مہینے پہلے سوچی ہوتی۔ اور قرض نہ لیا ہوتا"۔

سر روپرٹ نے کہا" مگر آپ ہی نے تو کہا تھا۔ کہ ٹریمارڈن کا دستخطی تمسک پندرہ سو پونڈ کا لادو۔ تو ہزار پونڈ اس کی ضمانت پر تمہیں دیدونگا"۔

گرین وڈ بولا" مجھے یاد نہیں"۔

سر روپرٹ نے کہا" اور آپنے صاف الفاظ میں یہ بھی کہا تھا۔ کہ آپ لارڈ موصوف سے یہ نہیں پوچھتے پھرینگے کہ اس پر کس کے دستخط ہیں"۔

گرین وڈ نے جواب دیا "شاید میں نے یہ کہا ہو۔ کیونکہ اگر شریفوں کا اعتبار نہ کیا جائے۔ تو کاروبار کیسے چلیں؟"

سر روپرٹ کسی قدر چمک کر بولا "یار اب تم بالکل ہی تیور بدل رہے ہو۔ حالانکہ یہ شیطانی خیال پہلے پہل تمہارے ہی دماغ میں پیدا ہوا تھا"

یہ سنکر گرین وڈ بگڑ گیا۔ اور کرسی سے کھڑا ہو کر بولا "بس بس اپنی زبان سنبھالیئے۔ میں نے کہدیا کہ تمسک کا فیصلہ کر دو۔ ورنہ مجھے دوسری کارروائی کرنی پڑے گی"

سر روپرٹ کا دماغ چکرا گیا۔ وہ پیچ و تاب کھا کر بولا "کیا تم مجھے فوجداری عدالت کے سپرد کرو گے؟"

یہ سنکر مسٹر گرین وڈ نے سر روپرٹ پر ایک معنی خیز نگاہ ڈالی۔ جس سے اس کا دل کانپ اٹھا۔ اور برجستگی کے ساتھ جواب دیا "کیا تم نے رچرڈ مارکھم سے ایسا سلوک نہیں کیا تھا؟"

سر روپرٹ بولا "مگر تمہیں اس سے کیا غرض۔ یہ فرمایئے کہ مجھے تباہ کرنے کا عزم کر لیا ہے یا رقم ادا کرنے کی مہلت دو گے؟"

گرین وڈ بے اعتنائی سے بولا "اب مہلت کی مطلق گنجائش نہیں۔ کل بارہ بجے تک ضرور فیصلہ ہونا چاہیئے"

سر روپرٹ نے دل میں سانپ کیطرح پیچ و تاب کھائے اور یہ کہکر رخصت ہوا "خیر دیکھا جائے گا"

اسوقت اس کے دل کی جو حالت ہو رہی تھی۔ ہمارا قلم اس کا نقشہ کھینچنے سے معذور ہے۔ اس کے چلے جانے کے بعد گرین وڈ اپنے دل میں خیالی پلاؤ پکانے لگا "اس جواری کے پاس اسقدر رقم کیوں چھوڑی جائے وہ سود بھی تو ادا نہیں کرتا۔ مگر چھ سو پونڈ ادا کر کے بھی وہ میرے قابو سے نہیں نکل سکتا۔ تمسک بہر حال جعلی رہے گا۔ اس کی بیوی سیسیلیا سے بھی اب میری طبیعت پھر چکی ہے اب اس کی فضول خرچیاں برداشت نہیں کی جا سکتیں۔ پس اب قطع تعلق ہی بہتر ہے"

اسی اثنا میں نوکر نے آکر اطلاع دی۔ کہ "ایک عورت باہر کھڑی ہے۔ اور آپ سے ملاقات کے لیئے اصرار کر رہی ہے"

آقا نے پوچھا "کیا تم اسے نہیں جانتے؟"

نوکر نے نفی میں جواب دیا۔

گرین وڈ نے کہا "خیر بلا لو"۔

چند منٹ کے بعد میرین آئی اور اُسے دیکھکر گرین وڈ نے کہا "کہو تمہیں مجھ سے کیا کام ہے؟"

میرین نے جواب دیا "مس منرو نے یہ خط آپ کے لئے دیا ہے"

یہ کہکر خط اس کے حوالہ کیا۔

مسٹر گرین وڈ نے خط کو کھولکر پڑھا تو اس میں لکھا تھا۔

تمہیں اطلاع دی جاتی ہے کہ تم ایک لڑکے کے باپ بن گئے ہو۔ خط لانیوالی عورت مفصل حالات سے تمہیں اطلاع کرے گی۔ چونکہ تم بچہ کی ماں کو بھول چکے ہو۔ اس لئے اس خط کے لکھنے میں مجھے بہت تذبذب تھا۔ لیکن ایک ضروری فرض نے مجھے مجبور کردیا۔ اس عورت کے احسانوں کے بارے میری کمر جھکی جاتی ہے۔ اس نیک عورت نے اپنی کاڑھی کمائی کے چالیس پونڈ خرچ کر کے مجھے ذلت و رسوائی سے بچالیا۔ اب جس ڈاکٹر کے سپرد بچہ کیا گیا ہے۔ اسے بچہ کی پرورش کے لئے روپیہ ملنا چاہئے بس اگر تمہیں ایک لمحہ کے لئے بھی مجھ سے محبت کرنے کا خیال پیدا ہو گیا ہے۔ تو مجھے ان دونوں بوجھوں سے سبکدوش کرو۔

ایلین منرو

اس خط نے مسٹر گرین وڈ کو دیر تک محو حیرت رکھا۔ پھر اس نے سر اٹھا کر تمام حالات پوچھے۔ میرین نے سب کچھ بتادیا۔ جسے سنکر گرین وڈ بولا "بڑی بی تم نے فی الحقیقت بڑا کام کیا۔ یہ سب کچھ تمہاری ہی دانشمندی کی بدولت ہوا۔ میں تہ دل سے تمہارا احسان مند ہوں۔ مس منرو نے بھی اس امر پر خاص زور دیا ہے۔ پس میرا یہ ناچیز ہدیہ بطور نشانی کے قبول کرو"

یہ کہتے ہوئے اس نے ساٹھ پونڈ کے نوٹ میرین کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔

میرین بولی "میں صلہ یا انعام لینا نہیں پسند کرتی۔ اس لئے صرف چالیس پونڈ لے لونگی۔ باقی رقم آپ کی ہے"

گرین وڈ بولا "نیک دل میرین انکار نہ کرو۔ یہ تمہیں ضرور ہی لینے ہونگے"

اس کے جواب میں میرین بولی "میں آپ کی سچے دل سے شکر گذار ہوں۔ مگر یہ روپیہ میں نہ لونگی۔ کیونکہ میں نے یہ خدمت کسی صلہ یا انعام کے لالچ سے انجام نہیں دی

تھی - بلکہ اپنا فرض سمجھ کر سب کچھ کیا تھا ؟

ایک غریب عورت کا یہ طرز عمل دیکھ کر گرین وڈ دنگ رہ گیا - اور صادقانہ لہجہ میں بولا

" تم فرشتہ ہو - اچھا ایک گھڑی یا زیور تو بطور تحفہ قبول کرو ؟

میرین نے کسیقدر تلخی سے کہا " کیا آپ مجھے خود غرض سمجھتے ہیں - جناب اب اس بارہ میں ایک لفظ بھی زبان پر نہ لائیے - میں نے کسی لالچ سے مس منرو کی خدمت نہیں کی تھی بلکہ محض ان کی نیک مزاجی نے میرے دل پر اثر کیا - کہ میری جان بھی اُن کے لئے حاضر ہے ؟

گرین وڈ کو اب اس بارہ میں کچھ کہنے کی گنجایش نہ رہی - اس لئے وہ طرز کلام بدل کر بولا " بچہ کے لئے کسقدر خرچ کی ضرورت ہوگی ؟ "

میرین نے جواب دیا " جس ڈاکٹر کو بچہ دیا گیا ہے وہ بیچارہ نہایت غریب آدمی ہے ؟

گرین وڈ نے سوال کیا " کیا چالیس پونڈ سالانہ بچہ کی پرورش کے لئے کافی ہونگے ؟ "

میرین بولی " بالکل کافی - خدا آپ کو جزائے خیر دے - مس منرو بھی یہ سُنکر خوش اور مطمئن ہو جائیں گی ؟

گرین وڈ نے ڈاکٹر کا پتہ دریافت کیا تو میرین نے کہا " ڈاکٹر کا نام مسٹر ونٹ ورتھ ہے - اور وہ لوئر ہالووے میں رہتے ہیں "

اس کے جواب میں گرین وڈ بولا " مس منرو سے کہدینا - کہ اس سہ ماہی کا خرچ آج ہی نوکر کے ہاتھ بھیجدیا جائیگا - اچھا ٹھیرو میں خط بھی لکھے دیتا ہوں یہ کہکر اُس نے حسب ذیل خط لکھا :-

تم نے جو کچھ لکھا تھا اُس کی حرف بحرف تعمیل کی گئی - بچہ کی طرف سے بے فکر رہو - میں دور ہی سے اُس کی پرورش کئے جاؤں گا - اور اُسے کبھی تکلیف نہ ہونے دوں گا - بشرطیکہ تم اس راز کی حفاظت کرو - یہ واقعہ مسٹر مارکھم اور مسٹر منرو کو ہرگز نہ معلوم ہونا چاہئے - تم نے مجھ سے مدد مانگنے میں ناحق دیر کی - تمہارے لئے میری تھیلیوں کا منہ ہر وقت کھلا ہوا ہے - مگر افشائے راز نہ ہونا چاہئے -

ج - م - گ

بوڑھی عورت کا دل چاہتا تھا - کہ مسٹر گرین وڈ پر زور دے کہ وہ مس منرو کو اپنی بیوی تسلیم کرلے - لیکن اُسے جرأت نہ ہوئی - اور وہ یہ تمنا دل ہی میں لیکر واپس ہوئی -

مسٹر گرین وڈ نے دس پونڈ نوکر کو دیکر کہا " لوئر ہالووے میں جاؤ - اور ڈاکٹر ونٹ ورتھ

کو یہ رقم دیکر کہو کہ جو بچہ پُر اسرار طریق سے رات تمہارے سپرد کیا گیا ہے۔ یہ روپیہ اُسکی پرورش کے لئے ہے۔ اس سے یہ بھی کہدینا۔ کہ اسقدر رقم تمہیں ہر سہ ماہی پر ملجایا کرے گی۔ اور بچہ کے سیانے ہوجانے پر رقم بڑھادی جائیگی۔ مگر تم بچہ کے ماں باپ کا پتہ لگانے کی کوشش نہ کرنا۔ ورنہ بچہ کسی اور کے سپرد کیا جائیگا۔ اُسے کہنا کہ لڑکے کا عیسائی نام رچرڈ رکھے۔ ہاں تم بچہ کو بچشم خود دیکھ لینا اور اس کے جسم پر کوئی خاص نشان ہو تو اسے یاد رکھنا۔ تاکہ دوبارہ پہچان سکو"۔ آخر میں اُس نے کہا "جو کچھ میں نے کہا ہے اُس کی حرف بہ حرف تعمیل کرنا۔ دیکھو معاملہ نازک ہے"۔

نوکر سر جھکا کر چلا گیا۔ تو گرین وڈ نے دل میں کہا "خدا کا شکر ہے کہ میرے دل سے وہ بوجھ تو ہلکا ہوا۔ جو میرے دل میں چرکے لگاتا تھا۔ اب یہ راز افشا نہ ہوگا۔ اور کم از کم اُن لوگوں سے تو پوشیدہ رہیگا جن سے میں چھپانا چاہتا ہوں"۔

نواں باب — لیڈی سیسیلیا کا راز

باب گذشتہ کے واقعات کی شام کو مسٹر چیسٹر۔ سر رویرٹ ہاربرو کے ہاں مدعو تھے۔ لیڈی سیسیلیا کہیں اور چلی گئی تھی۔ کھانے سے فارغ ہوکر جام لُنڈھائے گئے۔ اور گفتگو شروع ہوئی۔

چیسٹر بولا "اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گرین وڈ بڑا پاجی ہے"۔

سر رویرٹ نے کہا "پاجی۔ اور سخت پاجی۔ اگر میرا بس چلے تو اُسے کچا ہی چبا جاؤں۔ اور یہ کم بخت مارے غرور کے اکڑا جاتا ہے۔ مگر اسے یہ رقم کیونکر ادا کی جائے"۔

چیسٹر بولا "یار میری عقل بھی چکرا رہی ہے۔ کہ کیا کیا جائے۔ ہاں دو گھوڑے مل جائیں رہزنی ہو سکتی ہے"۔

سر رویرٹ گھبرا کر بولا "خدا کی پناہ! اور سب کچھ کرلونگا۔ مگر ڈاکو نہ بنونگا"۔

چیسٹر بولا "یار میں تو دل لگی کرتا تھا۔ لیکن کیا گرین وڈ واقعی اپنا دل اتنا ہی سخت کرلے گا؟"

سر رویرٹ نے جوابدیا "بے شک اگر کل بارہ بجے تک روپیہ نہ ملا۔ تو تمسک لارڈ ہاربرو

کے ہاتھ نہیں ہوگا۔ وہ فی الحقیقت بڑا پاجی ہے۔ اور کل تو اس نے حد ہی کر دی۔ جو بات کہو یہی جواب دیتا ہے کہ مجھے یاد نہیں۔ کمبخت پاجی کہیں کا!"

چچسٹر افسوس کے لہجہ میں بولا "تو گویا آپ بالکل اس کے پنجے میں ہیں"۔

سر روپرٹ نے جواب دیا "بیشک ایسا برا پھنسا ہوں کہ نکلنے کی امید نہیں"۔

چچسٹر بگڑ کر بولا "پھر ہمیں اس پاجی سے سخت انتقام لینا چاہئے"۔

سر روپرٹ کہنے لگا "جی تو میرا بھی یہی چاہتا ہے۔ لیکن ہم اسکا کیا کر سکتے ہیں؟"

چچسٹر بولا "کیوں نہیں کر سکتے۔ گرین وڈ کی حقیقت کیا ہے۔ اچھے اچھے پھنس جایا کرتے ہیں"۔

روپرٹ نے کہا "اچھے اچھے پھنس جایا کرتے ہیں۔ شاید کوئی تدبیر تمہارے ذہن میں آگئی ہے۔ بتاؤ خدا کے لئے جلد بتاؤ"۔

چچسٹر بولا "کوئی خاص تجویز تو نہیں۔ البتہ یہ بات میرے ذہن میں آتی ہے۔ کہ اگر اس پر کوئی الزام لگایا جائے۔ مثلاً یہ کہ وہ کسی لیڈی سے تعلق رکھتا ہو۔ اور ہم اسے سوسائٹی میں بدنام کرنے کی دھمکی دیں"۔

سر روپرٹ نے جواب دیا "کاش یہ ممکن ہوتا۔ خواہ میرے ہی ننگ و ناموس پر دھبہ کیوں نہ آجاتا"۔ تھوڑی دیر خاموش رہ کر اور سوچکر وہ بولا "لیکن ہے ممکن ہے۔ ابتک مجھے خیال بھی نہ آیا تھا۔ ممکن ہے لیڈی سیفیا سے اس کا گہرا تعلق ہو"۔

چچسٹر نے جرأت سے کہا "واقعی نہایت گہرا تعلق۔ مگر تمہیں اب اسکا خیال آیا۔ میرے ذہن میں تو یہ بات بار بار آتی ہے"۔

سر روپرٹ نے جواب دیا "ہاں ہاں میں نے ان دونوں کو دو دو گھنٹے تخلیہ میں دیکھا۔ کئی بار ایسا ہی ہوا۔ کہ میں باہر چلا گیا۔ مگر واپس آنے پر بھی گرین وڈ کو وہیں پایا"۔

چچسٹر اپنے دوست کو معنی خیز نگاہوں سے دیکھ کر بولا "لیکن گرین وڈ بغیر کسی خاص مطلب کے اپنا وقت ضائع کرنیوالا آدمی نہیں"۔

سر روپرٹ نے پوچھا "لیکن اس سے تم کیا نتیجہ نکالنا چاہتے ہو؟"

چچسٹر نے آہستہ سے کہا "وہی جو تمہارا دماغ نکال رہا ہے"۔

سر روپرٹ نے سوال کیا "میرا دماغ کیا نتیجہ نکال رہا ہے۔ میرا قیاس کیا ہے؟"

چچسٹر نے کہا "تمہیں اپنی بیوی کی زیادہ پروا تو نہیں؟"

سر روپرٹ نے جواب دیا "یہ تو تم بھی خوب جانتے ہو"

چچسٹر نے پوچھا "پچھلے دنوں آپ کی بیوی کو جو روپیہ ملا۔ اُس میں سے کچھ آپ کے حصہ میں بھی آیا؟"

سر روپرٹ نے نفی میں جواب دیتے ہوئے کہا "مگر مجھے برابر حیرت رہی کہ یہ روپیہ آتا کہاں سے تھا؟"

چچسٹر نے سوال کیا "یہ تو تم نہیں مان سکتے کہ اس کے باپ لارڈ ٹریمارڈن نے روپیہ آ دیا ہو"

سر روپرٹ نے کہا "بیشک لارڈ ممدوح نے روپیہ نہیں دیا"

چچسٹر بے پروا ہو کر بولا "خیر تم جانو تمہارا کام۔ مجھے اس سے کیا غرض"

سر روپرٹ کچھ سوچکر بولا "تمہیں ضرور کوئی ایسی بات معلوم ہے جو تم مجھ سے چھپا رہے ہو۔ یا کوئی تدبیر تمہارے ذہن میں ہے۔ اور میرا دل گواہی دیتا ہے۔ کہ ان باتوں کا تعلق لیڈی سیسیلیا سے ضرور ہے۔ مگر مجھے اسکا مطلق خیال نہیں۔ اسلئے تم جو کہنا چاہتے ہو بے تامل کہو۔ تکلف بالکل نہ کرو"

چچسٹر بولا "تم خفا ہو جاؤ گے"

سر روپرٹ بولا "تمہیں تو خبط ہے۔ کیا میں ہزار دفعہ نہیں کہہ چکا۔ کہ اُسکی عزت بے عزتی میرے نزدیک برابر ہے۔ پھر تم تامل کیوں کرتے ہو؟"

چچسٹر کہنے لگا "اگر کوئی آپ سے کہے کہ سر گرین وڈ کا ۔ ۔ ۔ ناجائز تعلق لیڈی ۔ ۔ ۔"

یہ سنکر سر روپرٹ خفا ہو گیا۔ اور بولا "تمہیں اس کا ثبوت دینا ہو گا"

چچسٹر نے ذرا رُک کر کہا "یہ آنکھیں تمہیں شہادت دے سکتی ہیں۔ جنہوں نے دونوں کو ہمآغوش دیکھا ہے"

سر روپرٹ تصویر حیرت بن گیا۔ اس کے بشرہ پر غم وغصہ کے حقیقی آثار نظر آ رہے تھے۔ اس کا دل کانپ رہا تھا۔ حالانکہ اس نے جو کچھ سنا۔ اس نے اسکی آرزو کی تھی۔ لیکن اب اس کا دل جذبات کا جولانگاہ بنا ہوا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ فطرت انسانی کو پہلے نہ سمجھا تھا۔ اب واقعی اُس کی آرزو تھی کہ جو کچھ اسکے کانوں نے سنا ہے وہ غلط ہو۔

چند لمحہ کے بعد چیچسٹر نے قفل خاموشی کو توڑا "غالباً آپ وہ دن بھولے نہ ہونگے۔ جب مسٹر گرین وڈ گذشتہ مارچ میں اپنی کامیابی کا قصہ سنانے آیا تھا کہ وہ کیونکر پارلیمینٹ کا ممبر بن گیا۔"

سر روپرٹ نے کہا "ہاں مجھے یاد ہے اُس روز ہم جوا کھیلنے کا مشورہ کر رہے تھے۔ پھر ہم ال کمہ سیر کو گئے تھے۔ اور پانسوں کا ڈبہ ملاقات کے کمرہ میں بھول آئے تھے تم اسے لینے واپس گئے"۔

چیچسٹر بولا "میں نے جو کچھ دیکھا وہیں دیکھا۔ اور اسوقت مسٹر گرین وڈ سے سو پونڈ زبان بندی کے لئے تھے"۔

سر روپرٹ بولا "سچ کہتے ہو۔ تم نے واپس آکر سو پونڈ کا نوٹ مجھے دکھایا تھا۔ اور کہا تھا۔ گرین وڈ نے قرض دیا ہے۔ مگر اُسوقت تم نے اصل معاملہ کیوں نہ بتایا؟"

چیچسٹر نے کہا۔ "میں بلاوجہ ایک دوست کی دل شکنی کیونکر کرسکتا تھا۔ مگر مجھے یقین تھا۔ کہ یہ راز ضرور کسی دن کام آئیگا"۔

سر روپرٹ کہنے لگا "تو یوں کہئے کہ سیلیا کی گرین وڈ سے آشنائی ہے۔ جیب میں اشرفیاں کھنکھنانے اور ہیروں کی مالا واپس آجانے کا یہی راز ہے۔ کم بخت! مکار! دغاباز عورت!"

چیچسٹر بولا "مگر یہ تو تم بھی تسلیم کروگے کہ تمہیں جیسا سلوک اپنی بیوی سے کرنا چاہیئے تھا نہیں کیا"۔

سر روپرٹ بگڑ کر بولا "فضول باتیں نہ کرو۔ مرد کو سب کچھ کرنے کا اختیار ہے۔ مگر عورت خصوصاً بیوی کا فرض یہ ہے کہ وہ شوہر کے حکم کی تعمیل کرے۔ اور بس"۔

چیچسٹر بولا "بس اپنی اس منطق کو رہنے دیجئے۔ یہ تمام قصور تمہارا ہے۔ اگر خاوند شریف ہو تو ننانوے فی صدی عورت نہیں بگڑ سکتی۔ خیر چھوڑو اس ذکر کو۔ اب ہمیں سوچنا چاہیئے کہ اس راز سے کیا اور کیونکر فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے"۔

سر روپرٹ مایوسانہ انداز سے بولا "جب تک مزید ثبوت نہ ملے۔ اس سے کیا ہو سکتا ہے"

چیچسٹر نے جواب دیا "تو جاکر بیوی کے کمرہ کی تلاشی لو۔ شاید کوئی ثبوت مل جائے۔ خوش قسمتی سے وہ اسوقت باہر گئی ہوئی ہیں"۔

سر روپرٹ نے خوش ہوکر کہا "یار تمہیں خوب سوجھی"۔

سر روپرٹ تلاشی لینے چلا گیا۔ چچپٹر اس کی غیر حاضری میں بےفکری سے شراب پیتا رہا۔ وہ بڑا خوش تھا۔ کہ گویا اُسے اور اُس کے دوست کے ہاتھ کوئی خزانہ آنیوالا ہے۔ لیکن اتنے میں سر روپرٹ مایوسانہ صورت بنائے آپہنچا۔ اور اپنے دوست کے سوال کے جواب میں بولا" تمام کمرہ چھان مارا۔ مگر خاک ہاتھ نہ آیا۔ جرم کا ایک بھی ثبوت نہ ملا۔ البتہ ایک کام کی چیز ہاتھ آگئی ہے"۔

سر روپرٹ نے اپنے دوست کے دریافت کرنے پر بتایا کہ" کچھ زیور۔ ہیروں کی مالا اور سو پونڈ کے نوٹ ملے ہیں۔ غالباً یہ سب کچھ اُسے اپنے آشنا سے ہی ملا ہے۔ کم بخت! حرامکار!"

چچپٹر اپنی دھن میں بولا" خیر حساب کی طرف سے تو اطمینان ہوا۔ تم گرین وڈ کے بار قرض سے تو سبکدوش ہو جاؤ گے"۔

سر روپرٹ بولا" کل چھ سو پونڈ تو اس کے حوالہ کر دوں گا۔ باقی قرضہ کی میعاد چار ماہ بڑھا لونگا۔ اور اس مدت میں گرین وڈ کو پھانسنے کی کوشش کروں گا۔ ہائے جب اس کمبخت عورت کی بیوفائی کا خیال آتا ہے تو سینہ پر سانپ ہی تو لوٹ جاتا ہے۔ مگر اس وجہ سے نہیں کہ مجھے اس سے محبت ہے بلکہ محض اسواسطے کہ وہ میری بیوی ہے"۔

چچپٹر بولا" خدا کا شکر کرو۔ کہ ایسا راز تمہارے ہاتھ آیا۔ کہ تمہاری جیبوں میں پونڈ کھنکھنانے لگینگے ورنہ تمہیں لیڈی کے کمرہ میں جانے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور یہ نہ ہوتا۔ تو تم اس مصیبت سے نجات بھی نہ پاسکتے"۔

سر روپرٹ بگڑ کر بولا" میں اس مکار گرین وڈ سے ضرور انتقام لونگا۔ جس نے میرے ننگ و ناموس پر داغ لگایا۔ گو مجھے اس عورت سے ذرا بھی محبت نہیں اور میں اس کی آبرو بےآبروئی برابر سمجھتا ہوں۔ لیکن آہ جب اس کی بیوفائی کا خیال آتا ہے۔ تو سخت اضطراب پیدا ہو جاتا ہے۔ اس پاجی سے ایسا بدلہ لونگا کہ یاد ہی کریگا"۔

چچپٹر نے جواب دیا" بدلہ بھی دیکھا جائیگا۔ سر دست اس زیور کو گرو رکھ کر روپیہ حاصل کرو۔ اور اس کمبخت گرین وڈ کا منہ جھلسو۔ ابھی وقت ہے۔ سات ہی تو بجے ہیں"۔

ایک ایک گلاس اور خالی کر کے دونوں روانہ ہوئے۔ اور ایک ساہوکار کی دکان پر پہنچے۔ سر روپرٹ نے اندر جا کر کہا" یہ زیور حاضر ہے۔ چھ سو پونڈ عنایت کیجئے"۔

ساہوکار نے زیور پر نظر ڈال کر کہا " پھر وہی ہیروں کی مالا "
سر رو پرٹ نے جواباً کہا " ہاں وہی مالا۔ یعنی قسمت کے موتیوں کی لڑی۔ کبھی ہمارے پاس اور کبھی تمہارے پاس "
مہاجن کہنے لگا " یہ معمولی بات ہے۔ یہاں کے بڑے بڑے خاندانی امرا کے جواہرات کی یہی حالت ہے۔ کئی خاندانوں کے جواہرات اس کوٹھری میں موجود ہیں "
اس کے بعد کاغذ لکھا گیا۔ اور چھ سو پونڈ مل گئے۔
سر رو پرٹ اگلے دن علی الصباح گرین وڈ کے پاس پہنچا۔ چھ سو پونڈ دیئے گئے۔ چار ماہ کی میعاد بڑھ گئی۔ گرین وڈ اپنے دوست کی منشا بالکل نہ سمجھ سکا۔ اس کے ابرو وہ عجلت سے اس کے پاس سے اُٹھ کر چلا آیا۔ تاکہ اس کے بشرہ سے گرین وڈ کوئی بات معلوم نہ کر سکے۔

دسواں باب عجیب غریب احکام

جس رات رچرڈ مار کھم اپنے گھر واپس آیا۔ ایلن منرو کے بچہ کی عروس موسم کی ہو چکی تھی۔ رچرڈ غمگین تھا۔ اور اس کے لباس پر سیاہ ماتمی نشان لگا ہوا تھا۔ اسے دیکھتے ہی مسٹر منرو نے پُرافسوس لہجہ میں اس سے خطاب کیا " افسوس آپ کے سچے دوست مسٹر آرم سٹرانگ دار البقا کو سدھارے۔ آپ کے خط سے یہ اطلاع تو ہم لوگوں کو ہو گئی۔ مگر تفصیل نہ معلوم ہوئی "
رچرڈ نے بوڑھے ڈنگھم کو بھی ٹھہرا لیا۔ کیونکہ یہ اُٹھ کر جا رہا تھا۔ اور اس طرح کہنا شروع کیا " میں اس بزرگ کا خط پہنچتے ہی بولون کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور ۵ بجے شام کو ڈوور پہنچا۔ مگر معلوم ہوا کہ اگلی صبح سے پہلے کوئی جہاز فرانس کو روانہ نہ ہو گا۔ چونکہ خط میں جلدی پہنچنے کی ہدایت تھی۔ اس لئے میں اگن بوٹ کے ذریعہ رات کے گیارہ بجے بولون جا پہنچا۔ اور انہیں ہوٹل میں صاحب فراش پایا۔ وہ فرانس سے روانہ ہو کر انگلستان آ رہے تھے کہ بولون میں گاڑی اُلٹ جانے کی وجہ سے ان کے سخت چوٹ آئی۔ گو ہڈی کوئی نہیں ٹوٹی لیکن صحت مخدوش ہو گئی۔ جس وقت میں پہنچا ہوں۔ ڈاکٹر اور ایک خادمہ ان کی خدمت میں مصروف

تھے۔ نیک دل مرحوم مجھے دیکھ کر بہت ہی خوش ہوئے۔ اُن کی آنکھوں میں خوشی اور شکر گذاری کے آنسو بھر آئے۔ وہ بار بار شکریہ ادا کرتے تھے۔ مجھے انہوں نے آرام کرنے کی ہدایت کی۔ مگر نیند کیسے آتی تھی۔ میں نے تمام رات ان کے پاس بیٹھ کر گذاری۔ جہانتک ہوسکا ان کی تسلی اور تشفی کی۔ اسوقت میرا دل اُس شخص کی عظمت اور محبت سے پُر تھا۔ جس نے مجھے اپنا دوست سمجھ کر اپنے بستر مرگ پر طلب کیا تھا۔ اسوقت میرے دل میں اُس واقعہ کی بھی یاد تازہ ہو گئی تھی۔ کہ جب نیوگیٹ میں میری اس بزرگ سے ملاقات ہوئی تھی۔ تو اُس نے مجھے دنیا کے خلاف مظلوم سمجھا تھا۔ اور میری تسلی و تشفی کی تھی"۔

یہ سُنکر ونگھم پھولا نہ سمایا۔ اور اپنے آقا کی نیک دلی کی تعریف کرنے لگا۔

رچرڈ نے اپنی تقریر اس طرح جاری رکھی" بولون پہنچنے سے پانچویں روز مرحوم مجھ سے کہنے لگے کہ عزیز اب میرا وقت قریب ہے۔ ڈاکٹر کی رائے تم سن ہی چکے۔ اس لئے تم مجھے تنہا چھوڑ دو۔ تاکہ میں اپنے ضمیر سے دو دو باتیں تنہائی میں کرلوں۔ اور اپنے اعمال کا جائزہ لے لوں۔ میں نے ان کے حکم کی فوراً تعمیل کی۔ اور کوئی ایک گھنٹہ بعد ان کے کمرہ میں واپس آیا۔ اسوقت ان کے چہرہ پر علامات بدنمودار تھیں۔ معلوم ہوا۔ کہ وہ میری غیر حاضری میں کچھ لکھتے رہے تھے۔ میرے آجانے پر بدیں الفاظ مجھ سے مخاطب ہوئے۔ عزیز رچرڈ۔ اسوقت ہمیں ان باتوں کے تذکرہ کی مہلت نہیں ہے۔ جب اول مرتبہ جیل میں ہماری ملاقات ہوئی میں نے تمہاری مظلومی کی داستان سنی۔ اور تمہیں بے گناہ سمجھ لیا۔ اور ایک ہی گھنٹہ کی گفتگو میں تمہارے اوصاف حمیدہ میں نے معلوم کرلئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ میں نے تمہیں اپنا مخلص دوست سمجھا۔ اب میں تمہیں اس دوستی کا واسطہ دیکر تم سے درخواست کرتا ہوں کہ ایک مرنیوالے کے الفاظ غور سے سنو۔ یہ کہکر وہ تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوگئے۔

اور پھر بولے۔ جب میں اس دنیا کو چھوڑ دوں۔ تو میری یہ چند چیزیں آپ لے لیں۔ میرے میز کی دراز میں آپ کو روپیہ ملیگا۔ اُس سے میری بیماری اور تجہیز و تکفین کے اخراجات پورے کرنا۔ اور مجھے اس شہر کے قبرستان میں دفن کرنا۔ لیکن میرا جنازہ نہایت سادگی اور خاموشی سے اٹھایا جائے۔ اس میں شان و شوکت کو مطلق دخل نہ ہو۔ سخت تاکید کرتا ہوں۔ کیونکہ جس بات سے میں تمام عمر نفرت کرتا رہا۔ میں اُسے مرنے کے بعد بھی گوارا نہیں کرسکتا۔ میرے جنازہ کے ساتھ صرف تمہارا اور ڈاکٹر کا جانا کافی ہے۔ قبر پر کسی کے جانے

کی ضرورت نہیں۔ اسوقت اُن کے چہرہ پر کمزوری کے آثار زیادہ محسوس ہونے لگے۔ اس لئے میں نے دوا پلائی۔ جب ذرا توانائی آگئی۔ تو وہ بولے۔ عزیز تکیہ کے نیچے ایک سر بمہر لفافہ رکھا ہے۔ تم میرے بعد اسے کھولنا۔ اب میں تم سے عہد لینا چاہتا ہوں۔ کہ تم میری تحریری ہدایات پر حرف بحرف عمل کروگے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں جو میرے ضمیر کو شرمندہ کرے اس لئے تمہیں بھی اس کے قبول کرنے میں پس وپیش نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کا تعلق صرف تمہاری ذات سے ہے۔ میں نے انہیں قول دیا۔ اور سربمہر لفافہ لے کر اپنے کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔ اس واقعہ کے بعد مرحوم کی روح زیادہ عرصہ اس دنیا میں نہ رہی۔ بلکہ دس منٹ کے اندر ہی اندر جنت کو سدھار گئی"

یہ سنکر مسٹر منرو اور وٹنگھم آبدیدہ ہو گئے۔

رچرڈ بولا "مرحوم کی ہدایات کے مطابق نہایت سادگی سے اُن کا جنازہ اٹھایا گیا۔ اور میں نے اور ڈاکٹر نے فرانس کے قانون کے مطابق ۲۰ گھنٹے کے بعد اس امانت کو سپرد خاک کیا۔ اور اس طرح ایک مجسم نیکی اور ہمدرد بنی نوع انسان سے یہ دنیا خالی ہو گی۔ اُدھر سے فارغ ہو کر میں نے اُن کے کاغذات دیکھے۔ لیکن نہ اُن میں کوئی وصیت نامہ تھا نہ جائداد کے متعلق ہدایات حالانکہ میں جانتا ہوں کہ وہ کافی جائداد کے مالک ہیں۔ میز کی دراز سے سو پونڈ نکلے۔ جو تجہیز وتکفین اور معمولی قرض کی ادائگی میں کام آئے۔ باقی خیرات کر دیئے گئے۔ سربمہر لفافہ کو میں نے کھول کر پڑھا۔ تو اس میں لکھا تھا:۔

عزیز رچرڈ تم نے جو قول اپنے بستر مرگ پر پڑے ہوئے دوست سے کیا ہے۔ دیکھو اسے توڑنے کی جرأت نہ کرنا۔ سنو۔ جب تم کسی طرح اپنا گذارہ نہ کر سکو۔ اور افلاس یا نیا جنی تمہیں بالکل قلاش اور محتاج بنا دے۔ اور تم بالکل ہی مجبور ہو جاؤ۔ تو اس دوسرے لفافہ کو کھولنا۔ لیکن اگر ایسی کوئی سخت ضرورت واقع نہ ہو۔ تو اس لفافہ کو عین ۱۰ جولائی ۱۹۳۴ء کو کھولنا۔

ٹامس آرمسٹرانگ

یہ سنکر مسٹر منرو بولے "نہایت عجیب وغریب تحریر ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ اس لفافہ کے اندر تمہاری فلاح وبہبودی کا راز ضرور ہے"

بوڑھے خانساماں نے بھی اپنے الفاظ میں اس کے خیال کی تصدیق کی۔

رچرڈ بولا "ابھی اس بارہ میں گفت وشنید کرنی فضول ہے۔ مگر میں نے عہد کر لیا ہے۔ کہ اس وصیت کی حرف بحرف تعمیل کروں گا۔ ہاں کہئے ادھر کا کیا حال رہا۔ بہن ایلن کا کیا حال ہے؟

بوڑھے منرو نے آبدیدہ ہوکر کہا "اسکی حالت اچھی نہیں - اب تو ہفتہ عشرہ سے بستر سے بھی نہیں اُٹھ سکی" - رچرڈ یہ سنکر گھبرا گیا - اس فقرہ کو استفہام کے طور پر دُہرایا - پھر دریافت کیا - کہ "کس ڈاکٹر کا علاج ہے ؟"

مسٹر منرو نے جواب دیا "میں نے بارہا ڈاکٹر بلانے کا ارادہ کیا - مگر خود ایلین نے مجھے روکدیا اس نے مجھے بہت جلد تندرست ہوجانے کی امید دلائی - اور کہا - کہ یہ کسی بیماری کا اثر نہیں بلکہ روحانی صدمات اس کا سبب ہیں - تکلیف خود بخود جاتی رہے گی - میری بیوی نے بھی اس کی تائید کی - اور کچھ شک نہیں کہ یہ نیک عورت پوری توجہ سے اُس کی خبرگیری کرتی رہی"

رچرڈ بولا "ڈاکٹر کو نہ بلانا ایک غلطی تھی - خیر میں اس کی تلافی کروں گا - اور کل ہی ڈاکٹر کو بلاؤں گا"

مسٹر منرو بولے "مجھے تو اس کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی - کیونکہ اب اس کی طبیعت سنبھلی جاتی ہے - لیکن آپ کی رائے سے اختلاف کرنے کی مجھے کیا جرأت - حقیقت یہ ہے کہ ہم لوگوں کے حال پر آپ جو توجہ فرما رہے ہیں - اُس کا شکریہ نہیں ادا کیا جا سکتا"

اس کے جواب میں رچرڈ مارکھم نے اپنے بوڑھے دوست کا ہاتھ دبایا - پھر اُٹھکر اپنے کمرہ میں چلا گیا - اور کونٹ الٹرونی کے نام حسب ذیل چٹھی لکھی - تاکہ علی الصباح بھیجدے -

جناب بندہ - میں آپ کو ایک افسوسناک خبر دینے پر مجبور ہوں - جناب کو یہ معلوم کرکے بے حد صدمہ ہوگا کہ آپ کے معزز اور قدیم دوست مسٹر آرتھر سٹرانگ - اس فانی دنیا سے راہی عالم بقا ہوئے بولون میں آپ نے وفات پائی - جب دم واپسیں اُن کے پاس موجود تھا - اور تجہیز و تکفین کا فرض بھی میرے ہی ہاتھوں ادا ہوا - یقین کیجئے اگر یہ حادثہ پیش نہ آتا - تو میں آپ کو ہرگز یہ خط نہ لکھتا -

آپ کا خادم

رچرڈ مارکھم

گیارھواں باب
ڈاکٹر کی آمد

ایلین نے رچرڈ کے واپس آنے کی خبر سنی تو شروع میں تو اُسے خوشی ہوئی کہ وہ اسکی غیر حاضری ہی میں زچگی سے فارغ ہو گئی - مگر افشائے راز کے خیال سے کانپ اٹھی، بالآخر

بوڑھی خادمہ نے اس طرف سے اسکی کافی تسلی و تشفی کر دی۔

تھوڑی دیر کے بعد میرین وہاں سے چلی گئی۔ اور مس منرو کو رونے کے لئے تنہا چھوڑ گئی۔ اسوقت اس کا دل آپنے بچہ کی جدائی کے خیال سے بھر آیا۔

کوئی پاؤ گھنٹہ بعد میرین ناشتہ لیکر آئی۔ جسے ایلین نے زہر مار کیا۔ مگر خادمہ کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ ابھی رو رہی تھی۔ کہنے لگی "ہمارے آقا ابھی باہر گئے ہیں۔ اور ڈینگھم سے آدھ گھنٹہ میں واپس ہونے کے لئے کہہ گئے ہیں۔ اور یہ بھی کہہ گئے ہیں کہ واپس آکر آپ سے ملینگے۔"

ایلین بولی "خدا کرے یہ ملاقات بغیر افشائے راز کے جلد ختم ہو جائے۔"

میرین نے یہ کہکر اُس کی تسلی کر دی کہ "آپ بالکل نہ گھبرائیں۔ آپ کا راز ہرگز کسی طرح افشا نہیں ہو سکتا۔"

آدھ گھنٹہ بعد رچرڈ اجازت لیکر اس کے کمرہ میں آیا۔ اس کے ساتھ ڈاکٹر بھی تھا۔ جسے اس نے باہر ٹھیرا دیا تھا۔ اب اس نے ایلین کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کہا "معلوم ہوتا ہے تم نے طویل بیماری کا بار اُٹھایا ہے۔"

ایلین نے جواب دیا "آپ سچ فرماتے ہیں۔ لیکن اب خدا کا فضل ہے۔ ایک دو روز میں یہ کمزوری بھی جاتی رہے گی۔"

رچرڈ نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا "تمہارے چہرہ کی زردی۔ اور بڑھی ہوئی کمزوری اب بھی بیماری کا ثبوت دیتی ہے۔ افسوس مسٹر منرو نے تمہارے علاج میں غفلت کی۔"

ایلین نے سنبھل کر جواب دیا "ابا جان نے تو بار بار ڈاکٹر کے بلانے کو فرمایا۔ مگر میں نے ہی اُنہیں روک دیا۔ کیونکہ بیماری محض معمولی تھی۔ نیک دل میرین نے میری بڑی خدمت کی بہرحال اب میں بالکل تندرست ہوں۔ اور کل تک بستر سے اُٹھ بیٹھوں گی۔"

رچرڈ نے کہا "تم ڈاکٹر کے خرچ اور مجھ پر بار پڑنے سے ڈرتی ہو۔ مگر تمہارا یہ خیال غلط ہے۔ میں جس روز میں تم لوگوں کو یہاں لایا تھا۔ اسی روز میں نے دل میں قرار دے دیا تھا۔ کہ جو کچھ ہوگا۔ ہم سب کے لئے ہوگا۔ اگر کوئی مسافر اتفاقاً بیمار ہو جاتا تو میں اس کا روزمرہ علاج کرتا۔ پھر یہ کیسے ممکن تھا۔ کہ تم بیمار پڑتیں اور علاج نہ کیا جاتا۔ ابھی میری حالت اس قابل ہے کہ میں تمہارے لئے ڈاکٹر کو بلا سکوں۔ چنانچہ ڈاکٹر باہر موجود ہے۔"

یہ سُنکر ایلین گھبرا گئی۔ اور سخت پریشان نظر آنے لگی۔ لیکن رچرڈ نے بغیر کسی خیال کے ڈاکٹر کو آواز دی۔ اور وہ اندر چلا آیا۔ اسوقت رچرڈ باہر چلا گیا۔

ڈاکٹر نے مریضہ کے چہرہ پر ایک نظر ڈالی۔ پھر نبض دیکھ کر سوال کیا "آپ کتنے عرصہ سے بیمار ہیں؟"

اس سوال سے ایلین گھبراسی گئی۔ اور اس گھبراہٹ کو ڈاکٹر بھی تاڑ گیا۔ اور وہ حیرت زدہ نظر آنے لگا۔

ایلین نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کہا "اب میں بالکل اچھی ہوں... بیماری باقی نہیں۔ البتہ کمزوری ہے۔.. لیکن جب پرسوں میں بستر سے اُٹھ بیٹھوں گی تو تازہ ہوا لگنے سے یہ بھی جاتی رہے گی۔"

ڈاکٹر نے اس کی تردید کی اور کہا "آپ کو بخار ہے۔ آپ ابھی نہ اُٹھ سکیں گی۔ لیکن یہ تبائیے آپ کب سے بیمار ہیں؟"

ایلین نے جواب دیا "میں چند روز سے بیمار ہوں۔ مگر اب مرض رفع ہو چلا ہے۔"

ڈاکٹر نے پھر اپنے سوال کو دُہرایا۔ تو ایلین نے کہا "میں دس بارہ روز سے بیمار ہوں"

ڈاکٹر نے سوال کیا "مگر اب آپ کی طبیعت کیسی ہے؟"

ایلین نے جواب دیا "پچھلے ہفتہ میری طبیعت واقعی خراب رہی۔ مگر اب بالکل اچھی ہے"

ڈاکٹر بولا "نہیں آپ کی نبض ابھی تیز ہے۔ لیکن کیا کوئی دوا بھی استعمال کی ہے؟"

مس منرو نے کہا "دوا تو نہیں پی... مگر میری رائے میں ان سوالات کی ضرورت نہیں۔ میں اچھی ہو جاؤنگی"

ڈاکٹر نے کسی قدر خشکی سے کہا "آپ میری ہر بات کا جواب دیجئے۔ البتہ اگر آپ مجھ سے علاج نہ کروانا چاہیں اور کسی اور ڈاکٹر کو پسند کریں تو میں جاتا ہوں"

ایلین اس گفتگو سے گھبرا گئی اور بولی "نہیں نہیں یہ بات نہیں جیسے آپ ویسا ہی دوسرا مگر اب علاج ہی کی ضرورت نہیں"

ڈاکٹر بولا "آپ تامل کیجئے۔ اب آپ کی طبیعت کا کیا حال ہے۔ اور بیماری کس طرح پیدا ہوئی ؟"

ایلین نے کہا "مجھے یاد نہیں۔ لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ میں نے متواتر ذہنی

صدمے اٹھائے ہیں۔ شاید یہ اسی کا نتیجہ ہو۔"

ڈاکٹر نے پوچھا "کوئی چودہ پندرہ دن ہوئے جب آپ بیمار ہوئیں؟"

ایلین نے جواب دیا "تقریباً اتنے ہی دن۔ مگر ٹھیک یاد نہیں۔"

ڈاکٹر نے سوال کیا "اور آپ کس وقت بیمار ہوئیں؟"

اس سوال نے ایلین کو بالکل ہی مضطرب کر دیا۔

ڈاکٹر نے مریضہ کے چہرہ پر گہری نظر ڈال کر کہا "تم آدھی رات سے کچھ پہلے تو بیمار نہیں ہوئیں؟"

ایلین نے سوال کے مقابلہ پر سوال کیا "آپ یہ سوال کیوں کرتے ہیں۔ اس سے آپ کا مطلب کیا ہے؟"

ڈاکٹر نوجوان عورت کو گھور کر بولا "اس رات ایک شخص آنکھوں پر پٹی باندھ کر یہاں لایا گیا تھا۔"

ایلین کے منہ سے دفعتاً نکلا "آنکھوں پر پٹی؟"

ڈاکٹر بولا "اور لانے والے شخص کے چہرہ پر سیاہ نقاب تھا۔"

اب ایلین بالکل گھبرا گئی اور کانپ کر بولی "اے خدا کیا ہوا۔"

ڈاکٹر اس کی پروا نہ کرتے ہوئے بولا "اور اس نے آکر ایک لیڈی کا وضع حمل کرایا۔"

ایلین نے گھبرا کر پوچھا "آپ کو اس کی کیا خبر؟ آپ کو یہ کس نے بتایا؟"

ڈاکٹر نے جواب دیا "اس روز میں ہی آیا تھا۔"

یہ سن کر ایلین نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے ڈھک لیا اور آہ بھر کر بولی "اب زندگی کی امید نہیں۔ کوئی مجھے قتل کر ڈالے۔" یہ کہہ کر رونے لگی۔

۵ منٹ کے بعد اس نے بے چین ہو کر سوال کیا "میرا بچہ کیسا ہے؟ آپ اس کی خبرگیری اچھی طرح کرتے ہیں؟"

ڈاکٹر نے کہا "بیگم صاحب آپ کا لڑکا اچھا ہے۔ اگرچہ ماں کا دودھ نہ ملنے کی وجہ سے ویسا نہیں مگر بہتر ہوتا جاتا ہے۔"

ایلین نے ممنونیت کے لہجہ میں جواب دیا "خدا آپ کو جزائے خیر دے۔ میں آپ کی شکر گزار ہوں۔ آپ اس بات کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ بچہ سے بچھڑی ہوئی ماں کس قدر بے صبر

ہوتی ہے؟"

ڈاکٹر نے مجسم ہمدردی بنکر جواب دیا "خدا آپ کے غموں کو دور کرے معلوم ہوتا ہے آپ نے صدموں پر صدمے اُٹھائے ہیں"

الین نے کہا" اس کا حال خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ مگر آپ یہ تو فرمایئے۔ کیا آپ میری پردہ پوشی کریں گے؟ یہ سمجھ لیجئے کہ اب میری عزت آپ ہی کے ہاتھ میں ہے"

ڈاکٹر خاموشی سے تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ اور یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ یہ چند لمحے الین کے لئے سخت اذیت بخش تھے۔

آخر ڈاکٹر بولا" کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ آپ اپنے عزیز و اقربا سے یہ راز کہدیں؟"

الین نے جواب دیا" نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ اس کے مقابلہ میں تو اپنے ہاتھ سے خنجر مار کر مر جانا پسند کرتی ہوں۔ دیکھئے اگر آپ نے رازداری کا وعدہ نہ کیا۔ یا کسی کو اس کی اطلاع دی۔ تو یہی سمجھ لیجئے کہ آپ میرے اور میرے بچہ کے قاتل ہونگے"

اس کے جواب میں ڈاکٹر نے کہا" مس گھبراؤ نہیں۔ آپ کا راز میرے سینہ کے صندوق میں ہمیشہ کے لئے محفوظ رہیگا"

یہ سُنکر الین نے اطمینان کا سانس لیکر ڈاکٹر کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا" بعض وجوہ سے اخفائے راز ضروری ہے۔ مگر محض میری ہی آبرو کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ بعض اور خاص وجوہ ہیں۔ مگر سردست میں آپ کو اس سے زیادہ نہیں بتا سکتی"

ڈاکٹر نے شریفانہ طور سے جواب دیا" میں اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھتا۔ مجھے محض آپ کے بچہ سے تعلق ہے۔ اور میں اس کی پرورش اپنی اولاد کی مانند کرونگا"

یہ سن کر الین نے مکرر ڈاکٹر کا شکریہ ادا کیا۔

ڈاکٹر بولا" طبیعت درست ہو جانے پر آپ میرے مکان پر تشریف لاکر بچہ کو دیکھ سکتی ہیں"

الین نے جواب دیا" آپ کی عنایت کا شکریہ کس زبان سے ادا کروں"

ڈاکٹر کہنے لگا" چند روز بعد میں اپنی بیوی کو آپ سے ملنے کے لئے بھیجونگا۔ اس ملاقات کے تعلق سے آپ پھر میرے ہاں آسکتی ہیں۔ اس طرح کسی کو کسی قسم کا شبہ نہ ہو سکیگا۔ اور اب میں مسٹر ہارٹلم کو بھی اطمینان دلا دونگا۔ کہ آپ جلدی بستر سے اُٹھ سکیں گی۔ میں کچھ دوا بھیجونگا

اُسے استعمال کرنا۔ توانائی آجائیگی"۔

یہ کہکر ڈاکٹر چلنے کے لئے طیار ہوگیا۔ اور ایلن نے پھر اُس کا شکریہ ادا کیا۔

بارھواں باب
بلیک چیمبر کا ایک اور نظارہ

واقعات مذکورہ کے چند دن بعد حسب ذیل خطوط صدر ڈاک خانہ کے چیمبر میں کھولے گئے:۔

۱

نائب وزیر گیسل سکالا کا خط بنام سفیر ریاست مقیم دربار انگلستان۔

راقم الحروف حسب الارشاد حضور وزیر خارجہ عالیجناب کو مطلع کرتا ہے۔ کہ آپ کی مرسلہ معلومات متعلقہ الزاسڈی کافی نہ تھیں۔ حضور نے تحریر فرمایا تھا۔ کہ مسز آرلنگٹن جو الزاسڈی سے خط وکتابت کررہی ہے۔ ارل آف دارنگٹن کی آشنا ہے۔ اور الزاسڈی دو سال لندن میں قید رہ چکی ہے اخبارات کے کٹنگ بھی پہنچ گئے تھے۔ جس سے مقدمہ کے حالات معلوم ہوئے۔ لیکن ان تمام باتوں سے کوئی فائدہ نہ نکلا۔ کیونکہ یہ سب کچھ پہلے ہی الزاسڈی نے اپنی زبان سے دُہرادیا تھا۔ اور یہ پہلے لکھا جاچکا ہے کہ اس حسین عورت سے ایک اعلےٰ درجہ کے شخص کو عشق ہوگیا ہے۔ اب آپ کے لئے یہ معلوم کرنا ضروری ہے۔ کہ آیا کبھی الزاسڈی کے ننگ وناموس کو مشکوک سمجھا گیا؟ اس کی اطلاع جلدی سے جلدی کرنی چاہئے۔ کیونکہ مذکورہ بالا عشق ایک خوفناک صورت اختیار کرتا جاتا ہے۔

مجھے یہ عرض کرنے کی بھی اجازت دیجئے۔ کہ حضور نائب وزیر کو پرنس البرٹو کی تحریر سے جو محض ضد پر مبنی تھی۔ نہایت افسوس ہوا۔ اس بیش قرار وظیفہ سے انکار کرنا اُن کے دلی رنج کا باعث ہے اس لئے حضور ممدوح شرائط معلومہ پر ایک بار پھر غور کرنے کی تحریک فرماتے ہیں۔ اور یقین کرتے ہیں کہ پرنس انہیں ضرور منظور فرمائیں گے۔ غور وخوض کے لئے تین ماہ کی مہلت اور دی جاتی ہے۔ اس کے بعد اگر انکار کیا گیا۔ تو مجبوراً گیسل سکالا کے تاج وتخت کا وارث فیلپز کا کوئی شہزادہ بنادیا جائے گا

آپ کا صدق دل سے خیر خواہ

بیرن روپ لو

نائب وزیر امور خارجہ

ڈیوک کے مذکورہ بالا مراسلہ کی نقل حسب ذیل ہے:۔

انجلو سوم بفضل خدا بادشاہ حقیقی گرینڈ ڈیوک دولت گیسل سکالا۔ ہم اپنے عطایۂ شاہانہ وفیض خسروانہ سے حسب ذیل احکام بغرض تعمیل صادر کرتے ہیں۔

اور مجھے ایک پنشن قدر دانیۂ عطا کیا ہے۔

اس بد معاش ناٹینگو گرین وڈ کے ممبر پارلیمنٹ بن جانے کی مجھے سخت حیرت ہے۔ جب سے میرا یہ خواب شیریں شروع ہوا ہے۔ میں برابر یہی سوچتی رہی ہوں۔ کہ اپنی دولت اور طاقت کو دوسروں کی بھلائی میں صرف کروں۔ مظلوموں کو ظالموں کے ظلم سے بچاؤں۔ اور لوگوں کو اُن جنایتوں سے بچاؤں جن کا نشانہ مجھے بنانے کی کوشش کی گئی۔ اس کی ایک تدبیر میں نے کی ہے۔ یعنی یہاں سے میں نے ایک شخص کو لندن روانہ کر دیا ہے۔ یہ وہاں پہنچتے ہی آپ سے ملے گا۔ اور آپ کی ہدایات پر عمل کرتا رہے گا۔ آپ کے لئے ایک ناچیز تحفہ اس شخص کے ہاتھ آپ کی خدمت میں بھیجا گیا ہے براہ عنایت اسے شرف قبولیت بخش کر اپنی التفات کا ممنون کرنا۔

ارل آف وارنگٹن کے مشوروں کی میں تہ دل سے ممنون ہوں۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ میں اس بار سے کسی طرح سبکدوش ہو نہیں سکتی۔ براہ کرم میرا نیازمندانہ سلام ان کی خدمت میں عرض کر دیجئے۔ اور کہہ دیجئے کہ ان کی عنایتیں زندگی بھر فراموش نہ ہونگی۔

م

خوشنوانی کمپیل مکالام
۱۰ جولائی ۱۸۳۹ء

جناب عالی۔ معاملہ بڑی ہی نزاکت اختیار کرتا جاتا ہے۔ سیاسی طنابیں اس قدر کھینچ گئی ہیں۔ کہ ٹوٹنا چاہتی ہیں۔ ملکہ کو نمبر ۲۹ کے عشق نے دیوانہ بنا رکھا ہے۔ آج اسے ارشنس کا معزز خطاب عطا کیا گیا ہے۔ اور ایک ہفتہ بعد اسے چیمبرلین بنانے کی سخت افواہ ہے۔ اور چونکہ نمبر ۲۹ بالکل خود مختار ہے۔ اس لئے اسے باز رکھنا ناممکنات سے ہے۔ اب اگر اس کے اصلی مشیروں کی آنکھیں کھلیں یا نہ کھلیں کہ ایسے جابر شخص کو حکمران بنانے اور ملک کو جمہوریت کی برکات سے محروم رکھنے کا نتیجہ کیا ہے۔ تمام وزیر سر بہ گریبان ہیں کہ کیا کریں۔ بگڑی ہوئی بنائے نہیں بنتی۔ نمبر ا کے متعلق لندن سے تمام اطلاعات بہم پہنچائی گئی تھیں۔ مثلاً یہ کہ وہ قید بھگت چکی ہے۔ لیکن نمبر ۲۹ کے عشق میں ذرا کمی نہیں ہوئی۔

نمبر ا کچھ شک نہیں۔ کہ حسن کی دلکش تصویر ہے۔ باوجود خاموش اور متین ہونے کی اس کی ہر ادا دلکش ہے۔ وہ فنون لطیفہ سے خاص دلچسپی رکھتی ہے۔ اور اب اطالی زبان نہایت روانی سے بولتی ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ یہ نمبر ۲۹ کو انگلی پر نچا سکتی ہے۔ کیونکہ جو عورت معمولی حالت سے نکل کر ملکہ بن جائے۔ وہ جو کچھ کرے کم ہے۔ لیکن وہ بظاہر جاہ دولت اور مرتبہ کی متلاشی نہیں معلوم ہوتی۔ تاہم یہ وقت خاموشی کا نہیں۔ ضرور کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے۔

اگر یہ شادی ہو گئی۔ تو اُس کا انجام معلوم ہے۔ کیونکہ شادی کا پہلا نتیجہ اولاد ہوتی ہے۔ آپ نے گزشتہ ڈاک میں ایک ہی صورت سمجھی تھی۔ الٰہی کہ حضور ساحل کیمپل مکالام برخوردار ہوں۔ میں نے اپنے پچھلے مراسلہ میں اشارہ کیا تھا۔ کہ نمبر ا نمبر ۲۹ کے مزاج میں دخیل ہے۔ مگر اس کا جواب جو حضور نے دیا۔ اس سے اس امر کی تصویر حیرت بنا دیا۔ حضور نے تحریر فرمایا۔ کہ اگر نمبر ۲ عقد کرنا چاہتا تھا۔ تو کسی انسان کو حق نہیں۔ کہ اُسے اس ارادہ سے باز رکھے۔ اس کے متعلق میں یہ عرض

کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ کہ حضور نے آزاد خیالی کی حد ہوگئی۔ معاف کیجئے۔ حضور محض تقدیر اور اتفاقی واقعات پر اعتماد کئے بیٹھے ہیں (دینی امور) کارروائی کو پسند نہیں کرتے۔ جو ملک میں خفیف سی بدنظمی کا بھی باعث ہو۔

خادم تسلیم کرتا ہے۔ کہ حضور کے یہ خیالات۔ خالص حب الوطنی۔ نیک نفسی۔ اور اعلے ایثار پر مبنی ہیں۔ لیکن معاف کیجئے کہ فطرت انسانی ان سے مطابقت نہیں رکھتی۔

خادم تخفیف تصدیعہ عرض کرتا ہے۔ اور التجا کرتا ہے کہ آپ اسے سب سے زیادہ وفادار خادم تصور کریں۔ میں حضور کے ہر حکم کی تعمیل کے لئے بسر وچشم حاضر ہوں۔ جو ارشاد ہوگا۔ اس کی تعمیل کر دنیا۔

راقم

نمبر ١٧

اپنے فسانہ کے طباع ناظرین کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ کہ نمبر ١ سے مراد الفرانسڈنی اور نمبر ٩ سے گرینڈ ڈیوک ہے۔ اور اس خط کا راقم ہمارے دوست کونٹ الفرڈوی کا ایک وفادار مشیر ہے۔

ان خطوط کے خلاصے بلیک چیمبر میں رکھ لئے گئے۔ اور سفیر نے ہدایت کی کہ ان کی نقول وزیر خارجہ کی خدمت میں بھیجی جائیں۔

تیرھواں باب
دیوالیوں کی عدالت

نائٹنس مہاجن کا نام دیوالیوں کی فہرست میں داخل ہوئے بیالیس روز گذر چکے ہیں۔ اور آج عدالت دیوالہ میں اس مقدمہ کے متعلق باقاعدہ تحقیقات ہونے والی ہے۔

کمشنر عدالت کرسی پر بیٹھا ہے۔ اُس کے سامنے حساب کی کتابوں۔ رجسٹروں۔ اور قانونی کتب کا ڈھیر لگا ہوا ہے۔ کئی وکیل اور بیرسٹر بھی مقدمہ کی پیروی کے لئے موجود ہیں۔ سرکاری وکیل بھی معہ کاغذات کے حاضر عدالت ہے۔ ان کے علاوہ دو تین سو قرضخواہ بھی افسردہ صورت بنائے حاضر عدالت اور اپنی قسمت کے فیصلہ کے منتظر ہیں۔

گواہوں کے کٹہرے سے کچھ دور کونٹ الفرڈوی ٹہل رہا ہے۔ مگر اُس کے تیور بگڑے ہوئے ہیں۔

ٹھیک گیارہ بجے ایک شخص نے یہاں پہنچکر اس بے جان جسم کو متحرک کیا۔ اسے دیکھ کر

ایک شخص بولا" لو دیوالیہ کا تجارتی امین آگیا"۔

یہ شخص مسٹر گرین وڈ کے سوا کوئی اور نہ تھا۔ جو نہایت نفیس سوٹ بوٹ پہنے مطمئن صورت بنائے مسکراتا ہوا عدالت میں داخل ہوا۔ اور اپنے واقفوں سے دو دو باتیں کیں۔

ایک شخص سے مخاطب ہوکر اس نے کہا" آہا مسٹر شاٹلس ہیں۔ کہئے مسز شاٹلس۔ اور آپ کا بچہ تو اچھا ہے"۔

یہ سن کر بیچارہ شاٹلس ہکا بکا رہ گیا۔ اس غریب کو آجتک شادی کرنے کی توفیق نہ ہوئی تھی۔ مسٹر گلک صاحب کی مزاج پرسی ان الفاظ میں کی گئی" کہئے آپ کا مزاج تو اچھا ہے میں آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ ماشاءاللہ آپ کا جسم تو ہاتھی کو بھی مات کرتا ہے"۔ حالانکہ یہ غریب بالکل دبلا پتلا آدمی تھا۔

مسٹر گرین وڈ نے مسٹر جاہورس کی پھبتی ان الفاظ میں اڑائی" فرمائیے۔ کیا حال ہے ہنڈیوں کے نرخ میں غالباً تبدیلی نہیں ہوئی۔ ٹاملنسن نے تمہیں تو کچھ زیادہ نقصان نہیں پہنچایا"۔

غریب جاہورس سرد آہ بھر کر بولا" ہائے میرے تین ہزار پونڈ!"

گرین وڈ نے نہایت لاپروائی سے جواب دیا" اوہ! تین ہزار پونڈ بھی کچھ حقیقت رکھتے ہیں۔ اتنا روپیہ ایک سٹہ میں کمایا جاسکتا ہے"۔

پھر وہ دوکس کو دیکھ کر بولا" کہئے آپ کا آنا کس طرح ہوا۔ شاید تماشا دیکھنے آئے ہو مگر یار اس طرح وقت ضائع نہ کیا کرو"۔

مسٹر ٹلمٹ کو دیکھ کر اس نے کہا" آہا آپ بھی موجود ہیں۔ واللہ تمہیں دیکھ کر دل ہرا ہوگیا تمہارا چہرہ کہے دیتا ہے کہ آجکل خوب وارے نیارے ہوتے ہیں"۔

غریب ٹلمٹ مارے رنج و غم کے سوکھ کر کانٹا ہو رہا تھا۔ گرین وڈ کے الفاظ سے جل ہی تو گیا۔

الغرض گرین وڈ اسی ہی باتیں کرتا سرکاری امین کی میز کے قریب جا پہنچا۔ اور ایک کرسی پر قبضہ کر لیا۔

اسوقت سررشتہ دار نے چلا کر کہا" دیوالیہ کہاں ہے؟"

ٹاملنسن نے عدالت کے سامنے آکر حاضری دی۔ گرین وڈ نے کمشنر عدالت کے چہرہ پر ایک نظر ڈالی۔

اسوقت ٹاملنسن کا چہرہ غم و فکر کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ سب سے بڑی فکر اس بارہ میں تھی کہ کہیں مائیکل نرنشٹ موشا کیطرح نہ آدھمکے۔ اور ساری قلعی کھول دے۔ مگر یہ خوف بالکل بے معنی تھا۔

ٹاملنسن کا بیان شروع ہوا۔ اس سے بہت سے سوالات پوچھے گئے۔ جن کے جواب میں اُس نے کہا "کہ عدالت کو معلوم ہے۔ خزانچی بنک کی کتابیں اور رجسٹر لے کر فرار ہو گیا ہے۔ پس میری یادداشت نے جہاں تک مدد دی۔ میں نے بنک کے ٹرسٹیوں کو تمام حالات سے مطلع کر دیا ہے۔"

مسٹر گرین وڈ نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے کہا "ان کا بیان قابل اطمینان ہے۔ اور قرضخواہ کو مطمئن کرنے والا ہے۔ تاہم یہ امر قابل افسوس ہے۔ کہ دیوالیہ کی باقی ماندہ جائداد اسقدر مالیت نہیں رکھتی۔ کہ روپیہ میں سے ایک پائی بھی ادا کی جاسکے۔"

یہ سُنکر ایک قرضخواہ نے منہ بنا کر کہا "دیوالیہ کا بیان اچھا اطمینان بخش ہے قرضخواہوں کو روپیہ میں سے پائی بھی نہیں ملتی۔"

گرین وڈ نے فوراً کمشنر کی جانب منہ کر کے کہا "کوئی وجہ نہیں کہ قرضخواہوں کو اسامی سے شکایت ہو۔ جب کہ اس نے اپنا تمام سرمایہ ان کے حوالہ کر دیا۔ قرضخواہوں کو تو اور شکرگذار ہونا چاہیئے۔"

یہ سُنکر ایک قرضخواہ چونک پڑا۔ اور بولا "مگر حوالہ کرنے کو اس کے پاس باقی ہی کیا تھا"

گرین وڈ بولا "جناب میں دیوالیہ کا تجارتی مشیر ہونے کی حیثیت سے آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ میز۔ کرسیاں۔ الماری۔ صندوق اور پلنگ کا دیگر سامان مسٹر ٹاملنسن نے نہایت ایمانداری سے ہمارے سپرد کر دیا ہے۔ اور ان کی فروخت سے ایک سو اُنتی پونڈ تیرہ شلنگ چھ پنس وصول ہوئے ہیں۔"

ایک قرضخواہ نے ایک ٹھنڈی سانس لیکر کہا "مگر وہ رقم کہاں ہے؟"

گرین وڈ نے جواب دیا "اس کارروائی کا تمام خرچ ادا کرنے کو تو چاہیئے" پھر گرین وڈ نے کمشنر سے مخاطب ہو کر کہا "جناب عالی مسٹر ٹاملنسن کی دیانتداری اور ایمانداری میں ذرہ برابر شک کرنا ان پر سخت ظلم کرنا ہے۔ اس لئے مجھے مسٹر ٹاملنسن کے بیان پر فیصلہ کرنے میں مطلق تامل نہیں۔"

کمشنر نے سوال کیا "مفرور خزانچی کا کچھ حال معلوم ہوا؟"

گرین وڈ نے جواب دیا "ابھی تک اس کا کوئی سراغ نہیں ملا - اگرچہ پولیس نے تلاش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا"

ایک قرضخواہ نے سوال کیا "اور مسٹر ٹاملنسن کا ذاتی سامان کہاں ہے؟"

گرین وڈ نے فوراً جواب دیا "یہ تمام سامان مالک مکان نے ضبط کر لیا - کیونکہ ایک سال سے کرایہ ادا نہیں کیا گیا تھا - اور چونکہ اس کی رقم واجب الادا کرایہ سے زیادہ نہ تھی اس لئے میں نے بمشورہ سرکاری امین اس کی مخالفت نہ کی"

اب ایک قرضخواہ کا بیرسٹر سامنے آیا - اور اس نے ٹاملنسن سے سوال کیا "آپ نے بیان کیا کہ مفرور خزانچی نے بنک سے چوراسی ہزار پونڈ کی رقم نکالی"

دیوالیہ مہاجن نے جواب دیا "ہاں"

بیرسٹر بولا "لیکن جو رجسٹر جمع خرچ کا عدالت میں پیش کیا گیا ہے - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے ذمہ دو لاکھ کا اور بھگتان باقی تھا - کیا اس کا مطلب صاف طور سے یہ نہیں کہ سرقہ کے وقت بھی آپ دیوالیہ تھے"

ٹاملنسن نے سر کھجلا کر کہا "حقیقت میں امر واقعہ یہی ہے"

بیرسٹر بولا "تو پھر آپ اس کی کوئی معقول وجہ پیش کریں"

ٹاملنسن نے جواب دیا "اس کی وجہ ظاہر ہے - یعنی یہ کہ خزانچی مدت سے مجھے لوٹ رہا اور میں نے اُسے ایماندار سمجھ کر اس سے دھوکا کھایا"

بیرسٹر نے پوچھا "تو کیا آپ یہ کہتے ہیں کہ خزانچی ہزاروں کی رقم ہر سال ہضم کر جاتا تھا"

دیوالیہ نے فی البدیہہ جواب دیا "واقعات تو یہی ظاہر کر رہے ہیں"

اب آگے بیرسٹر کو کوئی مفید مطلب پہلو نظر نہ آیا - لہذا وہ خاموش ہو رہا - اس طرح اس سے بہت سے سوالات کئے گئے - اور اُس نے برجستہ جواب دیکر تمام شک و شبہ کو رفع کر دیا - لیکن اگر ٹاملنسن کے دل کو کوئی دیکھتا - تو بالکل خون پاتا کیونکہ اس کا ضمیر اس ایماندار آدمی کی ذات پر دھبہ لگانے کے لئے اسے ملامت کر رہا تھا - جو اپنے آقا پر گویا قربان ہو گیا تھا۔

مقدمہ ختم ہوا - اور دیوالیہ کا بیان صحیح تسلیم کیا گیا - ٹاملنسن جان بچی لاکھوں پائے دل میں کہتا ہوا باہر نکلا - اور اپنے گھر کو روانہ ہو گیا -

مسٹر گرین وڈ نے صداقت نامہ پر دستخط کر دیئے - اور وہ باقی قرضخواہوں سے بھی باتیں بنا کر دستخط لے کر ہی رہا۔ اس روز یہ کاغذات گرین وڈ نے اپنے دوست ٹاملنسن کے پاس پہنچا دیئے -

شام کو مسٹر گرین وڈ نے دیوالیہ مہاجن سے اثنائے گفتگو میں مسکرا کر کہا "یار خوب بچے۔ اب تم دوسری جون بدلنے والے ہو - ۱۲ روز میں تمہارا صداقت نامہ لارڈ چانسلر اور عدالت نگرانی کے ملاحظہ سے گذر کر باضابطہ طور پر رجسٹری ہو جائے گا - اور اسوقت میں تمہیں ایک ہزار پونڈ قرض دوں گا جس پر صرف بیس فیصدی سود لیا جائے گا - اس رقم کے ذریعہ سے تم ہنڈیوں کی دلالی کی دوکان کھول سکتے ہو - دیکھو میں نے تمہارا معاملہ کو کیسی خوش اسلوبی سے انجام دیا - عدالت بھی چون و چرا نہ کر سکی - میں نے سامان فرنیچر بھی بچا لیا"

ٹاملنسن نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر کہا "اگر تم اجازت دیتے تو میں یہ سامان ضرور اپنے قرضخواہوں کو دیدیتا - اس سے کچھ تو ان کی اشک شوئی ہو جاتی"

گرین وڈ جھنجھلا کر بولا "یہ خیال فضول ہے - دنیا کا کام اس طرح نہیں چل سکتا - اگر ذرا سی کوشش سے کوئی چیز ہمارے قبضہ میں رہ سکے - تو اسے ہرگز ہاتھ سے نہ کھونا چاہئے مالک مکان نے تمہارا سامان فرضی طور پر اس لئے قرق کیا تھا - کہ قرضخواہوں کے منہ میں پانی نہ بھر آئے - چنانچہ وہ مطلب حاصل ہو گیا - اور اب یہ سامان تمہیں مل جائیگا"

ٹاملنسن کا دل اس گفتگو سے شگفتہ نہیں ہوا چنانچہ وہ غمگین لہجہ میں بولا "میرا دل اسوقت تک بیقرار رہیگا - جب تک بوڑھے خزانچی کا مجھے پتہ معلوم نہ ہو گا - آہ اُس نیک بوڑھے نے اپنے آپ کو مجھ پر قربان کر دیا"

گرین وڈ نے بے پروائی سے جواب دیا "یار اس کی فکر نہ کرو - جب کبھی آ نکلے گا - اُس کی خدمت کا معاوضہ دیدینا - اس خدمت کا معاوضہ پانچ پونڈ کافی ہے"

دیوالیہ مہاجن پانچ پونڈ کے الفاظ پر چونک پڑا - اور بولا "تم مذاق کر رہے ہو"

گرین وڈ نے متانت سے جواب دیا "اس میں مذاق کی کونسی بات ہے - اچھا پانچ نہ سہی دس سہی - خیر دیکھا جائیگا - اب مجھے چلنا چاہئے - کیونکہ آج شام کو مجھے اپنی اس رائے خیال جماعت کے سامنے تقریر کرنی ہے - جس کا میں پارلیمنٹ میں نمائندہ ہوں - اچھا لو خدا حافظ - صداقت نامہ پر دستخط ہوتے ہی میرے پاس چلے آنا"

یہ کہہ کر وہ وہاں سے روانہ ہوگیا۔ اور غریب ٹاملنسن کو فکر کی الجھن میں پھنسا گیا۔

ٹاملنسن دل میں کہنے لگا "کم بخت گرین وڈ کیسا پاجی۔ اور سنگ دل ہے۔ ہمدردی تو اس کے دل میں ذرہ برابر نہیں۔ مگر وہ ہوشیاری اور عیاری کا پتلا ہے۔ اس نے کیسی چالاکی سے مجھے بدنامی اور رسوائی سے بچا لیا۔ یہ مصیبت اور کسی طرح ٹل ہی نہ سکتی تھی۔"

عین اسوقت کہ پانچ بج چکے تھے کونٹ الرٹونی اپنے مکان پر پہنچا۔ اُس کی بیوی اور بیٹی اُس کی منتظر تھیں۔ انہوں نے اس کے چہرہ پر تجسسانہ نظر ڈالی۔ مگر وہ خود سراپا یاس کی تصویر بنا ہوا تھا۔ آخر اس نے قفل خاموشی توڑا۔ "افسوس ہے مجھے جس بات کا خطرہ تھا۔ وہی سامنے آئی۔ قرضخواہوں کو روپیہ ہیں سے پائی بھی نہ مل سکی۔ بدمعاش گرین وڈ ٹاملنسن کو صاف بچا لے گیا۔ آہ جی میں تو آیا تھا۔ کہ ان بدمعاشوں کی قلعی کھول کر رکھ دوں۔ مگر اپنے رتبہ کا خیال کر کے چپ ہو رہا۔ آہ ہم برباد ہو گئے۔"

یہ سُن کر اس کی بیوی اور بیٹی کو سکتہ سا ہو گیا۔ دونوں کی زبان سے ایک ہی وقت میں یہ الفاظ نکلے "برباد ہو گئے۔ اے خدا رحم کیجیو۔"

اسابیلا نے پانچ منٹ بعد باپ کی طرف دیکھ کر کہا "نہیں ابا جان بالکل مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ ہمارے بہت سے خیرخواہ دوست ہیں۔ جو ایسے وقت ہمارے کام آ سکتے ہیں۔"

کونٹ نے مایوسانہ انداز سے جواب دیا "مگر کسی سے سوال کرنا میری حمیت اور غیرت کے خلاف ہے۔ خیر اب مصیبت آ ہی گئی ہے۔ تو اس کا مقابلہ صبر اور استقلال سے کرنا چاہئے۔ حتیٰ کہ اچھا وقت آ جائے۔ فی الحال تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا ہمیں بھول ہی گیا ہے۔ اگر کہیں کیسل سکالا میں وہ شادی ہو گئی۔ تو غضب ہی ہو جائیگا۔"

اُس کی نیک بیوی نے جواب دیا "مجھے گرینڈ ڈیوک سے ایسی حماقت کی امید نہیں۔ بس ہم لوگوں کو دور سے نظر آنے والی خیالی مصیبتوں سے اسقدر نہ گھبرا جانا چاہئے۔"

کونٹ نے چمک کر کہا "گر صاحب اور خلیفہ اس کی تصدیق نہیں کرتے۔ بعض دفعہ میرے دل میں خیال آتا ہے کہ اپنے وفادار دوستوں کی صلاح پر عمل کر دوں۔ مگر۔۔۔"

اسابیلا آبدیدہ ہو کر بولی "پیارے ابا اس بات کا خیال ہی نہ کیجیے۔ کیا آپ اپنی جان کو خطرہ میں ڈال دیں گے۔ جو مجھے اور اماں جان کو اس قدر عزیز ہے۔ میں نہیں خیال کرتی

کہ آپ اپنے پیارے وطن کو خانہ جنگی کی مصیبت میں پھنسا ہوا دیکھ سکیں گے - میری رائے تو یہ ہے کہ ہمیں اس مصیبت کا مقابلہ دل کھول کر کرنا چاہئے - ہماری حالت ہمیشہ یکساں نہیں رہے گی - اگر خدا ہے - اور یقیناً ہے تو ضرور ہمارے اچھے دن آئیں گے۔"

کونٹ اپنی بیٹی کو پیار کی نگاہوں سے دیکھ کر بولا "اسابیلا تم فرشتہ ہو واقعی فرشتہ ہو - تم نے مجھے میرے فرائض سے آگاہ کر دیا - مجھے غلط راستہ سے ہٹا دیا۔"

کونٹ کی بیگم بولی " یہ مصیبت ہمیشہ نہیں رہے گی - کبھی نہ کبھی اچھا زمانہ ضرور آئے گا - مگر اب ہمیں یہ عالیشان مکان چھوڑ کر ایک معمولی سا مکان لے لینا چاہئے - خدا کا شکر ہے - کہ ہم مقروض نہیں۔"

یہ سن کر کونٹ کے منہ سے بے اختیار آہ نکل گئی اور وہ بیقرار ہو کر بولا "آہ تمہیں اس مصیبت کی تو خبر نہیں - میرا ایک نہایت عزیز دوست - جو ہمیشہ میری مدد کرتا رہا - اور میرے تمام منصوبوں میں شریک تھا - پچھلے دنوں ایک معاملہ کی وجہ سے لندن میں ماخوذ ہو گیا - اور میری ہمدردی اور مروت اسے مصیبت میں نہ دیکھ سکی - چنانچہ میں نے نقد ضمانت دیکر اُسے چھڑا لیا - مگر اب قرضخواہوں کا مجھ پر سخت تقاضا ہے۔"

بیگم نے پوچھا "یہ رقم کس قدر ہو گی؟"

کونٹ نے جواب دیا "ایک ہزار آٹھ سو پونڈ۔"

یہ سنکر اسابیلا بول اُٹھی "ابا جان - یہ رقم تو اتنی بڑی نہیں - آپ ناحق پریشان نہ ہوں - یہ تو میرے زیورات اور کپڑوں کی فروخت سے . . ."

کونٹ اُس کا فقرہ پورا ہونے سے پہلے ہی بول اُٹھا "میری بھولی بیٹی ہمارا تمام سرمایہ بھی اسکے لئے کافی نہیں ہو سکتا - خیر اب ہمیں اس عالیشان مکان کو خیرباد کہہ دینا چاہئے - اگرچہ روح کو صدمہ ہوگا - مگر ہم تینوں کے ایک جگہ رہنے اور سچی محبت سے یہ مصیبت کسی قدر ہلکی ہو جائیگی۔"

کونٹ کی بیوی نے گلوگیر آواز میں جواب دیا "میرے پیارے جہاں تم ہو - وہیں ہم ہیں - ہمیں اگر تمہارے ساتھ قید میں بھی جانا ہو - تو وہ بھی منظور ہے۔"

اسابیلا بولی "اور جہاں آپ دونوں - وہیں میں - آپ کی خوشی میری خوشی - اور آپ کا رنج میرا رنج ہے۔"

کھانے کا وقت ہو چکا تھا - سب کھانے کی میز پر گئے - کونٹ کے چہرہ سے خوشی اور اطمینان

کے آثار مفقود تھے لیکن اس نے محض اپنی بیوی اور بیٹی کی خاطر کھانا زہر مار کیا۔ ورنہ لقمہ حلق سے نہ اُترتا تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر اُس نے اسابیلا سے اس طرح خطاب کیا۔

"پیاری بیٹی ذرا کوئی نظم تو سناؤ" یہ سُنکر اسابیلا نے ایک نظم نہایت دلکش سروں میں الاپی۔ جس میں ایک شاعر نے حب وطن اور عشق حقیقی کے ترنم خیز خیالات پیش کئے تھے۔ نظم ختم ہوئی ہی تھی۔ کہ ایک ملازم نے آکر کہا "کوئی صاحب مسٹر جانسن آپ سے ملاقات کرنے آئے ہیں"۔

نوکر کو جواب دینے سے پیشتر آنے والے صاحب اندر آ پہنچے۔ اس طرز عمل نے کونٹ اور اس کی بیٹی اور بیوی کو حیران کر دیا۔

آنے والے نے کونٹ سے سوال کیا "جناب ہی کا اسم مبارک کونٹ الٹرانی ہے؟"

کونٹ نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے کہا "فرمایئے کیا کام ہے؟"

مسٹر جانسن نے جواب دیا "میں مسٹر رالف وکیل کے پاس سے آرہا ہوں۔ انہوں نے ..."

کونٹ قطع کلام کر کے بول اُٹھا "شاید آپ مجھے یہ اطلاع دینے آئے ہیں۔ کہ وکیل صاحب نے مہلت منظور کر لی؟"

جانسن بولا "نہیں جناب یہ بات نہیں۔ بلکہ میں عدالت سے آرہا ہوں۔ اور یہ ایک ہزار آٹھ سو پونڈ کی ڈگری میرے پاس موجود ہے۔ یہ رقم عنایت ہو۔ ورنہ مجھے وارنٹ کی تعمیل کرنی ہوگی"۔

کونٹ نے چونک کر سوال کیا "کیا آپ مجھے قید خانہ میں لے چلنے کے واسطے آئے ہیں؟"

جانسن نے ڈھٹائی سے جواب دیا "آپ کو صرف دیوانی قید میں رہنا ہوگا۔ جہاں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ گھر سے زیادہ آرام ہوگا۔ ہاں آپ کہیں آجا نہ سکیں گے"۔

یہ سُنکر کونٹ اپنی بیوی اور بیٹی سے بولا "جس وقت کا اندیشہ تھا وہ آپہنچا۔ یہ صاحب عدالت دیوانی کے پیادے ہیں۔ جو میری گرفتاری کے لئے آئے ہیں۔ اور اب ان کے ساتھ جانے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں۔ خدا کے لئے تم اپنے دلوں کو مضبوط رکھو"۔

یہ سُنکر کونٹس اور اسابیلا کے سر دل پر گویا بجلی گری۔ دونوں زار زار رونے لگیں۔ اسابیلا بولی "ہائے آپ کہاں چلے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ چلیں گی"۔

مسٹر جانسن نے ارشاد فرمایا "مس صاحب آپ کل آکر ان سے مل سکتی ہیں۔ آپ لوگوں کو اجازت ہے کہ صبح دس بجے سے لیکر ۹ بجے رات تک ان کے پاس رہیں۔ آپ کے ساتھ اسقدر اور بھی رعایت کی جا سکتی ہے۔ کہ ساڑھے دس بجے تک وہاں رہیں۔ لیکن تھوڑا اسا خرچ برداشت کرنا پڑے گا۔"

یہ سنکر اسابیلا بولی "ابا جان کل ٹھیک دس بجے میں اور اماں جان آپ کے پاس آجائیں گی مگر آہ یہ درمیانی وقت خدا جانے کیسی دقت سے گذرے گا۔"

کونٹ کی بیوی بولی "پیارے شوہر اب مجھے اجازت دیجئے کہ میں کیسل سکالا کے سفیر سے مل کر . . . "

کونٹ نے قطع کلام کر کے کہا "نہیں ہر گز نہیں - ابھی ابھی تو ہم نے عہد کیا تھا۔ کہ مصیبت کو صبر اور استقلال کے ساتھ برداشت کرینگے۔"

بیگم بولی "آپ سچ فرماتے ہیں۔ معاف کیجیئے۔ ہائے ہجوم غم نے میرے ہوش و حواس کھو دئے۔"

کونٹ نے اُسے ان الفاظ میں تسلی دی "بیگم اپنے مرتبہ اور درجہ کا خیال رکھو۔ خدا ایک دن ان تمام مشکلات کا خاتمہ کر دے گا۔"

یہ کہکر کونٹ نے بیوی اور بیٹی کو روتے دھوتے چھوڑا اور عدالت کے سپاہی کے ساتھ چل دیا۔

چودھواں باب مصیبت کا ساتھی

جس روز کونٹ الٹریلی گرفتار ہوا۔ اس کے کوئی ایک ہفتہ بعد ایک دوپہر کو ایک نازنین فرائز او ڈپر دکھائی گئی۔ یہ مجسم حسن۔ مجسم شان۔ اور سراپا ناز تھی۔ لباس کی سادگی بھی اس کی عالی خاندانی کو چھپانے میں کامیاب نہ ہوئی تھی۔

ہمارے ناظرین سمجھ گئے ہونگے کہ یہ نازنین اسابیلا کے سوا کوئی اور نہیں۔ عین اسوقت سامنے سے ایک سرو قد نوجوان آتا ہوا دکھائی دیا۔ جو نازنین کو دیکھ کر ٹھٹکا۔ پھر اس کے قریب آکر اس طرح مخاطب ہوا "کون پیاری اسابیلا! خدا کا شکر کہ اس نے اتفاقیہ طور پر ہمیں پھر

بلا دیا۔"

اسابیلا بولی "رچرڈ! اس عرصہ میں بہت سے واقعات رونما ہوئے۔ آہ میرے والد ..."

رچرڈ نے گھبرا کر قطع کر کے کہا "کیوں۔ کیوں آپ کے والد کیسے ہیں؟ خیریت تو ہے؟"

اسابیلا نے آبدیدہ ہو کر جواب دیا "وہ قید خانہ میں ہیں۔"

یہ سُنکر رچرڈ چونک پڑا "آہ قید خانہ! کیا تم وہیں جا رہی ہو۔ اچھا آؤ تھوڑی دور میں تمہارے ساتھ چلوں۔ ہاں مگر سارے حالات تو بتاؤ۔"

اسابیلا نے مصیبت کی تفصیل ان الفاظ میں کی "آپ بھولے نہ ہونگے۔ کہ میرے والد ماجد نے ایک بہت بڑی رقم مسٹر گرین وڈ کو دی تھی ..."

اتنا سُن کر رچرڈ آپے سے باہر ہو گیا۔ اور بولا "الٰہی جب کسی کی مصیبت کا ذکر سنا۔ اُس بدمعاش کا نام اس کے ساتھ ضرور آیا۔ خبیث۔ پاجی۔ کمینہ کہیں کا!"

اسابیلا بولی "مجھے ٹھیک واقعات تو معلوم نہیں۔ لیکن اتنا جانتی ہوں۔ کہ ٹاملنسن مہاجن نے یہ رقم اپنے ذمہ لیکر گرین وڈ کو بالکل سبکدوش کر دیا۔"

رچرڈ بول اٹھا۔ اور چونکہ ٹاملنسن دیوالہ نکال چکا تھا۔ لہذا آپ کے والد کی رقم ضائع ہو گئی۔"

اسابیلا نے جواب دیا "جی ہاں یہی ہوا۔ اور ایک اور رقم ادا نہ ہونے کی وجہ سے وہ دیوالی قید میں ہیں۔ افسوس!"

رچرڈ نے اس واقعہ پر سخت افسوس کا اظہار کیا۔ پھر دریافت کیا کہ "اس واقعہ کو کتنا عرصہ گذرا ہے؟"

اسابیلا نے بتایا "ایک ہفتہ۔"

رچرڈ بولا "ہائے آپ کی اماں جان نے کیونکر یہ صدمہ برداشت کیا ہوگا؟"

اسابیلا نے جواب دیا "اُن کے دشمنوں کی طبیعت علیل ہے۔ اس لیے میں اکیلی جا رہی ہوں۔ ورنہ وہ بھی ساتھ ہوتیں۔ ہم نے وہ پہلا مکان بھی چھوڑ دیا۔ اور اب ایک چھوٹے سے مکان میں بلیکفرائرز کے قریب رہتے ہیں۔"

رچرڈ نے شکایتاً کہا "پیاری اس حادثہ کو ایک ہفتہ گذر گیا۔ اور تم نے مجھے اطلاع نہ کی

مجھے اس کا افسوس ہے ۔ ۔ ۔ ۔ "

اسابیلا نے جواب دیا " لیکن آپ کو اس کی وجہ معلوم ہے ۔ مجھے یقین تھا ۔ کہ تم انہیں مفید صلاح دے سکتے ہو ۔ مگر وہ اپنے کسی دوست سے بھی مدد لینا نہیں چاہتے ۔ آہ ! وہ زیادہ عرصہ قید خانہ کی مصیبت برداشت نہیں کر سکتے "

رچرڈ بولا " یہ ساری مصیبت اس بدمعاش گرین وڈ ہی کی پیدا کی ہوئی ہے ۔ آہ خدائے تعالےٰ اُس سے کیسا انتقام لے گا "

یہ دونوں باتیں کرتے قید خانہ کے دروازہ تک جا پہنچے ۔ اس وقت اسابیلا بولی " اب مجھے اجازت دیجئے "

رچرڈ نے ایک سرد آہ بھر کر اُسے خدا حافظ کہا ۔ پھر کہا " کاش میں اس وقت تمہیں خوش پاتا ۔ پیاری اسابیلا چوبیس گھنٹہ میں سے ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گذرتا ۔ کہ تمہاری پیاری صورت میری آنکھوں سے اوجھل ہوئی ہو "

اسابیلا نے آبدیدہ ہو کر جواب دیا " درست ہے ۔ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے ۔ میرے دل کو بھی اگر کوئی چیز اطمینان دلانے والی ہے ۔ تو محض تمہارا خیال ۔ مگر آہ یہ وقت ان باتوں کے لئے موزوں نہیں ۔ اچھا خدا حافظ "

یہ کہکر وہ چلی گئی ۔ اور جیل کے پھاٹک میں داخل ہو گئی ۔

رچرڈ چند منٹ تک وہاں تصویر حیرت بنا کھڑا رہا ۔ بعد ازاں اس خواب سے چونکا ۔ اور قید خانہ ہی کی جانب روانہ ہوا ۔

وہاں پہنچکر کونٹ کے معاملات کی تفصیل ایک عہدہ دار سے دریافت کی ۔ معلوم ہوا ۔ کہ ایک ہزار آٹھ سو پونڈ کا قرضہ اس کے ذمہ ہے ۔ اور وہ اسکی علت میں ماخوذ ہے ۔ یہ معلوم کر کے وہ شہر کو چل دیا ۔

اب راستہ چل تو رہا تھا ۔ مگر کسی اور ہی خیال میں محو تھا ۔ چنانچہ وہ اپنے دل سے باتیں کر رہا تھا " کونٹ اٹھارہ سو پونڈ میں اس بلا سے اور پیاری اسابیلا اس غم سے بچائی جا سکتی ہے ۔ مگر وہ تو کسی دوست سے مدد مانگنا بھی نہیں پسند کرتا ۔ لیکن کیا میں اسکے لئے کچھ نہیں کر سکتا ؟ ضرور ۔ مجھے کچھ کرنا چاہئے ۔ ہاں میں اپنی جائداد کی کفالت پر روپیہ قرض لے کر اسے اُسے چھڑا سکتا ہوں ۔ لیکن چونکہ پہلے ہی جائداد مکفول ہے ۔ اور اس رقم

کا بہت سا حصہ خرچ ہو چکا ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ میری جائداد کی آمدنی صرف چھ ہزار پونڈ سالانہ رہ جائے گی"۔

تھوڑی دیر میں وہ کہنے لگا "کچھ پروا نہیں۔ میں کونٹ اور پیاری ہما بیلا کو ضرور اس مصیبت سے نجات دلانے والا ہونگا"۔

وہ یہ عہد کر کے اپنے مشیر قانونی کے دفتر میں پہنچا۔ اور دو ہزار کا قرضہ لینے کی خواہش ظاہر کی۔

جواب ملا "کاغذات چار روز سے پہلے طیار نہیں ہو سکتے۔ اس لئے رقم بھی چار روز بعد ہی ملے گی"۔ اس نے یہ کام وکیل کے سپرد کر دیا۔ اور خود اپنے مکان کو روانہ ہوا۔ اور اسے اس نیک کام کے انتظام سے اس قدر خوشی ہوئی۔ جس قدر ایک شریف انسان کو اپنے کسی ابنائے جنس کی خدمت سے ہو سکتی ہے۔

چوتھا روز آگیا۔ رچرڈ اپنے مشیر قانونی کے دفتر میں آیا۔ اس نے دستخط کر کے رقم اسکے حوالہ کر دی۔ مگر نوجوان کو معنی خیز نگاہوں سے دیکھا۔ اس کے معنے یہ تھے کہ رچرڈ فضول خرچ ہو گیا ہے۔

لیکن اس اثنا میں نوجوان بول اٹھا "براہ کرم آپ میرے ساتھ گاڑی میں تشریف لے چلیئے۔ مجھے آپ کی امداد کی ضرورت ہے"۔

مسٹر ڈائسن نے چلنے پر رضامندی ظاہر کی اور دریافت کیا کہ "کیا کہیں دور چلنا ہے؟"

اس کے جواب میں رچرڈ نے کہا "نہیں وہ جگہ ایسی دور نہیں۔ دیوانی قید خانہ تک چلنا ہے۔ آپ ذرا دفتر میں چلے جائیے۔ اور یہ دریافت کیجئے۔ کہ کونٹ الٹروی کس قدر رقم کا مقروض ہے"۔

گاڑی چل کر قید خانہ سے کچھ فاصلہ پر ٹھیری۔ مسٹر ڈائسن اندر گئے۔ اور واپس آکر اطلاع دی۔ کہ "کونٹ کے ذمہ ایک ہزار آٹھ سو اکیس پونڈ قرضہ ہے"۔

یہ سنکر رچرڈ بولا "اس کے علاوہ شاید کچھ سرکاری فیس خرچہ وغیرہ بھی ہو"۔

وکیل نے کہا "صرف چند شلنگ"۔

لیکن رچرڈ نے کہا "تو یہ رقم ادا کیجئے اور کونٹ کو رہا کرا دیجئے"۔

یہ سن کر وکیل تھوڑی دیر کے لئے تصویر حیرت بن گیا۔ پھر بولا "صاحب جو کچھ آپ کر رہے ہے

ہیں۔ کیا اس کی نسبت آپ نے غور کر لیا ہے؟"

رچرڈ نے اثبات میں جواب دیکر کہا" مہربانی کر کے اب اس میں دیر نہ کیجئے۔"

وکیل بولا" مگر دو ہزار پونڈ کی رقم۔ نہایت معقول رقم ہے۔"

رچرڈ نے جواب دیا" میں جانتا ہوں۔ مگر اب دیر نہ کیجئے۔"

وکیل ازراہ ہمدردی کہنے لگا" آپ نے اس کی ضمانت تو لے لی ہوگی۔"

رچرڈ نے کہا" بالکل نہیں۔"

یہ سنکر وکیل بولا" تو مجھے پہلے ضمانت نامہ کی تکمیل کرانی چاہیئے۔"

رچرڈ نے کہا" اس کی ضرورت نہیں۔ بلکہ آپ میرا نام ہی نہ لیں۔ اور چپ چاپ قیدی کو مصیبت سے چھڑا لیں۔"

وکیل بولا" مجھے آپ کو اس کام سے باز رکھنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ تاہم میں دوستانہ کہتا ہوں کہ . . ."

رچرڈ بولا" میں آپ کی خیرخواہی کا ممنون ہوں۔ لیکن یہ کام کرنا ضروری ہے۔ اسلئے اب تاخیر نہ کیجئے۔ تشریف لے جائیے"

یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کہ وکیل نے پہلے تو رچرڈ کو محض فضول خرچ سمجھا تھا۔ مگر اب سوچنے لگا۔ یہ شخص تو احمق اور پاگل ہے۔ مگر اسے انکار کرتے نہ بنی۔ اور وہ قید خانہ کیطرف چلا۔

رچرڈ گاڑی میں بیٹھا ہوا خوشی کے خواب دیکھ رہا تھا۔ کہ جب کونٹ قید خانہ سے باہر نکلے گا۔ تو پیاری اسابیلا کا غنچہ دل شگفتہ ہو جائے گا۔ اس نے گاڑی سے سر نکالا۔ تو دو لیڈیوں کو سر جھکائے ہوئے قید خانہ کیطرف جاتے دیکھا۔ یہ اسابیلا اور اس کی ماں تھی۔

کوئی پاؤ گھنٹہ کے بعد مسٹر ڈائسن واپس آیا۔ اور اس نے اطلاع دی کہ" تمام معاملہ کا فیصلہ ہو گیا۔ اور پانچ منٹ بعد کونٹ قید خانہ سے نکل آئیں گے۔"

یہ سنکر اُس کا اطمینان ہو گیا۔ اور اس نے کوچبان کو چلنے کا حکم دیا۔

جس وقت اسابیلا اور اس کی ماں قید خانہ میں پہنچی۔ تو کونٹ کچھ کاغذوں کو اُلٹ پلٹ کر رہا تھا۔ ان کو دیکھ کر خیریت پوچھی۔ پھر دریافت کیا کہ تمکو کوئی خط تو کہیں سے نہیں آیا؟"

اس کی بیوی نے اس سوال کا جواب نفی میں دیا۔ اور سوال کیا کہ" آخر آپ نے

رہائی کی کیا تجویز سوچی؟"

کونٹ نے جواب دیا "کوئی تجویز ذہن میں نہیں آتی - صرف خدا کی تائید غیبی کی امید ہے اگر اسوقت مسٹر آرم سٹرانگ زندہ ہوتے - تو اُن سے روپیہ مانگ بھی سکتا تھا - لیکن اور کسی سے قرض لیتے تو مجھے شرم آتی ہے"

اس اثنا میں دروازہ پر کھٹ کھٹ کی آواز ہوئی - کونٹ نے آنکھ اٹھا کر دیکھا - تو سامنے کپتان ڈیبرا اور سر جیری بوئس کھڑے ہوئے تھے -

کپتان بولا "میرے معزز دوست - کیا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں - یہ سچ ہے - اگر سچ ہے تو میری اس کپتانی کو آگ ہی لگ جائے"

سر جیری نے کانپ کر کہا "ہائے یہ تو سچ نکلا - ہم تو سمجھے تھے کہ کسی دشمن نے یہ خبر اڑا دی ہے"

کونٹ بولا "نہیں آپ نے جو کچھ سنا - وہ صحیح ہے" -

کپتان نے پوچھا "مگر آپ کے ذمہ قرض کس قدر ہے؟"

کونٹ نے جواب دیا "ایسا کچھ زیادہ نہیں - بات یہ ہے کہ مجھے ایک سفید پوش بدمعاش نے دھوکا دیا - جس کا یہ افسوسناک نتیجہ ہوا"

اس جواب سے کونٹ کا مطلب اُسے ٹالنا تھا -

یہ سن کر اور دو منٹ ٹھیر کر کپتان صاحب بولے "خوش قسمتی سے اسوقت ہم سب یہاں موجود ہیں - اس لئے ہمیں بے تکلفی سے اپنا مافی الضمیر کہہ دینا چاہئے - سر جیری بھی موجود ہے مگر اس کا عدم وجود برابر ہے - کونٹ صاحب آپ کی مصیبت کا آسانی سے خاتمہ ہو سکتا ہے اگر نہ ہو تو میں جوانی میں مر جاؤں - جناب والا آپ کے خاندان کی میرے دل میں جگہ ہے چچا جان نے جب سے آپ سے تعارف کرایا ہے - مجھے جناب سے نیاز حاصل ہے"

اس بے معنی تمہید سے کونٹ گھبرا گیا - چنانچہ وہ خشک لہجہ میں بولا "آخر آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟"

کونٹ کے سوال کا جواب نہ دیکر کپتان صاحب سر جیری سے اڑ گئے "ارے دانت کیوں نکالتا ہے - اُلو کہیں کا اس میں ہنسنے کی کونسی بات ہے"

سر جیری نے سن کر کہا "کیا آپ مجھ سے فرماتے ہیں"

کپتان صاحب بگڑ کر بولے "تجھ سے نہیں تو اور کس سے - بیٹا ذرا تمیز سیکھو" پھر وہ کونٹ سے مخاطب ہوا "ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا - کہ آپ کے خاندان اور آپ کی صاحبزادی اسابیلا کو میں بڑی عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں - واللہ میں ان کی پرستش کرتا ہوں پس اگر آپ مجھے اپنی فرزندی میں قبول فرمالیں" - تو چوبیس گھنٹہ کے اندر اندر یہ تمام مصیبت دور ہو جائے"۔

یہ سنکر کونٹ نے اپنے دل میں بڑے ہی پیچ و تاب کھائے - پھر بگڑ کر بولا" یہ کیا بیہودہ گوئی ہے - خیر اس دفعہ تو میں معاف کرتا ہوں - مگر آیندہ ایسا کلمہ زبان سے نکالا - تو مجھ سے برا کوئی نہیں"۔

اس کے جواب میں کپتان صاحب کچھ کہنا چاہتے تھے کہ کونٹ نے ایک ڈانٹ بتا کر خاموش کر دیا۔

چند منٹ تک بالکل خاموشی رہی - لیکن اس اثنا میں دروازہ کھلا - اور دارو غہ جیل نے آکر کونٹ سے کہا" مبارک ہو کہ آپ رہا کر دیئے گئے"۔

کونٹ نے حیران ہو کر کہا" رہا کر دیا گیا! نہیں نہیں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے"۔

داروغہ جیل نے کہا" ایک جنٹلمین نے جنھوں نے اپنا نام پوشیدہ رکھا ہے - آپ کے قرض کی پائی پائی ادا کر دی - اُن کا وکیل آکر تمام روپیہ دے گیا - اور اب آپ بالکل آزاد ہیں - چاہے جس طرف تشریف لے جاسکتے ہیں"۔

ملی جلی خوشی اور حیرت سب پر چھائی ہوئی تھی - خود کونٹ کو حیرت تھی - کیونکہ جو کچھ ہوا - وہ بالکل اُنکی توقع کے خلاف تھا - اس کا شبہ کپتان کی طرف تھا - لیکن اس نے ایسے لہجہ سے انکار کیا - کہ کونٹ کا اطمینان ہو گیا۔

اسابیلا کا دل جانتا تھا - کہ اُسے اور اس کے والدین کو کس نے قید غم سے رہائی دی ایک نام اس کی زبان پر آتا تھا - مگر وہ زبان سے اُسے نکال نہیں سکتی تھی - البتہ اُس کا دل رچرڈ مار کھم کے شکریہ سے معمور تھا۔

پندرھواں باب — الین اور ولالہ

اس کے بعد رچرڈ اس خیال میں پڑ گیا کہ خرچ میں تخفیف کی جائے۔ چنانچہ اس نے اپنے بوڑھے خانساماں سے مشورہ کیا۔ اُس نے اپنی عادت کے مطابق اپنے انداز خاص میں رچرڈ کو ملامت کی۔ پھر کہا کہ "میں اپنے بارے آپ کو سبکدوش کرتا ہوں" مگر طے یہ ہوا۔ کہ جالنورڈ کو علیحدہ کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ علیحدہ کر دیا گیا۔ اور وہ دوسری جگہ ملازم ہو گیا۔

رچرڈ نے اپنی اصلی حالت کو الین اور مسٹر منرو سے مخفی رکھنا چاہا۔ مگر کامیاب نہ ہوا۔ الین سارے معاملہ کو تاڑ گئی۔ مگر خاموش رہی۔ وہاں باتوں باتوں میں ایک روز رچرڈ سے اس امر کا ضرور اشارہ کیا۔ لیکن رچرڈ نے اس کا اطمینان کرانا چاہا گو اس کا اطمینان نہ ہوا۔ اور تھوڑی سی آرزو پیدا کرنے کی فکر ہوئی۔ اگر فردیعہ کہ رچرڈ کے اخراجات میں جلد کمی ہو۔

اب اس کیلئے یہ سوال حل کرنا باقی تھا۔ کہ وہ کیا کرے۔ اور یہ آسان نہ تھا۔ سلائی کے کام سے بہبودی کا خیال رکھنا فضول سا تھا۔ اسی طرح کئی خیال آئے۔ مگر وہم بن گئے۔ مصور بت تراش اور عکاس کے ہاں جانیکے خیال نے اسکو چونکا دیا مگر مین ڈگی وہ خیال کو بتقاضائے غیرت سے باز رہی۔ پھر اُسے وہ بوڑھی ولالہ یاد آئی۔ جس سے پہلے سابقہ پڑ چکا تھا۔ اور جس کے ذریعہ وہ پہلے سنگ تراش۔ مصور۔ اور عکاس کے ہاں پہنچی تھی۔ اور آخر کار یہی وجہ اُس کی بے آبروئی کی ہوئی تھی۔ اُس نے ہر چند کوشش کی۔ کہ ایسی بڑھیا صورت پھر نہ دیکھے۔ مگر ایک بھی پیش نہ گئی۔ اور اسے وہاں جانا ہی پڑا۔

راستہ بھر حیرت انگیز خیالات اُس کے دل میں گزرتے رہے۔ آخر وہ ان خیالات میں محو منزل مقصود پر جا پہنچی۔ اسوقت یہ بڑھیا گوشت پکا کر جس کی خوشبو تمام محلہ میں پھیلی ہوئی تھی۔ آہستہ سے کھانے کو بیٹھ گئی تھی۔ کہ اس اثنا میں الین وہاں جا پہنچی۔ اور اندر بلائی گئی۔ بڑھیا نے شک کیا کہ کوئی غریب ہمسایہ اس کے لذیذ کھانے میں حصہ لینے آیا ہے۔ الین کو دیکھ کر وہ خوش ہو گئی۔ کیونکہ وہ سمجھی۔ یہ سونے کی چڑیا میرے جال میں پھنسنے آئی ہے۔ یہی سوچکر اُس نے الین سے کہا "میں عرصہ سے تمہاری منتظر تھی"۔

یہ سُن کر ایلین نے اظہار حیرت کرتے ہوئے اس سے کہا "میری منتظر؟ اُس کا مطلب کیا؟"

بڑھیا بولی "تعجب نہ کرو۔ میں خوب جانتی ہوں تمہیں میری مدد کی ضرورت ہوگی۔ چنانچہ اب تم یقیناً اسی واسطے آئی ہو۔"

ایلین نے اُس کی تائید کی۔ اور کہا "میرے لئے کوئی کام بتاؤ۔"

بڑھیا نے پوچھا "مگر تم کس قسم کا کام چاہتی ہو؟"

ایلین نے سوچ سوچ کر جواب دیا "میں اس بارہ میں کیا کہوں میں اس وقت کھانے کپڑے کی تو محتاج نہیں ہوں۔ البتہ اپنے بوڑھے باپ اور اپنے نیک سرپرست کا جو غریبی کی حالت میں بھی ہماری مددگار رہے ہاتھ بٹانا چاہتی ہوں۔"

بڑھیا نے ایک للچائی ہوئی نظر ایلین کے چہرہ پر ڈال کر کہا "تم جیسی حسینہ جمیلہ کو کس بات کی محتاجی! تمہارے دوست۔ تمہارے بےنظیر حُسن اور دلربا اداؤں پر ہزاروں اشرفیاں نثار کر سکتے ہیں۔"

یہ سنکر ایلین کے تیور بگڑ گئے۔ مگر کام نکلنا تھا۔ اس لئے سینہ پر ہاتھ رکھ کر بولی "یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ خدا نے مجھے کس قدر حسن دیا ہے۔ مگر میں اپنی طبیعت کے موافق کوئی کام چاہتی ہوں۔ سنگ تراشوں اور مصوروں سے تو تنگ آگئی ہوں۔"

یہ سنکر بڑھیا دیر تک کچھ سوچتی رہی۔ پھر بولی "کیا تمہاری جیب میں کچھ روپیہ ہے؟"

ایلین نے سچائی سے جواب دیا "ہاں تین پونڈ موجود ہیں بس یہی میری دولت ہے" یہ کہکر اُس نے بٹوا کھول کر بڑھیا کے سامنے کر دیا۔

اس بٹوے کو بڑھیا للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ کر بولی "تمہاری خواہش کے مطابق ہم کام بتا سکتی ہوں۔ مگر اس کی فیس تین پونڈ ہوگی۔"

ایلین نے پوچھا "مگر کام کس قسم کا ہے؟"

بڑھیا نے جواب دیا "تھیٹر کے اندر ناچنا ہوگا۔ ایک ناٹک کمپنی کو ضرورت ہے۔"

ایلین دیر تک اس سوال پر کچھ غور کرتی رہی۔ پھر بڑھیا سے کہنے لگی "تمہاری تجویز تو معقول ہے۔ مگر اس میں خرابی یہ ہے کہ جب یہ خبر میرے باپ تک پہنچے گی۔ تو وہ زندہ درگور ہو جائیگا۔"

بڑھیا بولی "سٹیج پر تم کو کوئی پہچان نہیں سکتا - اور ہرگز تمہارا راز افشا نہ ہوگا سٹیج کا لباس - اور ادا تمہیں کچھ اور ہی بنا دے گی - بخدا تم سٹیج کے لئے بہت ہی موزوں ہو - میں تصور کی آنکھ سے دیکھ رہی ہوں - کہ انسان تمہاری شمع رخسار پر پروانہ بنے ہوئے ہیں "

رفتہ رفتہ ایلن اس تجویز پر رضامند ہو گئی - مگر بولی " مجھے ناچنا نہیں آتا "

بڑھیا نے بے پروائی سے جواب دیا " اس کا کوئی ہرج نہیں - کیونکہ وہ لوگ خود بخود تمہیں سکھا لیں گے - علاوہ ازیں تمہارا بے نظیر حسن اس کمی کو پورا کر سکتا ہے "

ایلن نے اپنی تین اشرفیاں بڑھیا کے حوالہ کر دیں - اور اس نے اسے ایک ناٹک کمپنی کا پتہ بتا دیا - گویا تین پونڈ بس اتنی سی بات کی فیس تھے -

ایلن یہاں سے چل دی - اور راستہ بھر سچے دل سے دعا مانگتی گئی - کہ اے خدا پھر اس منحوس بڑھیا کا چہرہ نہ دکھانا -

---

سولھواں باب ناٹک کی زندگی

اس واقعہ کے اگلے ہی روز ایلن تھیٹر میں جا پہنچی - اور مالک کمپنی سے ملاقات کی - اس نے ایلن کے حسن و جمال کو للچائی ہوئی نگاہوں سے دیکھا - اور نہایت اخلاق سے پیش آیا - مگر کہنے لگا " مس صاحبہ جلسہ رقص میں ناچنا اور چیز ہے - اور سٹیج کا ناچ کچھ اور - یہاں کافی مدت تعلیم میں صرف ہوتی ہے - بہت کم عورتیں ایک ماہ میں - اور بعض ۶ ماہ میں یہ فن سیکھ لیتی ہیں - لیکن بعض کو برسوں میں بھی نہیں آتا - یہ بات محض قابلیت اور محنت پر موقوف ہے - اگر آپ نے بھی محنت سے کام لیا تو چند روز میں ناچ آ جائیگا "

ایلن نے جواب دیا " میں پوری محنت کرنے کو تیار ہوں - آگے جو تقدیر کرے "

یہ سُن کر مالک کمپنی بولا " غالباً آپ معاش سے بے فکر ہونگی - معاف کیجئے اس سے میرا یہ مطلب ہے کہ تنخواہ کام شروع کرنے پر دی جاتی ہے "

ایلن نے کہا " خدا کے فضل سے میں امیر گھر کی ہوں - آپ اس کی فکر نہ کریں "

مالک کمپنی کہنے لگا " اپنی نیکی بدی کی آپ ذمہ دار ہیں - میرا کام یہ ہے کہ میں اپنے

مطلب کی حسین لیڈیاں اپنے کام کے لئے انتخاب کر لوں۔ اور پھر ان کی تعلیم کا انتظام کروں تاکہ مجھے فائدہ ہو۔"

ایلین نے سوال کیا" مجھے تعلیم کون دے گا؟"

مالک نے کہا" کمپنی کا ڈائرکٹر جو سب کو تعلیم دیتا ہے۔ جب آپ کل تشریف لائیں گی۔ تو تعلیم شروع کر دی جائے گی۔"

معاملہ طے ہو گیا۔ اور ایلین خوشی خوشی گھر واپس گئی۔ کہ روزی کمانے کی ایک راہ تو کھلی مالک کمپنی بھی اپنی جگہ پر خوش تھا کہ ایسا گوہر گرانمایہ اس کے ہاتھ آیا۔

ایلین باقاعدہ تعلیم میں شریک ہونے لگی۔ ڈائرکٹر کی ہدایات کو اس نے اپنے دل پر نقش کر لیا۔ ناچ سیکھنے میں جان توڑ کوشش کرنے لگی۔ حتیٰ کہ دو ہی ہفتہ کے اندر اعلیٰ درجہ کا ناچ سیکھ لیا۔ جسے دیکھ کر مالک کمپنی بھی دنگ رہ گیا۔ اور اس نے پیش گوئی کی۔ کہ جب ایلین سٹیج پر قدم رکھے گی۔ تو اس کی کامیابی اور ایکٹرسوں کے لئے قابل رشک ہوگی۔ ایلین نے مالک کمپنی کی ہدایت اور مشورہ سے سٹیج کے لئے ایک نیا نام تجویز کیا۔ یہ نام مس ہیلینا [illegible] تھا۔ جو خوشنما ہونے کے علاوہ اپنے اندر امیرانہ پن رکھتا تھا۔

کمپنی میں رہ کر ایلین کو تجربہ ہوا کہ تقریباً تمام ایکٹروں اور ایکٹرسوں کے ایسے ہی فرضی نام ہیں۔ اور وہ نہایت ہی شاندار ہوتے ہیں۔ اس نے یہ بھی محسوس کیا۔ کہ سٹیج کی دنیا ایک علیحدہ اور نرالی دنیا ہے۔ ہر متنفس خود غرض۔ اور خود ستائی کا پتلا ہے۔ ان کی شان شہزادوں اور شہزادیوں سے کم نہیں۔ وہ لوگ اپنا سلسلہ نسب اور خاندانوں سے چسپاں کرتے تھے بعض کے رشتہ دار نہایت اعلیٰ عہدہ پر ممتاز رہتے۔ اور یہ محض اپنے شوق سے سٹیج پر آئے تھے۔

غرض یہ سامان دل لگی تھا۔ جو ہمیشہ ان کا غم غلط کیا کرتا تھا۔ رات کو دن بنانا اور دن کو رات سمجھ کر سونا ان کا مشغلہ تھا۔

یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ خوبیوں سے خالی تھے۔ کیونکہ بعض کو نیک طینت اور اپنے معاصروں کا ہمدرد بھی دیکھا گیا۔

آخر وہ دن آ پہنچا۔ کہ نئی ایکٹرس اپنا کام دکھلائے۔ اس روز تھیٹر میں بہت ہجوم تھا۔ ٹریجک سے پہلے ایک کامک نقل دکھائی گئی۔ اور اس کے بعد مس ایلین رونما ہوئی۔ جس کے

حسن خداداد ہی نے تماشائین کو نقش حیرت بنا دیا۔ اور جب ناچ شروع ہوا۔ تو قیامت ہی برپا ہوگئی کسی کو تن بدن کا ہوش نہ تھا۔ ہر شخص اپنی جگہ پر محو تھا۔ ایلین ناچ نہیں رہی تھی۔ بلکہ پر سحر کر رہی تھی۔ اور ادھر خود سٹیج کی دیگر رقاصہ عورتیں اس کے حسن۔ ادا۔ اور رقص کو رشک کی نظر سے دیکھ رہی تھیں۔

چیرز کے شور سے سارا تھیٹر گونج اُٹھا۔ پھول اور گلدستے ایسی کثرت سے پھینکے گئے کہ زمین پر پھولوں کا فرش بچھ گیا۔ ناٹک کمپنی اور خود ایلین کا دل اس کامیابی سے بہت خوش ہوا۔ اور ایلین کے دل میں اس سے ایک قسم کا نسوانی مگر شریفانہ فخر پیدا ہوگیا۔

سترھواں باب ایلین اور گرین وڈ

ایلین کی کامیابی کو روز بروز چار چاند لگتے گئے۔ روپیہ کی طرف سے وہ خوشحال اور فارغ البال ہوگئی۔ کیونکہ اُسے تھیٹر سے نہایت معقول معاوضہ ملنے لگا تھا۔ اس کے وقت کا بڑا حصہ تھیٹر ہی میں گذرتا تھا۔

ایلین کا حُسن۔ اس کا کام۔ پھر اس پر یہ نہ معلوم ہوتا۔ کہ وہ کون ہے اور کہاں رہتی ہے یہ باتیں اس کی خاص شہرت کا باعث بن گئیں۔ اس کے بہت سے پروانوں نے یہ پتہ نکالنے کی کوشش کی۔ مگر بے سود۔ ان میں سے بہت سے لوگوں نے تحریری اور تقریری طور پر اس سے درخواست کی۔ اور بڑی سے بڑی رقم پیش کی۔ مگر اس پری کو کوئی تسخیر نہ کرسکا اور اس کی نیکوکاری اور عفت و پاکبازی نے اسے اور بھی مشہور کر دیا۔ ہر زبان پر اُس کا نام چڑھا ہوا تھا۔

اس درمیان میں بڑی مشکل سے وہ وقت نکال کر ڈاکٹر ونٹ ورتھ کے ہاں گئی۔ اور بچہ کو دیکھ کر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کیا۔ وہ اسے دیکھ دیکھ کر خوش ہوتی تھی۔ مگر اُسے اس بات کا افسوس تھا۔ کہ یہ اپنے باپ کے نام سے منسوب نہیں ہوسکتا۔ گرین وڈ کی بے رخی یاد آتی۔ تو اس کے دل کو بڑا صدمہ ہوتا تھا۔ مگر ڈاکٹر کی بیوی اس کے زخمی دل پر مرہم کا پھاہا رکھا ہی تھی۔

شام کا وقت اور کھیل شروع ہونے والا تھا۔ کہ کمپنی کا منیجر ایلین کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ ایک صاحب تم سے تخلیہ میں ملنا چاہتے ہیں۔ یہ سنکر وہ اپنے کمرہ رقص گاہ میں گئی

جونہی وہاں پہنچی۔ دیکھا کہ مسٹر گرین وڈ ڈٹے ہوئے ہیں۔

وہ ایلین کو دیکھ کر مسکرایا اور بولا "دراصل میرا خیال درست نکلا۔ کل رات تمہیں تھیٹر میں دیکھ کر یہ خیال میرے دل میں پیدا ہوا تھا۔ مگر ایسی زندگی تم نے کیوں اختیار کی؟"

ایلین نے جواب دیا "ایک خاص ضرورت سے ہمارے محسن رچرڈ مارکھم کی حالت اب ایسی نہیں رہی۔ کہ ہم باپ بیٹی اُس پر بوجھ ڈال سکیں۔ اور اس کی حالت کی اس تبدیلی کو تم خوب جانتے ہو۔ خیر میں نے ذریعہ معاش پیدا کرنے کے لئے تھیٹر میں آنا پسند کیا۔"

گرین وڈ نے کسی قدر حیرت کا اظہار کر کے جواب دیا "لیکن تمہیں چاہئے تھا۔ کہ ان باتوں کی مجھے اطلاع دیتیں۔ میں ایک چٹکی میں ساری مشکلات دور کر سکتا تھا۔"

یہ سن کر ایلین نے پرجوش لہجہ میں کہا "قیامت کا بھی سامنا ہو۔ مگر میں تمہاری بندۂ احسان نہ ہونگی۔ بچہ کی پرورش کی مجھے فکر تھی سو اس کا تم نے انتظام کر دیا۔ اور میں اس سے شرمندہ نہیں۔ کیونکہ وہ تمہارا ہی بچہ ہے اور تم پر اسیقدر حق رکھتا ہے جس قدر مجھ پر۔ باقی رہی میری مدد کی صرف یہی صورت تھی۔ کہ تم مجھے اپنی بیوی تسلیم کرتے۔ لیکن تم نے میری منتوں کا ذرا خیال نہ کرتے ہوئے انکار کر دیا۔ اس لئے میں نے قطعاً فیصلہ کر لیا کہ مجھے بھیک مانگنا پڑے۔ مگر تمہارے سامنے دست سوال دراز نہ کروں گی۔ خدا کا شکر ہے کہ میں اپنی اس نئی زندگی میں خوش ہوں۔ اور مجھے خاصی کامیابی ہوئی ہے۔"

گرین وڈ کی نگاہیں تو جھک گئیں۔ مگر ڈھٹائی سے بولا "مگر کیا مارکھم اور تمہارا باپ اس بات سے واقف ہیں؟"

ایلین نے نفی میں جواب دیکر کہا "اگر انہیں معلوم بھی ہو جائے۔ تو محنت میں عار ہی کیا ہے؟"

گرین وڈ نے پوچھا "بچہ کیسا ہے۔ اُس کی پرورش تو خوب ہو رہی ہے؟"

ایلین نے جواب دیا "خدا کے فضل سے اچھا ہے۔ اُس کی پرورش قابل اطمینان طریق سے ہو رہی ہے۔"

اس اثنا میں اس کی گرین وڈ سے چار آنکھیں ہوئیں۔ اور اس کا دل اُمنڈ آیا۔ اس کو بچہ کا خیال ہے۔ اس خیال سے ایلین کا دل۔ گرین وڈ کی محبت سے بھر گیا۔ اور یہ بات گرین وڈ کی تیز نظر سے نہ چھپ سکی۔ اس نے ایلین کے ہاتھ کو دبایا۔ جس کا گویا ایلین

کو احساس ہی نہ تھا۔ اس عالم میں گرین وڈ نے اس کے لب لعلیں پہ مہر محبت لگانے کا ارادہ کیا۔ مگر ایلین چونک پڑی۔ اور علیحدہ جاکر گرین وڈ کو حیرت اور ندامت کی نظر سے دیکھنے لگی

گرین وڈ بولا" اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ اگر میں نے اپنے بچہ کی ماں سے محبت کا اظہار کردیا۔ یہ قدرتی بات نہیں"؟

ایلین نے چمک کر کہا" کہاں بچہ کی ماں!! وہ عورت جس کو تم نے رسوائی کی زندگی بسر کرنے کے لئے چھوڑ دیا ہے!"

گرین وڈ کہنے لگا" ان گذرے ہوئے جھگڑوں کو چھوڑو۔ اور مجھے پھر ملامت کا نشانہ نہ بناؤ"

ایلین نے جھنک کر کہا" یہ ناممکن ہے۔ کیونکہ تم اب تک اپنی سابقہ روش پر قایم ہو۔ اور آیندہ بھی اپنی وضعداری کو قایم رکھوگے!"

گرین وڈ بولا" کیا تم نہیں جانتیں کہ میں ہزار جان سے تم پہ فدا ہوں۔ اور تمہارے لئے سب کچھ کرنے کو تیار رہوں۔ پھر میری جان میرے ساتھ ایسی بے اعتنائی کیوں کرتی ہو؟ خیر اب میری ایک بات غور سے سنو۔ شہر سے قریب ہی ایک خوشنما بنگلہ ہے جو نہایت دلکش چمن کے درمیان واقع ہے۔ یہ فروخت ہونے والا ہے۔ اگر تم کہو تو اُسے تمہارے لئے خرید لوں۔ اس کا بیعنامہ بھی تمہارے ہی نام سے لکھا یا جائے گا۔ بس اُس میں تم ہوگی۔ یہ تمہارا شیدا اور ہماری محبت"۔

ایلین نے جواب دیا" یہ باتیں فضول ہیں۔ میں کہہ چکی کہ ہم دونوں کو صرف کلیسا ہی باہم ملا سکتا ہے"!

گرین وڈ بولا" پیاری عشق و محبت کا لطف نکاح میں کہاں۔ یہ تکلف کی رسم بے معنی سی ہے"!

ایلین کہنے لگی" میں تمہاری اس چال میں نہیں آسکتی۔ ہاں اپنے بچے کی خاطر تمہاری بیوی بننے کو تیار ہوں۔ لیکن کوئی طاقت مجھے بے حیائی کی زندگی بسر کرنے پر آمادہ نہیں کرسکتی" یہ کہتے کہتے وہ وہاں سے چلدی۔ اور گرین وڈ دیکھتے کا دیکھتا رہ گیا۔ اس واقعہ کے ایک ہفتہ بعد ایلین کو ایک خط ملا۔ یہ تھیٹر کے پتہ پر اسم کے فرضی نام ہی سے آیا تھا۔ اُس کا مضمون حسب ذیل تھا۔

ایک شخص جو آپ کا دم بھرتا ہے۔ مگر جو اپنے مطلب کے لئے سب کچھ کرسکتا ہے۔ آپ کو زبردستی

لندن سے باہر چلے جانیکا عزم بالجزم کر چکا ہے۔ وہ آپ کے مکان کو بیچنا ہے۔ اور یہ بھی جانتا ہے کہ آپ کرایہ کی گاڑی سے اپنے مکان سے کچھ فاصلہ پر اُترا کرتی ہیں۔ وہ مکان کو بدیل جاتے وقت آپ پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر آپ اس راز کو کسی سے ظاہر نہ کیجئے۔ کیونکہ اگر آپ سے ذرا بھی بے احتیاطی کی۔ تو میں آیندہ ایسی بدمعاشیوں کا سدباب کرنے کے ناقابل ہو جاؤں گا۔ اور پھر کسی کی مدد نہ کر سکوں گا۔

خط کی تحریر سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کا راقم کوئی غیر ملکی شخص ہے۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ایلین مضمون پڑھ کر کانپ اُٹھی۔ تاہم وہ سمجھ گئی۔ کہ یہ سب کارستانی گرین وڈ کی ہے مگر وہ حیران تھی۔ کہ یہ اطلاع کس خیر خواہ نے بھیجی۔ بہتیرا دماغ لڑایا۔ مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ اور صرف اسقدر فیصلہ کر سکی۔ کہ اب گاڑی کو مکان تک لے جایا کروں گی۔

ایلین نے اپنی طویل غیر حاضری کا سبب اپنے گھر میں یہ بتایا تھا۔ کہ میں ایک امیر خاندان کی لڑکیوں کو پیانو بجانا سکھاتی ہوں۔

اٹھارھواں باب رچرڈ مارکھم بحیثیت ناٹک نویس کی حیثیت میں

گوشۂ الزہ فی کی عین وقت پر امداد کرنے سے رچرڈ مارکھم کو جسقدر خوشی ہوئی۔ اُس کا اندازہ کرنا آسان نہیں۔ اسوقت سے وہ تصنیف و تالیف کے دریا میں کود پڑا۔ چنانچہ اس نے ایک ناٹک لکھنا شروع کیا۔ اور چند روز کی مسلسل محنت سے اُس کو درجہ تکمیل تک پہنچایا اب اس نے ناٹک کے مسودہ کو فرضی نام سے ایک ناٹک کمپنی کے مالک کے پاس بھیجدیا۔ اس کی رسید جو رچرڈ کو ملی۔ اس میں تحریر تھا" آپ کا ناٹک خوب ہے۔ میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں ذراسی تبدیلی کے بعد سٹیج پر کھیلا جا سکتا ہے۔ مہربانی کر کے آپ مجھ سے آکر ملیں"۔

رچرڈ نے مالک کمپنی سے ملاقات کی۔ وہ بڑی عزت سے پیش آیا۔ اور کہنے لگا" اگرچہ آجکل لوگ ٹریجیڈی کو پسند نہیں کرتے تاہم میں آپ کا ناٹک کھلانے کو تیار ہوں۔ لیکن پہلے قیمت کا معاملہ طے ہو جانا چاہئیے"۔

رچرڈ نے صداقت سے جواب دیا" میں اس بارہ میں کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ اور اس کا فیصلہ آپ ہی پر چھوڑتا ہوں"۔

منیجر بہت اصرار کرتا رہا۔ کہ رچرڈ کوئی رقم معین کرے۔ مگر اس نے بار بار اپنے پہلے ہی جواب

کو دہرایا - آخر منیجر نے پچاس پونڈ دیے - جو شکریہ کے ساتھ قبول کر لئے گئے - منیجر نے یہ بھی کہا کہ جب آپ کا کھیل ہوگا - اور بصورت کامیابی آپکو ہر رات کے پانچ پونڈ دیئے جایا کریں گے -

رچرڈ نے اس فیاضی پر اس کا شکریہ ادا کیا - اور پچاس پونڈ لے کر رسید لکھ دی شرائط نامہ پر بھی دستخط کر دیئے - اور واپس اپنے گھر کو روانہ ہوا -

---

انیسواں باب — ناٹک کا کھیل

آج رات رچرڈ مارکھم کا نیا ناٹک کھیلا جانیوالا ہے - رچرڈ آموختہ دہرانے کے موقعوں پر بہت کم شریک تھا - کیونکہ اس کی ضرورت ہی نہ تھی - اس کے علاوہ اب تک یہ خیال اس کے دل میں جما ہوا تھا - کہ جب تک میرا کھیل پاس نہ ہوگا - پبلک کو اپنا نام نہ بتاؤں گا - تماشا کے اشتہار میں بھی یہی انتظام کیا گیا - خود مالک تھیٹر کو مصنف کا اصلی نام اور پتہ معلوم نہ تھا کیونکہ رچرڈ نے اپنا نام پریسٹن ظاہر کیا تھا -

ابھی کھیل کے شروع ہونے میں ایک گھنٹہ باقی تھا - اس وقت رچرڈ مارکھم منڈوے میں بیٹھا مالک کمپنی سے گفتگو کر رہا تھا - چنانچہ وہ بولا "مسٹر پریسٹن! ابھی ابھی آپ کے ناٹک کی قسمت کا فیصلہ ہونیوالا ہے"

رچرڈ نے پوچھا "مگر آپ کی رائے تو اب تک اس کے متعلق اچھی ہے؟"

مالک کمپنی نے جواب دیا "میرے نزدیک کامیابی میں کوئی شک نہیں - میں نے سینری وغیرہ کی تیاری میں دل کھول کر روپیہ لگایا ہے - دوسرے کامیابی کا ایک اور ذریعہ بھی میرے پاس ہے یعنی مس سلینا فٹزہربرٹ رقاصہ اس ایکٹرس کا حسن اور اس کا کام آپ کے کھیل کو لے اڑیگا"

رچرڈ نے کہا "میں نے اُس کا نام تو سنا ہے مگر دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا - ہاں تو اسکا پارٹ کونسے ایکٹ میں ہے؟"

مالک کمپنی نے جواب دیا "تیسرے ایکٹ میں" -

کھیل شروع ہوا تو رچرڈ تمام تماشائیوں میں پہنچا تاکہ اسے اپنے ناٹک کے متعلق تمام رائے معلوم ہو سکیں -

آج تھیٹر میں شائقین کی غیر معمولی بھیڑ تھی۔ بانکے سجیلے مرد اور حسین و جمیل عورتیں جمع تھیں۔

کھیل کا افتتاح گانے سے ہوا۔ اس کے بعد اصلی ناٹک شروع ہوا جس نے پہلے تو حاضرین کو تصویر حیرت بنا دیا۔ مگر چند منٹ کے بعد تحسین و آفرین کے شور اور چیرز سے تمام سٹیج گونج اُٹھا۔ پہلے ایکٹ کے ختم ہوتے ہی صاف نظر آنے لگا۔ کہ کھیل ضرور پاس ہو جائے گا۔

اس وقت گویا رچرڈ کی قسمت کا فیصلہ ہونے والا تھا۔ اس لئے اُس کا دل جذبات دوگونہ سے بھرا ہوا تھا۔ وہ امید وبیم کے طلاطم میں تھا۔ جو رائیں اس کھیل پر رائے زنی کر رہی تھیں۔ ان سے تعریف و توصیف سنکر رچرڈ کا دل ہاتھوں بڑھ رہا تھا۔

دوسرا ایکٹ بھی نہایت دلچسپی کے ساتھ ختم ہوا۔ جوں جوں کھیل آگے کو چلتا گیا۔ اسکی دلچسپی بڑھتی گئی۔ ذرا ذرا سی دیر بعد چیرز کا شور ہوتا تھا۔ اور ترقی کرتا جاتا تھا۔

تیسرے ایکٹ میں مس سلینا فٹز ہربرٹ سٹیج پر آئی۔ لوگوں نے پُرزور چیرز دیئے اور نہایت جوش کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا۔ اس پر اسقدر پھول برسائے گئے۔ کہ سٹیج پر پھولوں کا فرش بچھ گیا۔ رچرڈ نے اس ایکٹرس کو نہایت غور سے دیکھا۔ اور بالآخر اسے شبہ ہو گیا۔ کہ یہ مس منرو تو نہیں۔ رفتہ رفتہ اس کا یہ شبہ حقیقت سے بدل گیا۔ اس نے قریب بیٹھے ہوئے ایک شخص سے دوربین لیکر اس ایکٹرس کے چہرہ کو بغور دیکھا۔ اور اس کا یقین پختہ ہو گیا۔ اُس کی آواز نے اس کی مزید تصدیق کر دی۔ تماشائیوں سے گفتگو کرنے پر اسے یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ یہ نام اس عورت کا فرضی ہے۔ اور دو ڈھائی مہینے سے ہی اس نے کام شروع کیا ہے۔ یہ حالات بھی اس امر کی تصدیق کرتے تھے۔ کہ وہ مس منرو کے سوا اور کوئی نہیں۔

وہ زیادہ بے چین ہوا۔ تو وہاں سے اٹھکر پردہ کے قریب گیا۔ اور اس ایکٹرس کو بالکل نزدیک سے دیکھا۔ مگر گھبرا جانے کے خیال سے اس کے سامنے نہ ہوا۔ اس علم نے رچرڈ کو ایسا ناراض نہیں کیا۔ جیسا ایلین سمجھے بیٹھی تھی سو وہ سمجھ گیا کہ اس غریب نے محض وجہ معاش کے خیال سے اس کام کا آغاز کیا۔ تاہم اسے افسوس تھا۔ کہ اس نے کوئی اور کام کیوں نہ شروع کیا۔ کیونکہ وہ اس کی مشکلات سے ناواقف تھا۔

کھیل کی دلچسپی دمبدم بڑھ رہی تھی۔ ایک فرد واحد بھی مخالفانہ نکتہ چینی نہ کرتا تھا۔ اسی حالت میں ڈرامہ پانچویں ایکٹ تک جا پہنچا۔ ایلین کا حسن اور کام اور بھی قیامت برپا

کرسکتا تھا۔ چنانچہ اسی زور شور کے ساتھ پانچویں ایکٹ کا بھی خاتمہ ہوا۔

اب مارکھم اُٹھ کر سٹیج کے اندر گیا۔ مگر جس شخص سے اول اس کی چار آنکھیں ہوئیں وہ ایمن تھی۔ وہ اسے دیکھ کر تصویر حیرت بن گئی۔ مگر اس نے اسے تسلی دی۔ اثنائے گفتگو میں جب ایمن کو معلوم ہوا۔ کہ یہ ناٹک رچرڈ ہی کا لکھا ہوا ہے تو اُسکی حیرت کی کچھ انتہا نہ رہی گفتگو بہت مختصر ہوسکی اور ایکٹرس کو بلا لیا گیا۔

اتنے میں تماشائیوں کی طرف سے مشترکہ آواز آئی "مس سلینا فٹزہربرٹ اور اس ناٹک کا مصنف سٹیج پر آئیں"

مالک کمپنی نے دونوں سے اس امر کی استدعا کی۔ رچرڈ نے معذرت چاہی۔ لیکن "مصنف" "مصنف" کے شور نے اسے مجبور کر دیا۔ اور دونوں کو پردہ کے پیچھے سے نکلنا پڑا ان دونوں باکمالوں کو دیکھ کر لوگوں کے دلوں میں جوش کا ایک دریا اُمنڈ آیا۔ جو زبان کے راستہ نکل کر سارے تھیٹر ہال میں پھیل گیا۔

اسوقت تھیٹر میں اسابیلا اور اس کے والدین بھی موجود تھے۔ اور ان سب کو معلوم ہوگیا۔ کہ اس اچھے سے اچھے ناٹک کا مصنف رچرڈ مارکھم ہے۔ اب مالک کمپنی آگے بڑھا اور کہنے لگا "حضرات یہ صاحب اس ناٹک کے مصنف ہیں۔ اور ان کا اسم مبارک ہے مسٹر ایڈورڈ پرسٹن ہے۔ اگرچہ خود مصنف صاحب اس امر کو اب بھی چھپانا چاہتے تھے۔ مگر یہ میرا فرض تھا۔ جو میں نے ادا کر دیا"

یہ کہکر وہ آداب بجالاکر پیچھے ہٹ گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی سارا تھیٹر اس آواز سے گونج اُٹھا "زندہ باد مسٹر پرسٹن"

عین اسوقت رچرڈ کی نگاہ اسابیلا پر پڑی۔ اور اسکا دل باغ باغ ہوگیا۔ کیونکہ وہ جس چیز کا متلاشی تھا وہ اُسے نظر آگئی۔

پبلک منتظر تھی کہ اب مصنف کچھ گوہر افشانی کرے گا۔ کہ اس اثنا میں تھیٹر میں ایک سخت اور خوفناک آواز گونج گئی "یہ جھوٹ ہے کہ اس کا نام پرسٹن ہے بلکہ ..."

اس شخص کا قطع کلام کر دیا گیا۔ سیکڑوں آدمیوں نے ایک ہی وقت میں کہا "چپ رہو چپ رہو"

ایک شخص بولا "یہ کون بدمعاش ہے اس کو یہاں سے نکال کیوں نہیں دیا جاتا"

پھر وہی خوفناک آواز آئی "اس کا نام رچرڈ وارکھم ہے۔ اور یہ جعلساز ہے" سب لوگوں نے اس پر لعنت و ملامت کی بوچھاڑ کی۔ مگر اس کی بالکل پروا نہ کر کے وہ ڈھٹائی سے پھر بولا "میں نے جو کچھ کہا بالکل سچ ہے کہ یہ رچرڈ وارکھم ہے۔ جو جعلسازی کے جرم میں دو سال کی سزا بھگت چکا ہے"

اس اثنا میں ایک لڑکی چیخ کی آواز سنائی دی۔ لوگ ادھر متوجہ ہوئے۔ تو معلوم ہوا کہ ایک حسین لڑکی کی آواز ہے جو غش کھا کر گرنے والی تھی۔ مگر اس کے والدین نے اسے سنبھال لیا۔ یہ حسن آفرین اسابیلا کے سوا کوئی اور نہ تھی۔

اب تھیٹر میں ایک ہنگامہ بپا تھا۔ اور طوفان بے تمیزی مچا ہوا تھا۔ اس آفت ناگہانی سے ہر شخص گھبرایا ہوا تھا۔ رچرڈ شکستہ کی سی حالت میں تھا۔ ایلن کی بھی تقریباً یہی کیفیت تھی۔ آخر یہ سٹیج سے ہٹ گئے اور پردہ گر گیا۔ اور اس کھیل کا خاتمہ ایسے ناگوار طریق پر ہوا۔

ابھی یہ شور ہو رہا تھا۔ ایک طرف سے آواز آئی "جس شخص نے یہ فتنہ برپا کیا۔ اُسے پولیس کے حوالہ کیا جائے"

مگر اس کے جواب میں سب سے آخری درجہ سے آواز آئی "وہ تو چلا بھی گیا"

اسی اثنا میں ایک جانب سے آواز آئی "جو الزام مصنف پر لگایا گیا ہے۔ اس کی تحقیقات ہونی چاہیئے"

اس کا دوسری طرف سے جواب ملا "اگر الزام سچ بھی ہو۔ تو اس سے ناٹک کی خوبی میں کوئی نقص نہیں آتا"

بعض نے اس خیال کے خلاف آوازیں بلند کیں۔ ایک طرف سے "شیم" "شیم" کی آواز آئی۔ غرض طوفان بے تمیزی چل گیا۔ شریفوں نے وہاں سے نکل جانے میں ہی اپنی خیریت سمجھی۔ مگر بدمعاشوں نے قیامت برپا کر دی۔ کوچوں اور کرسیوں کی کمبختی آگئی۔ ایک ایک کی تینا تین کر دی گئیں۔ مالک کمپنی کو عین وقت پر سوجھی۔ پولیس کو طلب کیا۔ اور اس نے بڑی مشکل سے یہ ہنگامہ فرو کیا۔ سب کو باہر نکالا۔ ورنہ تعجب نہ تھا۔ کہ منڈوہ کو آگ لگا دی جاتی۔

اسوقت مالک کمپنی اپنے کمرہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ رچرڈ اور ایلن بھی یہاں موجود تھے ہر شخص بجائے خود پریشان تھا۔ رچرڈ سمجھتا تھا۔ گویا اس نے کوئی خوفناک خواب دیکھا

مالک کمپنی کے چہرہ پر مُردنی چھائی ہوئی تھی۔ آخر مالک کمپنی سنبھل کر بولا "وہ دن نہایت منحوس تھا۔ جب میں نے تم سے ناٹک کا معاملہ کیا۔ تمہارا ناٹک قابلیت کا حیرت انگیز نمونہ ہے۔ مگر اس سے پبلک کی بدگمانی دور نہیں ہو سکتی۔ ایسی نمایاں فتح اور پھر ایسی شکست فاش میں اسقدر کم فاصلہ کبھی نہیں دیکھا گیا۔ مگر اس میں تمہارا قصور نہیں۔ یہ میری تقدیر کی خوبی ہے جس نے میری کمپنی کو سخت نقصان پہنچایا"

رچرڈ نے غنیمت سمجھا۔ کہ مالک کمپنی کا لہجہ ہمدردانہ تھا۔ اس نے کہا "جناب من آپ نے اس کے معاوضہ میں جو پچاس پونڈ دیئے تھے۔ وہ ان چکو واپس کر دونگا"

مالک کمپنی جوش سے بولا "نہیں نہیں۔ اے شریف نوجوان میں وہ رقم ہرگز واپس نہ لونگا۔ آہ تم تو پہلو میں نہایت ہی شریف دل رکھتے ہو"

ایلین کہنے لگی "آپ بجا فرماتے ہیں۔ یہ تو فرشتہ ہیں۔ میرا باپ اور میں خود انہی کے مکان میں رہتی ہوں۔ انہوں نے ہم پر جو احسان کئے ہیں۔ اُن کو ہمارا دل جانتا ہے یا خدا مگر آج تک نہ مجھے معلوم تھا۔ کہ یہ ناٹک ان کا ہے۔ اور نہ ان کو کہ میں یہاں کام کرتی ہوں"

مالک کمپنی اس انکشاف پر اور بھی چونک پڑا۔

ان دونوں نے گھر جانیکا ارادہ کیا۔ تو مالک کمپنی نے انہیں اصلاح دی۔ کہ تم دونوں اکٹھے نہ جاؤ۔ خدا نخواستہ او دھم مچانیوالے بدمعاش تمہیں تکلیف دیں۔ یہ رائے قبول کی گئی۔ اور یہاں دونوں میں یہ بھی سمجھوتہ ہو گیا۔ کہ تھیٹر کی کسی بات کا کوئی تذکرہ مکان پر نہ کیا جائے۔

رچرڈ تھیٹر کے مخفی دروازہ سے باہر نکلا۔ اور گھر کیطرف چل دیا۔ شرم اور رسوائی اس کے تعاقب میں تھے۔ اسوقت اُسے اسا بیلا کا بھی خیال آیا۔ اور اس کے دل پر چوٹ لگی۔ آج کے تمام واقعات کا اُسے رہ رہ کر خیال آتا تھا۔ اور اس کے دل میں نشتر سے چبھنے لگتے

جب اُس نے اس خوفناک آواز پر غور کیا۔ جس نے اسے آج اس قدر رسوا کیا تھا۔ تو اُسے وہ آواز مانوس معلوم ہوئی۔ پھر اُس نے سمجھا۔ کہ یہ مُردہ فروش کی آواز تھی۔ حالانکہ وہ اُسے مردہ سمجھے ہوئے تھا۔ انہیں خیالات غم آلودہ میں بھرا ہوا وہ اپنے گھر پہنچا۔

بیسواں باب اطالوی نوکر

ایلین اپنا معمولی لباس پہن کر تھیٹر کے دروازہ سے نکلی۔ اس نے چند بدمعاشوں کو یہاں
پھرتے دیکھا۔ غالباً وہ ناٹک کے مصنف کی گت بنانے کے لئے وہاں ٹھیرے ہوئے تھے۔ مگر
وہ خوش قسمتی سے نکل چکا تھا۔ ایلین نے ان لوگوں کو دیکھ کر اپنا منہ نقاب سے چھپا لیا۔ لیکن اس
سے پیشتر ایک ایسی وضع قطع کا آدمی اُسے پہچان چکا تھا۔

دروازہ کے قریب گاڑی موجود تھی۔ گاڑیبان نے آواز لگائی "گاڑی چلے ہے"۔ ایلین جلدی
سے اس میں سوار ہوگئی۔ اسوقت مذکورہ بالا بدمعاش نے گاڑی بان کو ایک اشارہ کیا۔
اور گاڑی چل دی۔ ایلین اس سے پہلے اپنے مکان کا پتہ بتا چکی تھی۔ وہ شخص ایک دوسری
گاڑی پر سوار ہوگیا۔ جو ایلین کی گاڑی کے پیچھے پیچھے چل دی۔ اس میں پہلے سے ایک اور
آدمی بھی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا "کیا کام ہوگیا؟" بدمعاش نے جواب دیا "ہوگیا اور
خوب ہوگیا"۔

ایلین کا دماغ خیالات و جذبات کی جولانگاہ بنا ہوا تھا۔ آج رات کا واقعہ رچرڈ کی بیچارگی کی حالت
اس سے ملاقات۔ کامیابی میں ناکامی۔ دونوں کی قسمت کی یک رنگی۔ ان سب باتوں نے رچرڈ
سے زیادہ اُسے مغموم بنا دیا۔

اس کے بعد اُسے اپنے حالات کا تصور بندھا۔ قحبہ۔ عکاس۔ گرین ڈ۔ یکے بعد دیگرے
اُسے یاد آئے۔ اس نے روزی کمانے کے لئے سیکڑوں تدبیریں کیں۔ لیکن اب ہر طرف سے
اس کے لئے دروازہ بند ہوچکا تھا۔ جب اس محویت کا طلسم ٹوٹا۔ تو اس نے دریچہ سے سر نکال کر
باہر کے منظر پر ایک نظر ڈالی۔ رات تاریک تھی۔ تاہم ستاروں کے چراغ روشن تھے۔ سردی
زوروں پر تھی۔ کیونکہ دسمبر ۱۸۳۹ء کے آخری ایام تھے۔

ایلین کو یہ راستہ نیا معلوم ہوا جس سے وہ پریشان ہوگئی۔ سمجھا کہ گاڑی بان ضرور راستہ
بھول گیا۔ چنانچہ اس نے گاڑیبان سے یہ بات ظاہر کی۔ مگر اس نے جواب دیا "یہ آپ کے
مکان کا دوسرا راستہ ہے آپ اپنی منزل مقصود پر پہنچی جاتی ہیں"۔

تھوڑی دیر کو اس سے ایلین کی تسلی ہوگئی۔ لیکن اب جو وہ کھڑکی سے سر نکال کر دیکھتی ہے
تو ایک گاڑی اُس کے پیچھے پیچھے آرہی ہے۔ یہ دیکھ کر اس کا دل دھڑکنے لگا۔ کہ ضرور کوئی مصیبت

آنے والی ہے۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے گاڑی بان کو پھر آواز دی۔ مگر جواب ندارد۔ چند منٹ بعد خود بخود گاڑی ٹھہر گئی۔ سامنے ایک چھوٹا سا بنگلہ نظر آرہا تھا۔

دوسری گاڑی بھی آپہنچی۔ اور بنگلہ کے قریب ٹھیری۔ اب تو ایلین کے حواس باختہ تھے گھبرا کر گاڑی بان سے پوچھنے لگی۔ "کہ میں کہاں ہوں؟" اس کا کچھ جواب نہ ملا۔ اس اثنا میں ایک اجنبی آیا جس کی وضع قطع کہہ رہی تھی۔ کہ وہ یہاں کا باشندہ نہیں۔ اس نے گاڑی کا دروازہ کھول کر کہا "آپ کو یہاں اترنا ہوگا"

ایلین نے دیکھا کہ یہ شخص دراز قامت اور سیاہ لباس پہنے ہوئے تھا اسکی آنکھیں سیاہ اور روشن تھیں۔

ایلین نے حیرت سے پوچھا "میں یہاں کیوں اتروں۔ تم کون ہو مجھے کیوں اتارتے ہو؟"

اجنبی نے نرم لہجہ میں جواب دیا "آپ بالکل نہ گھبرائیں۔ آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی اس بنگلہ میں ایک صاحب آپ کے منتظر ہیں"

یہ سن کر اضطراری طور سے ایلین کے منہ سے گرین ووڈ کا نام نکلا۔ اجنبی نے کہا "ہاں وہی ہیں۔ مگر آپ ڈریں نہیں"

ایلین دل کو سنبھال کر راضی برضا ہوگئی۔ گاڑی سے اتر کر بنگلہ کے دروازہ میں پہنچی۔ جو جو انسان اسے سب سے پہلے نظر آیا۔ وہ وہی دلالہ تھی جس نے بار بار اس کو گمراہ کرنے کا قصد کیا تھا۔ اسکی منحوس صورت کو دیکھکر ایلین کے سر پر بجلی سی ٹوٹ گئی۔

بڑھیا نے اسے دیکھکر ایک قہقہہ لگایا جس سے ایلین کا دل کانپ اٹھا۔ بڑھیا اسے ایک آراستہ کمرہ میں لے گئی۔ اجنبی واپس چلا گیا۔ اور باہر جاکر گاڑی والے سے کہنے لگا "ابھی تھوڑی دیر ٹھیرو۔ تمہارا حساب کردیا جائیگا"

جو بدمعاش دوسری گاڑی میں آیا تھا۔ اجنبی نے اس سے کہا "فٹزگیرلڈ اب تمہاری مدد کی ضرورت نہیں۔ اس عورت نے بالکل مزاحمت نہیں کی۔ لہذا تم اس گاڑی سے لندن کو واپس جاسکتے ہو۔ یہ لو انعام"

بردہ فروش نے اشرفیاں اپنی جیب میں ڈال کر جواب دیا "آپکے آقا میرے جانتے ہیں۔ ان سے کہدیجئے۔ کہ جب ضرورت ہو مجھے ضرور یاد کریں۔ میں ان کا خادم ہوں"

یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

اجنبی مکان میں تو واپس آیا۔ گرین وڈ اس کا منتظر تھا۔ اُس نے اپنے آقا کو دیکھ کر کہا "سب کچھ آسانی سے ہو گیا۔ زبردستی اور تشدد کی ضرورت نہیں ہوئی۔ اور اب وہ بالکل ہمارے اختیار میں ہے۔"

گرین وڈ بولا "فلیپو مجھے تم سے پہلے ہی یہ اُمید تھی۔ ایسی گتھی کو اٹلی والے ہی خوب سُلجھاتے ہیں۔"

فلیپو نے سرِ تسلیم خم کیا۔ اور کہا "یہ حضور کی عزت افزائی ہے ورنہ غلام کس قابل ہے۔"

گرین وڈ بولا "نہیں یہ امر واقعہ ہے۔ میں نے اب تک جسقدر ایسے معاملے تمہارے سپرد کئے۔ اُن میں خاطرخواہ کامیابی ہوئی۔ اگرچہ انجام بخیر نہ ہوا۔ مگر اس میں تمہارا کیا قصور۔ خیر اب میں اس سرکش عورت کی نبض دیکھتا ہوں۔"

فلیپو نے پوچھا "گاڑی کو بھیجدیا جائے؟"

گرین وڈ نے جواب دیا "ہاں کرایہ دیکر رخصت کردو۔ آج رات تمہیں یہیں رہنا ہوگا۔"

یہ کہہ کر وہ اندر گیا۔ اور فلیپو باہر آیا۔

فلیپو نے دو اشرفیاں گاڑی بان کے ہاتھ پر رکھ کر کہا "یہ تمہارے ابتک کے کام کا انعام ہے۔ لیکن کیا پانچ اشرفیاں اور لینا نہیں چاہتے ہو؟"

گاڑیبان کی باچھیں کھل گئیں۔ اس نے ٹھیرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ فلیپو نے اسے ہدایت کی۔ کہ ان درختوں میں گاڑی کھڑی کرلو۔ گھوڑے نہ کھولنا۔ میں تھوڑی دیر میں گاڑی لینے آؤں گا۔"

گاڑی وہاں سے چلی گئی۔ اور فلیپو بنگلہ کے پھاٹک میں داخل ہوا۔

ادھر غریب ایلین کوچ پر بیٹھی ہوئی آج کی افتاد خصوصاً اسوقت کی بیکسی پر آنسو بہا رہی تھی۔ بڑھیا نے ایک بار سے زیادہ اُس سے کہا کہ وہ گرین وڈ سے ناجائز تعلق نہ رکھے مگر اس نے شان کے ساتھ بڑھیا کو ڈپٹ دیا۔ اسی اثنا میں گرین وڈ خود وہاں آپہنچا۔ اور بڑھیا وہاں سے کھسک گئی۔

ایلین اُسے دیکھ کر تیور چڑھا کر بولی "کیوں صاحب آپ نے کیا بزدلانہ اور کمینہ حرکت کی ہے؟"

گرین وڈ نے نرمی سے جواب دیا "پیاری ایلین اسقدر غصہ نہ چاہیئے"۔
ایلین چمک کر بولی "اگر آپ میں ایک ذرہ شرافت بھی باقی ہے۔ اگر آپ کے دل میں اپنے بچہ کی ماں کی برائے نام ہی محبت ہے۔ تو مجھے یہاں سے جانے دو۔ یہی صورت ہے کہ میں تمہاری آج کی اس حرکت کو فراموش کر سکتی ہوں"۔
گرین وڈ لہجہ بدل کر بولا "تم سمجھتی ہو کہ میں نے تمہارے یہاں لانے میں جو مشقت آج اٹھائی ہے وہ محض چند باتیں کرنے کے لیئے تھی۔ نہیں ہرگز نہیں میں تمہیں کیسے رخصت کر سکتا ہوں۔ تو پیاری اب میری بات غور سے سنو۔ آہ میں تم پر ہزار جان سے عاشق ہوں تم میرے دل کی مالک ہو"!
ایلین نے بگڑ کر جواب دیا "ان عیاریوں کا کوئی اثر مجھ پر نہیں ہو سکتا۔ کوئی اور پھنس جائے تو پھنس جائے۔ میں اس چال میں آنے سے رہی"۔
اس کے جواب میں گرین وڈ نے کہا "پیاری اب تم میری ہو۔ اور میں تمہارا ہوں"
ایلین بولی "میں بچہ کی خاطر تمہاری بیوی بن سکتی ہوں۔ اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں۔ اگر تم مجھے ستاؤ گے۔ تو میں ضرور تمہارا راز افشا کر دوں گی۔ تمہاری قلعی ضرور کھول کر رکھ دونگی۔ کہ یہ تمہاری دولت محض لوٹ کا مال ہے"۔
گرین وڈ نے غصہ میں بھر کر کہا "خاموش ایلین خاموش۔ کیا تو نہیں جانتی۔ کہ اگر تو نے میرا راز افشا کیا۔ تو تیرا راز بھی افشا ہو جائے گا۔ اور تو دنیا میں رسوا ہو جائیگی"۔
ایلین نے جواب دیا "مجھے اس کی بالکل پروا نہیں۔ میں اس بچہ کی خاطر غیر شریفانہ زندگی بسر کرنے پر راضی نہیں ہو سکتی۔ شاید تم نے مجھے یہاں لانے کا یہی فائدہ سمجھا ہوگا۔ مگر یہ ناممکن ہے۔ اپنے باپ اور بار کھم سے میں ڈرتی ضرور ہوں۔ مگر اسقدر نہیں کہ تمہاری عیاشی کا ذریعہ بننے پر مجبور ہو جاؤں۔ یاد رکھو اگر تم جبر پر اتر آئے تو میں ان کے قدموں پر سر رکھ کر سب کچھ کہہ دونگی"۔
گرین وڈ بولا "اگر یہ ہے تو یہی سہی۔ اگر تم اپنی ضد پر اڑی ہو۔ تو میں بھی کچا نہیں تم پر سختی تو نہ کروں گا۔ لیکن یہاں سے جانے نہ دوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ چند روز میں تم مجھ پر مہربان ہو جاؤ گی۔ بلکہ میری ہی منتیں کرو گی۔ پیاری ہمارے درمیان میاں بیوی کا نہیں بلکہ عاشق و معشوق کا رشتہ ہے پس میری تمام دولت اور میری ہر چیز تمہارے لیئے حاضر

ہے۔ جب تک یہ زمانہ نہیں آتا۔ تم اس جگہ رہوگی۔ یہ بڑھیا تمہارے پاس رہے گی تمہیں کوئی تکلیف نہ ہونے دیگی۔ اگر تم اپنے باپ کا تردد رفع کرنا چاہو۔ تو ایک رقعہ مجھے لکھ کر دیدو مگر اس میں صرف یہ ہو۔ کہ میں خیریت سے ہوں۔ مگر مقام سکونت کی اطلاع نہیں دے سکتی یہ خط علی الصباح تمہارے گھر پہنچا دیا جائیگا۔ خدا حافظ۔ تم بھی آرام کرو۔"

یہ کہکر وہ وہاں سے چل دیا۔ اور ایلین بت بنی وہاں کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔

چند منٹ کے بعد جب اُس کی محویت دور ہوئی۔ تو اُٹھکر اُس نے دروازہ بند کیا۔ پھر کھڑکی کے پاس آئی اُسے غور سے دیکھا۔ دل میں امید کی ایک شعلہ پیدا ہوئی۔ لیکن پھر مایوسی سے لبریز ہوگیا۔ سوچنے لگی کہ باہر ضرور آدمی ہونگے۔ گرین وڈ ایسا غافل نہیں۔ کہ یہ راہ گریز اس طرح کھلی چھوڑتا۔ آخر وہ مایوس ہوکر بستر پر منہ لپیٹ کر پڑ گئی۔

چند منٹ بعد اُسے کھڑکی کے باہر سے کھٹ کھٹ کی آواز آئی جس نے اسے چونکا دیا۔ چنانچہ وہ اُٹھ کر فوراً کھڑکی کے پاس آئی۔ پردہ اٹھا کر جھانکا تو یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گئی کہ باہر ایک سیڑھی لگی ہوئی ہے۔ اور وہاں وہی اطالوی نوکر موجود تھا۔

ایلین نے اُس پر ایک حیرت کی نظر ڈالی۔ پھر اس سے پوچھا "تمہارا کیا منشا ہے؟"

اطالوی نے نرمی سے جواب دیا "آپ بالکل خوف نہ کریں۔ میں آپ کی مدد کے لئے آیا ہوں۔ اور اس رقعہ کا بھی میں ہی راقم ہوں۔ میں اگرچہ گرین وڈ کا نوکر ہوں۔ اور بظاہر اُس کے احکام کی تعمیل کرتا ہوں۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس کے ہر نالایق منصوبہ کو اُلٹ بھی دیا کرتا ہوں۔"

یہ سُنکر ایلین خوش ہوگئی۔ اُس کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا "میں تم پر کامل اعتماد کرتی ہوں اور تمہاری ہر بات ماننے کے لئے تیار ہوں۔"

فلیپو بولا "آپ آہستہ سے اس سیڑھی پر سے اُتر آئیے۔"

ایلین سیڑھی سے نیچے اُتر آئی۔ اور اب یہ باغ میں تھی۔ فلیپو نے وہاں سے سیڑھی اٹھا کر دور رکھدی۔ اور ایک جانب کو روانہ ہوا۔ ایلین اس کے پیچھے تھی۔

یہ دونوں کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد کرایہ کی گاڑی کے پاس پہنچے۔ اور کہا بولا "ایف تب آزاد ہیں۔ اس گاڑی پر بیٹھ کر اپنے مکان پر تشریف لے جائیے۔"

ایلین اس کا شکریہ ادا کرنے لگی۔ تو وہ بولا "بس میری خدمت کا حقیقی شکریہ اگر آپ

تو یہی کہ اس رہائی کے راز کو مخفی رکھئے۔"

ایلین نے کہا "یہ راز قیامت تک میرے سینہ کے صندوق سے باہر نہ ہوگا۔ مگر اس شیطان کو ایسا خرشتہ خصلت نوکر کہاں سے مل گیا۔"

فلیپو بولا "اصل یہ ہے کہ میں ایک نیک دل خاتون کے حکم کی تعمیل میں ایسے انسانوں کو شیطانی جال سے بچاتا ہوں۔ جو اپنی نادانی سے اس میں آ پھنستے ہیں۔ چونکہ میرا آقا مجھ پر اعتبار کرتا ہے لہذا میں ہر بار کامیاب ہو جاتا ہوں۔ اور راز بھی افشا نہیں ہونے پاتا۔"

ایلین گاڑی پر سوار ہو گئی۔ گاڑی چل دی۔ مگر دل میں سوچ رہی تھی۔ کہ اس دیر کی وجہ کیا بیان کرونگی۔ ٹھیک چار بجے گاڑی گھر پہنچی۔ رچرڈ اور اس کا بوڑھا باپ چشم براہ تھے۔ مگر اس نے کہا "جہاں میں پیانو سکھانے جاتی ہوں۔ وہاں میری طبیعت علیل ہو گئی تھی۔ اس لئے دیر ہوئی۔"

اکیسواں باب کیسل سکالا کے واقعات

ڈائنا آرلنگٹن اپنے دنیاوی بہشت میں آسمانی زندگی بسر کر رہی ہے۔ ارل آف وارنگٹن کی شیدائیت روز بروز ترقی پر ہے۔ اسوقت خوبصورت ڈائنا ایک چھٹی پڑھنے میں محو ہے۔

یہ چھٹی الزا اسٹڈلی کی ہے۔ نہیں نہیں ملکہ کیسل سکالا کی۔ کیونکہ اب وہ ملکہ بن چکی ہے انہی واقعات کی اس میں تفصیل ہے کہ کس طرح ارکین سلطنت نے اس شادی کی مخالفت کی۔ اور انہیں معزول کر کے نئی وزارت قائم ہوئی۔ کس طرح الزا نے اپنا قید میں رہنا وغیرہ سب کچھ من وعن بیان کر دیا۔ اور گرینڈ ڈیوک نے ارل آف وارنگٹن کو چھٹی لکھ کر اس کی تصدیق کر لی۔

آخر میں اس نے لکھا کہ اگرچہ میں زمانہ کی آنکھوں میں ملکہ ہوں۔ مگر ڈائنا کی ناچیز خادمہ ہوں۔

ڈائنا کا دل مسرت سے لبریز تھا کہ نوکر نے فلیپو کے آنے کی اطلاع دی۔ جسے فوراً بلا لیا گیا۔ اس نے کہا "میں حضور کو یہ اطلاع دینے آیا ہوں۔ کہ پرسوں رات میرے آقا نے

ایک بھولی چڑیا کو اپنے پھندے میں پھنسایا تھا۔ گرین نے اُسے آزاد کر دیا۔"
ڈائنا خوش ہو کر بولی "خدا تمہیں اس نیکی کا اجر دے۔ مگر تمہارے آقا کو تو کسی قسم کا شک نہیں ہے؟"
فلپو نے جواب دیا "ہرگز نہیں۔ گرین وڈ کو جب فرار کی اطلاع ملی۔ تو کہنے لگا۔ کہ وہ بستر کی چادروں کی رسی بنا کر کھڑکی سے نکل گئی ہوگی۔"
ڈائنا بولی "مجھے خوشی ہے۔ کہ تم جس کام پر مامور ہوئے ہو اسے خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہو۔ اس پاجی کو خوب نیچا دکھا رہے ہو۔ ہاں وہاں کی کیا خبر ہے؟"
فلپو نے کہا "آج کے اخبار میں گرینڈ ڈیوک اور مارشنس آف زیانی کی یکایک شادی کا ذکر ہے۔"
ڈائنا بولی "مجھے معلوم ہے۔ مگر یہ تو کہو۔ تمہارا آقا کوئی اور سازش بھی کر رہا ہے یا نہیں۔ بخدا تمہاری باتوں سے مجھے بڑی ہی خوشی ہوتی ہے۔"
فلپو بولا "اور تو کوئی معاملہ نہیں۔ البتہ ایک روز میرے آقا اور سر روپرٹ میں کچھ جھگڑا ہوا تھا۔"
اس نام نے ڈائنا کو چونکا دیا۔
فلپو کہنے لگا "شاید میرے آقا کا اس کے ذمہ ہزار پونڈ قرضہ ہے۔ مگر تمسک پر لارڈ ٹرکارڈن کے دستخط ہیں۔ مگر جعلی یعنی سر روپرٹ کے قلم کے۔"
یہ سنکر ڈائنا تصویر حیرت بن گئی
فلپو نے اپنی تقریر کا سلسلہ جاری رکھا "میں نے سر روپرٹ کی زبان سے سنا۔ کہ گرین وڈ نے اُسے یہ طریقہ بتایا تھا۔ مگر میرا آقا اس سے انکار کرتا تھا۔ آخر میں گرین وڈ نے کہدیا۔ کہ اگر کل ۱۲ بجے تک روپیہ نہ آیا۔ تو تمہیں فوراً فوجداری کے سپرد کر دیا جائے گا۔ سر روپرٹ نے نرمی سے میعاد بڑھانے کی التجا کی۔ مگر کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ یہاں تک کہ سر روپرٹ مایوس ہو کر وہاں سے چلا گیا۔"
ڈائنا تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی۔ آخر فلپو سے بولی "تمہیں اس معاملہ میں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔"
فلپو آداب بجا لا کر رخصت ہوا

بائیسواں باب
مسٹر روپرٹ اور لیڈی کی ہار بود

لیڈی سیسیلیا اپنے محل میں مغموم بیٹھی ہے۔ معلوم ہوتا ہے اس کے سینہ میں رنج بابت کا طلاطم ہے۔ یہ صحیح ہے اسوقت اس کا دل مسٹر گرین وڈ کے شکوہ و شکایات سے لبریز ہے۔ جو کہ اب اس کے دام زلف سے نکل چکا ہے۔ اس کی وجہ اس نے یہ سمجھی کہ شاید کوئی نئی معشوقہ اس کے قبضہ میں آگئی ہے۔ اس خیال کے آتے ہی وہ حسد کی آگ میں جلنے لگی۔ اسوقت اس کے دل میں دو خیال اُٹھے۔ ایک یہ کہ گرین وڈ کو پھر اپنی کمند زلف میں پھنسائے۔ دوم اس سے انتقام لے۔ سوچتے سوچتے اُسے پہلی صورت میں ناکامی نظر آئی۔ تو وہ انتقام پر تل گئی۔

وہ انہی خیالات میں محو تھی۔ کہ مسٹر روپرٹ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اسوقت اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کہ یہ سرخی بادۂ گلرنگ کی تھی۔

وہ کرسی پر بیٹھ کر بولا "سیسیلیا میں تمہیں ایک بری خبر سنانے آیا ہوں"

سیسیلیا نے سرد مہری سے پوچھا "آخر کیا بات ہے؟"

مسٹر روپرٹ بولا "میں سخت مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ اگر کل بارہ بجے تک مجھے ہزار پونڈ نہ مل گئے۔ تو میرا ٹھکانا نہیں"

یہ سنکر سیسیلیا حقارت سے ہنسنے لگی۔

اس پر مسٹر روپرٹ نے بگڑ کر کہا "آپ میری مصیبتوں پر ہنستی ہیں۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ یہ موقع ہنسی کا نہیں ہے"

سیسیلیا بولی "مگر میں کیا کر سکتی ہوں میرے پاس تو وہ موتیوں کی مالا بھی نہیں کہ آپ اسے بیچ کر لے جائیں"

مسٹر روپرٹ بولا "بیگم یہ طعن و تشنیع کا وقت نہیں ہے۔ تم میری بدنامی اور رسوائی کی ندامت کی شریک ہو"

لیڈی سیسیلیا نے جواب دیا "کہ اگر آپ جہنم میں چلے گئے۔ تو میں رازداری سے کام لونگی۔ آپ کے دوستوں سے کہدونگی۔ کہ آپ پیرس کی سیر کو تشریف لے گئے ہیں"

یہ سنکر مسٹر روپرٹ جل ہی تو گیا۔ پھر بولا "اس مسخرہ پن کو چھوڑو۔ گو ہم کو ایک دوسرے

سے محبت نہیں۔ لیکن کیا ہم دنیاوی معاملہ میں ایک دوسرے کے مددگار نہیں ہو سکتے؟ سیسیلیا مجھے بتاؤ۔ کسی طرح ایک ہزار پونڈ کہیں سے مل سکتے ہیں۔ کل تک ان کا انتظام ہونا چاہیئے"۔

اس کا جواب سیسیلیا کی طرف سے قہقہہ کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

سر روبرٹ مایوسانہ لہجہ میں بولا "تم مجھے ضرور پاگل بنا کر چھوڑو گی"

سیسیلیا نے جواب دیا "میں یقین نہیں کرتی۔ کہ آپ کا دماغ اس درجہ کمزور ہو گیا ہے"

سر روبرٹ چمک اٹھا۔ اور بولا "ہائے تمہیں مسخرا پن کی سوجھی ہے۔ یہاں اپنی جان پر بنی ہوئی ہے۔ میری تباہی میں تو شک نہیں۔ لیکن تمہارے اچھے پر بھی تو کلنک کا ٹیکہ ضرور لگ جائیگا"۔

سیسیلیا کا لہجہ اب بدل گیا بولی "آخر معلوم تو ہو بات کیا ہے۔ واقعہ معلوم ہونے کے بعد میں کہہ سکتی ہوں کہ آیا میں کچھ مدد کر سکتی ہوں یا نہیں"۔

سر روبرٹ نے وارفتگی کے لہجہ میں کہا "تفصیل نہ پوچھو۔ صرف یہ بتا دو کہ کیا کہیں سے بھی ہزار پونڈ لا سکتی ہو؟"

سیسیلیا نے چمک کر جواب دیا "میرے پاس تو ایک پائی تک نہیں۔ معلوم ہوتا ہے قرض لیکر جوئے میں ہار گئے ہو"

سر روبرٹ بولا "نہیں یہ بات نہیں۔ معاملہ اس سے بہت نازک ہے۔ اس لیئے تمہیں میرے بچانے کی ضرور تدبیر کرنی چاہیئے۔ تم میرے لئے روپیہ حاصل کر سکتی ہو۔ مگر یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ کیونکر اور کس سے"۔

لیڈی سیسیلیا نے ایک قہقہہ لگایا۔ پھر متانت سے کہا "آخر اس مصیبت کی کچھ تفصیل تو معلوم ہو۔ اور میری حالت تو یہ ہے کہ نقدی تو نقدی یہاں زیور بھی موجود نہیں۔ اور نہ کسی دوست سے مدد کی امید"۔

سر روبرٹ نے کہا "یہ میں نہیں مان سکتا۔ میں ہمیشہ تمہاری جیبوں میں اشرفیاں دیکھتا رہا ہوں۔ تم دو بار اپنی مالا چھڑا چکی ہو۔ اسکے علاوہ درزن کے بل اور کرایہ مکان عین وقت پر ادا کرتی رہی ہو۔ نوکروں کی تنخواہیں بھی بیباق ہوئیں"۔

لیڈی سیسیلیا بولی "میں نے تو سب کچھ کیا۔ مگر میرے خاوند نے کیا کیا؟"

سر روپرٹ کہنے لگا "اس سے ثابت ہے کہ تمہارے مددگار دوست موجود ہیں۔ میں یہ دریافت کرنا نہیں چاہتا۔ کہ وہ کون ہے۔ مجھے صرف ایک ہزار پونڈ کی ضرورت ہے۔ اور یہ کل بارہ بجے تک ملنے چاہئیں"۔

سیسیلیا نے کہا "اگر میرے پاس روپیہ آبھی جائے۔ تو میں تمہیں اُس وقت تک نہیں دے سکتی۔ جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے۔ کہ تمہاری ضرورت کیا ہے"۔

سر روپرٹ پر امید لہجہ میں بولا "اگر میں سب کچھ بتا دوں۔ تو تم روپیہ کا انتظام کر دوگی؟"

سیسیلیا نے جواب دیا "میں کوئی وعدہ نہیں کر سکتی"۔

سر روپرٹ نے عاجزانہ لہجہ میں کہا "مگر کوشش تو کروگی۔ اچھا لو سنو۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک ہزار پونڈ کے قرضہ کا تمسک گرین وڈ کے پاس ہے۔ اور کل روپیہ کی ادائگی کی تاریخ ہے"۔

سیسیلیا نے لاپروائی سے کہا "یہ تو معمولی بات ہے۔ تمہارے جیسے شخص کو ایسے قرضہ کے خیال سے اس قدر پریشانی کیوں ہے؟"

سر روپرٹ بولا "ایسا معمولی قرضہ تو مجھے اس قدر پریشان نہ کر سکتا تھا۔ لیکن میری شامت اعمال کہ میں نے دستاویز پر جعلی دستخط کر دیئے"۔

اس کلمہ نے سیسیلیا کو لمحہ بھر کے لئے پریشان کر دیا۔ اُس نے چونک کر پوچھا "جعلی دستخط کس کے؟"

جواب ملا "تمہارے باپ لارڈ ٹریمارڈن کے"۔

یہ سنکر وہ تصویر حیرت بن کر رہ گئی۔

سر روپرٹ نے بے چین ہو کر پوچھا "کیوں اب میری مدد کروگی یا نہیں؟"

سیسیلیا نے خشکی سے جواب دیا "ہزار تو درکنار میں ایک پونڈ کا بھی انتظام نہیں کر سکتی"۔

سر روپرٹ مایوس ہو گیا۔ اور کہنے لگا "تمہاری باتوں سے تو معلوم ہوتا تھا۔ کہ تم میری مدد کے لئے تیار ہو"۔

سیسیلیا نے جواب دیا "یہ محض تمہارا راز معلوم کرنے کی ترکیب تھی"۔

سر رد پرٹ! آہ! مجھ کو پولا تو تم سے اب کوئی امید نہ رکھوں؟"

لیڈی سیسیلیا نے اس کی تائید کی۔ اور کہا" ہم گرین وڈ کے پاس جا کر اس کی خاطر خواہ ملاقات کرنے کی کوشش کر لیتے"۔

سر رد پرٹ نے جواب دیا" وہ مجھے صاف جواب دے چکا ہے۔ علاوہ ازیں مجھے تمہارے باپ سے بھی کوئی امید نہیں لیکن تم ہی میری مدد کر سکتی ہو۔ ممکن ہے کہ گرین وڈ تمہارا کہا مان جائے"۔

سیسیلیا نے کہا" مگر گرین وڈ پر میرا کیا اثر ہو سکتا ہے؟"

سر رد پرٹ نے اپنی بیوی پر ایک معنی خیز نگاہ ڈالی اور کہا" لیکن میرے پاس اس بات کا ثبوت ہے کہ تم گرین وڈ پر پورا پورا اثر رکھتی ہو پس میں تمہارا احسان مند ہوں گا۔ اگر تم اس اثر سے کام لوگی"۔

بیوی اس کی نگاہ سے ڈر گئی۔ اور سر جھکا کر بولی" سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"۔

سر رد پرٹ نے کہا" اب مجھ سے زیادہ کیا کہلواتی ہو۔ مجھے سب کچھ معلوم ہے میرے پاس ثبوت موجود ہے۔ لیکن میں سر دست ان باتوں کا تم سے جواب طلب نہیں کرتا بلکہ چاہتا ہوں۔ کہ مجھے اس مصیبت سے نجات دو۔ اور یہ بھی وعدہ کرتا ہوں۔ کہ تمہاری آزادی میں خلل انداز نہ ہوں گا"۔

لیڈی سیسیلیا سمجھ گئی۔ اس کا دل کانپ اٹھا۔ اور اپنے شوہر سے بولی" آخر آپ چاہتے کیا ہیں؟"

سر رد پرٹ نے تیزی سے جواب دیا" گرین وڈ کے پاس جاؤ۔ اور اس معاملہ کا فیصلہ کر کے آؤ"۔

وہ بولی" لیکن مجھے اس کا کیا حق ہے؟ اگر وہ انکار کر دے گا۔ تو میں اپنا سا منہ لے کر رہ جاؤں گی"۔

سر رد پرٹ نے جواب دیا" بیگم صاحب میں یقین کرتا ہوں۔ کہ مسٹر گرین وڈ جیسا حسن پرست اس عورت سے ہرگز ایسی بات کے لئے انکار نہ کرے گا جس نے اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیا ہو"۔

سیسیلیا بولی "تم یہ کیا کہہ رہے ہو۔ ہیں۔۔۔"

سر روبرٹ بگڑ کر بولا "جی ہاں میرا یہی مطلب ہے جو آپ سمجھی ہیں۔ یعنی گرین وڈ آپ کے آشنا ہیں۔ اور آپ اس اثر سے اپنے شوہر کو مصیبت سے نکال سکتی ہیں۔"

اب سیسیلیا بالکل بدحواس ہو گئی۔ اور سر روبرٹ کو جواب دینے کے بجائے آسمان کی طرف سر اٹھا کر بولی "یا خدا یہ میرے کان کیا سن رہے ہیں"۔ مگر پھر سنبھل کر سر روبرٹ سے کہنے لگی "سر روبرٹ تمہارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے؟ کیا دلیل ہے؟"

سر روبرٹ بولا "میرے پاس ثبوت بھی ہے۔ اور دلیل بھی۔ لیکن اگر تم مجھے رسوائی سے بچا لو۔ تو میں بھی تمہیں دنیا میں بدنام نہیں کروں گا۔"

اس کی بیوی نے کہا "ناممکن بالکل ناممکن۔ البتہ یہ صحیح ہے۔ کہ گرین وڈ نے ایک آدھ بار مجھے سودی قرضہ دیا ہے۔"

سر روبرٹ بولا "سودی قرضہ خوب! یعنی میری عزت کا سودا کر کے!"

لیڈی سیسیلیا نے یہ فقرہ ان سنا کر کے کہا "اور اب تو اس نے قرض دینے سے بھی انکار کر دیا ہے۔"

سر روبرٹ نے اپنی بیوی کو معنی خیز نگاہ سے دیکھ کر کہا "کیا یہ تم سچ کہہ رہی ہو؟"

لیڈی سیسیلیا نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ بلکہ اپنی گون کی جیب میں سے ایک خط نکال کر سر روبرٹ کی طرف پھینک دیا۔

سر روبرٹ نے اُسے اٹھا کر دیکھا۔ مگر وہ نہایت مختصر تھا۔ اور پوری احتیاط سے لکھا گیا تھا۔ وہ اپنی بیوی سے کہنے لگا "اس سے تو معلوم ہوتا ہے آپ اس کا دل بالکل پتھر ہو گیا۔ خیر اب تم اس کے پاس جاؤ۔ اور کہو کہ میرے شوہر کو اس آشنائی کا راز سب کچھ معلوم ہو گیا ہے۔ اُس روز سے جب چیسٹر نے تمہیں اول بار ایک جا دیکھا۔ اور۔۔۔"

لیڈی سیسیلیا نے تقریر کا سلسلہ منقطع کر دیا۔ اور ایک ٹھنڈی سانس بھر کر بولی۔

"بس بدولت چیسٹر نے مجھے دین دنیا سے کھو دیا۔"

سر روبرٹ بولا "ہم دونوں کو سب کچھ معلوم ہو گیا۔ تم نے اُس کے جتنے وعدے وفا کئے۔ سب ہماری آنکھوں میں پھر رہے ہیں۔"

لیڈی سیسیلیا نے دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ چھپا لیا۔

سر روپرٹ شیر کی طرح غرا کر بولا "گرین ووڈ سے یہ بھی کہنا۔ کہ جب تم نے اس سے گرینچ کے ہوٹل میں جا کر محبت کا سبق لیا۔ تو یہ نیازمند اُس ہوٹل میں موجود تھا"۔

لیڈی سیلیا رو کر بولی "ہائے کیا تم مجھے مار ہی ڈالو گے"؟

سر روپرٹ نے جواب دیا "نہیں نہیں میرا یہ منشا نہیں۔ بلکہ میں صرف یہ چاہتا ہوں۔ کہ تم میری مدد کرو۔ اور میں تمہارے راز کی حفاظت کروں۔ اور یہ غرض اس طرح پوری ہوتی ہے۔ کہ تم گرین ووڈ سے جا کر کہو کہ سارا راز افشا ہو جائے گا۔ لیکن اگر وہ اس جعلی دستاویز کو جلا دے۔ تو میں خاموش ہو رہوں گا"۔

لیڈی سیلیا سنبھل کر بولی "اور اگر تم اپنے وعدہ پر قایم نہ رہے۔ مثلاً تم نے اس دستاویز کے تلف ہونے پر گرین ووڈ پر نالش کر دی۔ اور مجھے دنیا میں رسوا کیا۔ تو۔۔۔"

سر روپرٹ بولا "واہ کیا تم مجھے اسقدر پاجی خیال کرتی ہو"۔

وہ کہنے لگی "تم نے کونسی بات اب تک اٹھا رکھی ہے جو آیندہ اٹھا رکھو گے"؟

سر روپرٹ نے کہا "اس قسم کی باتیں فضول ہیں۔ خیر اگر گرین ووڈ مجھ سے کوئی اقرار نامہ لکھوانا چاہے۔ تو لکھ دوں گا۔ لو اب تو تمہارا اطمینان ہوا"؟

سیلیا بولی "میں جاتی ہوں۔ مگر کامیابی کی کوئی امید نظر نہیں آتی"۔

سیلیا کپڑے بدلنے کے لئے اپنے کمرہ میں چلی گئی۔ شوہر نے نوکر کو آواز دیکر گاڑی منگائی۔ گاڑی آجانے پر معزز لیڈی اُس پر بیٹھنے کو تھی۔ کہ نوکر نے آکر اسے ایک چٹھی دی۔ اور کہا۔ کہ یہ خط صاحب کے نام کا ہے۔ بیوی نے چاہا۔ کہ خط شوہر کو بھیجدے۔ مگر اُس کی نظر سرسری طور سے لفافہ پر پڑی۔ تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئی۔ کہ لفافہ کسی عورت کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اسوجہ سے اُس نے خط کو جیب میں ڈال لیا۔ اور گاڑی میں بیٹھ کر اس کے چلنے کا حکم دیا۔

تھوڑی دور آگے چل کر اس نے خط کا لفافہ چاک کیا۔ مگر یہ دیکھ کر اُس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ کہ خط کے ساتھ ایک ہزار روپیہ کا ایک نوٹ بھی ہے۔

خط میں لکھا تھا۔ کہ سر روپرٹ نے کبھی ایک شخص کے ساتھ جو سلوک کیا تھا۔ اس کی یادگار میں یہ رقم ارسال ہے۔ کیونکہ معلوم ہوا ہے۔ گرین ووڈ کو ہزار کا قرضہ آپ کو دینا ہے۔ اور وہ آپ کو تنگ کرتا ہے۔ اس خط پر راقمہ کا نام درج نہ تھا۔

سمیلیا نے دل میں سمجھا۔ کہ اس کی رانڈ کوئی عورت ہے۔ جس کا کبھی میرے شوہر کے ساتھ ناجائز تعلق ہوگا۔ اور اس لئے اس کی مدد کی ہوگی۔

مگر یہ خیالات بہت جلدی کافور ہو گئے۔ اور وہ خوشی کے نشہ میں چور ہو گئی کیونکہ اسوقت اُس کی جیب میں ایک ہزار روپیہ تھا۔ لیکن اُسے اس بات کا خیال ایک لمحہ کو بھی نہیں آیا۔ کہ یہ روپیہ میرے شوہر کا ہے۔

تھوڑی دیر میں گاڑی سٹر گریم روڈ کے دروازہ پر جا ٹھیری۔

جلد سوم ختم ہوئی

میری کوریلی کے انگریزی ناولوں کے ترجمے

رینالڈس کے مشہور ناولوں کے ترجمے

نام کتاب	نام ترجمہ	نام مترجم	صفحات	قیمت
مسٹریز آف لنڈن	فسانہ لندن (۱۷ حصے)	منشی تیرتھ رام فیروزپوری	۲۳۴۰	[illegible]
ہمیٹڈس	سوزان عشق	پنڈت بشمبر ناتھ صاحب سپرد	۵۱۹	[illegible]
پوپ جان	طلسمات	منشی خلیل الرحمٰن صاحب	۲۶۸	[illegible]
فاسٹ	فریب حسن	خواجہ اکبر حسین صاحب	۵۵۰	[illegible]
مے مڈلٹن	شکستہ دل	مسٹر پی ایم کمار	۱۲۰۶	۱۲
لیلی یا سٹار آف سنگریلیا	فسانہ الہ دین دیلمی	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۲۷	[illegible]
برونز سٹیچو	لعبت فرنگ	منشی رام نرائن صاحب	۷۴۴	[illegible]
مارگرٹ	مارگرٹ	منشی گرجا سہائے صاحب بی اے	۱۴۴۸	۱۲
عمر	عمر پاشا (۲ حصے)	منشی غلام قادر صاحب فصیح سیالکوٹی	۵۰۳۴	[illegible]
سولجرس وائف	سپاہی کی دلہن	ڈاکٹر لکشمی دت صاحب [illegible]	۱۴۴۴	۱۲
روز المیرٹ	روز المیرٹ (۲ حصے)	منشی جے نرائن صاحب درما [illegible] لکھنوی	۳۵۰۰	[illegible]
نیکرومنیسر	اسرار (۲ حصے)	منشی صدیق احمد صاحب	۴۶۲۴	[illegible]
دگانزدی دی ہیرولٹ	دیگیزہ نسیہ یڈا	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۳۴۴	[illegible]
ماسٹر ٹموتھی بکس	دھوکا یا طلسمی فانوس	منشی سجاد حسین صاحب مرحوم	۳۶۱	[illegible]
کنیتھ	پاداش عمل (۴ حصے)	مولوی صدیق حسن صاحب	۵۴۴	[illegible]
میری پرائس	سرگزشت (۳ حصے)	منشی نوازش علی صاحب	۹۲۴	[illegible]
الفرڈ	شاد کام	منشی امجد حسین نہال صاحب مرحوم	۳۸۰	[illegible]
روز آف دی حرم	اسرار حرم	منشی احمد الدین صاحب بی اے مرحوم	۳۱۰	[illegible]
ینگ ڈچس	شام جوانی	منشی نوبت رائے صاحب نظر لکھنوی	۳۴۰	[illegible]
فشر مین	نیرنگ	مولوی سید احمد صاحب لکھنوی	۵۷	۶

لال برادرس ۲ پارستہ روڈ نولکھا لاہور

عنقریب چھپ کر شائع ہوگا

باپ کا قاتل

پیری سائڈ

بالتصویر

رینالڈس کے معرکہ آرا ناول پیری سائڈ کا اردو ترجمہ (با تصویر)

منشی شمیم الدین صاحب بھوری کے قلم سے

کیا یہ بتلانے کی حاجت ہے۔ کہ یہ ناول کتنا دلچسپ ہوگا؟ کیا اس کا نام ہی نفس مضمون کو ظاہر نہیں کرتا؟

"باپ اپنے چھوٹے بچہ کو زانو پر بٹھا کر پیار کرتا۔ اور اس کے نرم چمکیلے اور گچھے ہوئے بالوں پر ہاتھ پھیرتا ہے۔ یہاں تک کہ محبت میں وہ اپنی قابل فخر انسانی حالت کو بھی قطعی فراموش کر کے ننھے بچہ کی دلبستگی کے لئے بالکل مہمل اور بے معنی زبان میں گفتگو کرنے لگتا ہے۔ وہ اپنے بچہ کی خاطر حکایتیں بیان کرتا اور سنجیدگی قائم مزاجی۔ اور دنیاوی فکر سب کچھ اس پر قربان کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اسکے ساتھ اس کی اچھل کود میں شامل ہو جاتا ہے۔ اور ان سب باتوں کی تہ میں صرف یہ امید اسکے لئے باعث راحت ہوتی ہے کہ میں اپنے بچہ کے لئے وافر دولت کما سکوں۔ اسی فکر میں اس کی ساری زندگی بسر ہوتی ہے اور اس کا انعام؟... ہاں اس کا انعام کتنا راحت بخش ہوتا ہے۔ بچہ اس کی آمد کے وقت تبسم زا۔ باغ باغ۔ خوشی سے اچھلتا۔ دروازہ کے باہر معلوم قدموں کی چاپ سنکر دوڑتا اور ننھے بازو پھیلا کر توتلی زبان میں کہتا ہے "ابا جان!"

"الٰہی یہی بچہ جوان ہو کر باپ کو قتل کرے!... یہی ننھے ہاتھ اتنے قوی ہو جائیں کہ اس پر محبت دل میں خنجر بھونک دیں۔ جو ہر وقت اسی کے لئے فکرمند اور مضطرب رہتا تھا یہی معصوم بچہ بالغ ہو کر دنیا کے ذلیل ترین گناہ کا مرتکب ہوا۔... اُف کیا فطرت انسانی اس درجہ قابل نفرین ہو سکتی ہے؟" (مصنف کی تمہید سے ماخوذ)

گہرے جذبات سے پُر تخیل اور لفظی تصویر کشی کا بہترین نمونہ

قیمت کا فیصلہ چھپنے پر ہوگا۔ بہرحال وہ واجبی ہوگی۔ فسانہ لندن کے ہر ایک خریدار کو اس ناول کی ایک جلد کی فرمائش ضرور بھیجنی چاہئے۔

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ۔ نولکھا لاہور

مطبوعہ جارج سٹیم پریس لاہور باہتمام لالہ ایشر داس پرنٹر